

سینہ کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

ناہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

مفت محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عبدالرشید عثمانی قدس سرہ

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور

مؤسس و مدیر

الرحیمہ گیلانی

۱/۴، کرام آباد، عظیم آباد، لاہور، پاکستان ۷۵۰۰

فون: ۳۹۱۳۹۱۲

یزید کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

ماہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

محقق المسر شیح الحدیث مولانا محمد عبدالرشید نقوی مدظلہ

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن مہسنفر
مؤسس و مدیر

الرحیمہ کیسٹلجی

۱/۷ اکرام آباد، لاہور، پاکستان آباد، کراچی ۷۵۹۰۰
فون: ۲۹۱۳۹۱۶

بسم الرحمن الرحیم
ماہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از
محقق المسر شیح الحدیث مولانا محمد عبدالرشید نقوی مدظلہ

۱۳۵۹ھ

۲۰۳۸

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ
۳۰	اہل سنت کے لیے لمحہ فکریہ	۱۱
۳۰	دیب پاہ	۱۶
۳۰	استفتاء کے سوالات و جوابات	۱۶
۳۰	کتب سے منقول ہیں	۳۰
۳۰	استفتاء	۲۰
۳۱	استفتاء کا اجمالی جواب	۲۶
۳۱	اہل عدل سے محبت رکھنا اور اہل جور سے	۲۶
۳۱	بغض رکھنا اہل سنت کا طریقہ ہے	۲۶
۳۱	حضور علیہ السلام کے اصحاب، اولاد	۲۶
۳۱	اور درمیت کے بارے میں اچھی رائے	۲۶
۳۱	دیکھنے والا نفیق سے بُری ہے	۲۶
۳۱	حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سزا ہیں	۲۶
۳۳	اور حضرت حسنین جو انان جنت کے	۲۸
۳۳	یزید سے نفرت کرنا ایمان کا مستفیض ہے	۲۸
۳۳	یزید کے بُرے کرتوتوں کی تفصیل شیخ	۲۸
۳۳	عبداللہ بن مسعود کے قتل سے	۲۸
۳۳	شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح کہ یزید	۲۹
۳۳	داعی ملاح تھا اور منافق تھا یا ناسق	۲۹
۳۳	نامہ بیوں کی شبہات کے تفصیلی جوابات	۳۰
۳۰	پہلے رشید کا تفصیلی جواب	۳۰
۳۰	غزوہ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت کی	۳۰
۳۰	بابت دو حدیثیں	۳۰
۳۰	مستفتی اگر دوسری حدیث پر غور	۳۰
۳۱	کرتے تو سرے سے شبہ ہی پیدا نہ ہوتا	۳۱
۳۱	کسی عمل خیر پر بشارت کا یہ مطلب نہیں	۳۱
۳۱	کہ اس عمل کے بعد اب ہم کی کاپی چھٹی ہے	۳۱
۳۱	کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور	۳۱
۳۱	بانت اور کسی عمل خیر پر حضرت کی	۳۱
۳۱	بشارت دینا الگ چیز ہے	۳۱
۳۳	یزید کا نام لے کر اس کو جنت کی	۳۳
۳۳	بشارت نہیں دی گئی	۳۳
۳۳	حافظ ابن کثیر کی تصریح کہ یزید کا	۳۳
۳۳	اعتقاد مرجہ کا ساتھ جو ایک	۳۳
۳۳	مگر وہ فرق ہے	۳۳
۳۳	شیخان اسیر کا مذہب	۳۳
۳۳	یزید جہاد قسطنطنیہ میں شرکت کے لئے	۳۳
۳۳	تیار نہ تھا	۳۳

جملہ حقوق طباعت و اشاعت بہتمام و کمال بنام الزحیم اکیڈمی محفوظ ہیں
اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، اسکننگ اور کسی بھی قسم کی اشاعت اور وہی
تحریری اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی ہے۔

نام کتاب: یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں

تالیف: محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر

موسس و مدیر: الزحیم اکیڈمی، ۸777، اکرام آباد، اعظم گریاقت آباد کراچی 75900

ٹیلیفون: 4913916

مطبع: قریشی آرٹس پرنٹنگ پریس، اعظم آباد کراچی

اشاعت بار اول: ۱۴۰۲ھ تا اشاعت بار ششم: ۱۴۲۵ھ
۱۹۸۲ء ۲۰۰۳ء

تعداد: ۱۰۰۰ = قیمت: ۶۰/- روپے

مطبوعہ

- ۱۔ مکتبہ اہل سنت و جماعت کراچی ۱۹
- ۲۔ زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی
- ۳۔ ادارۃ الانوار، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۴۔ مکتبہ قاسمیہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۵۔ مکتبہ بخاریہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۶۔ مکتبہ بخاریہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۷۔ مکتبہ بخاریہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۸۔ ادارۃ اسلامیات، اتارنگی لاہور
- ۹۔ مکتبہ بخاریہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۱۰۔ مکتبہ بخاریہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۱۱۔ مکتبہ قاسمیہ، مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
- ۱۲۔ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۳۔ مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۴۔ مکتبہ تبلیغ و اصلاح، حیدرآباد سندھ
- ۱۵۔ ادارۃ اکیڈمی حیدرآباد سندھ
- ۱۶۔ ادارۃ اشاعت اردو بازار کراچی
- ۱۷۔ بیت الکتاب گلشن اقبال کراچی

صفحہ	عنوان	صفحہ
۳۴	”مدینہ قیصر سے حدیث میں	یزید کا بچا ہرین روم کا مذاق اڑانا
۳۶	”قسط طینت نہیں بلکہ ”محض“ مراد ہے	حضرت معاویہ کا بائیس برس کو چہاد پر اہل کفر
۳۷	”صحیح بخاری“ میں یزید کی مذمت	یزید نے زیاد اخلاف سے نبھاتے ہی بکری اور
۳۷	”میں حدیث میں۔“	سزائی جہاد کو ختم کرنے کا حکم دے دیا
۳۷	”پہلی حدیث	”سیدنا یزید“ کے مولا کی شرمناک
۳۷	حضرت ابو ہریرہ کا دور یزید سے	حاشیہ آرائی۔
۳۹	پناہ مانگنا	بالغرض یزید جہاد قسط طینت میں دل سے
۳۹	یزید کی مذمت میں ”صحیح بخاری“	شریک ہوا تو اس غزوہ تک جو گناہ اس نے
۳۹	کی دوسری حدیث	کیے تھان کی مغفرت کی امید تو کی جا سکتی
۳۷	امت کی تباہی قریش کے چند	ہے نہ کہ آئندہ ہونے والے ہر ائم کی بخشش
۵۱	بے وقوف لوٹنے والے ہاتھوں ہوگی	شاہ ولی اللہ کی تصریح اس باب میں
۵۱	لوٹنے والے کی حکومت کی کیفیت	یزید نے بعد کو ایسے کام کیے جو لعنت
۵۲	شمر کا اطاعت یزید کے سلسلہ میں یزید	کے موجب تھے۔
۵۲	امت کو تباہ کرنے والے لوٹنے والے	حدیث میں جن چہ افراد کو لعنتی بتایا گیا ہے،
۵۲	میں یزید سر فہرست ہے۔	ان میں یزید شامل تھا۔
۵۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت	جہاد قسط طینت میں شرکت کے بعد یزید
۵۳	کران لوٹنے والے سے دور رہا جائے	کے مظالم کی تفصیل امام ابی حزم کی زبانی
۵۳	صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل	خلاصہ بحث
۵۳	مروان کا ان مفسد لوٹنے والے پر لعنت	یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں جہاد
۵۵	یزید کے بھی صحابہ و تابعین پر مظالم	ہو سکتا ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ
۵۳	قیصری روایت	یزید کی گورنر کا حضرت ابو شریح
۶۲	یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان	کے سامنے اپنی علیت بگھاڑنا۔
۶۲	کی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی جناب میں	اس گورنر کے بائیس برس میں حزم کا فیصلہ
۵۶	گستاخی و افتراء پر دازی۔	حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ
۵۷	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا مروان کو	عمر و اشراق کی ہرزہ سزائی قابل
۵۷	پرسہ منبر ٹوٹا۔	قبول نہیں۔
۵۸	حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا	حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت
۵۸	مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی	ابن عباس کی زبانی۔
۵۸	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت عاتق	حضرت عثمان نے جن حضرات کو
۵۸	دالوسفیان سے انفسل ہیں۔	کتا بیٹے آن پر مامور کیا ان میں
۶۶	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا حضرت عائشہ	ابن زبیر بھی ہیں۔
۵۹	کی رقم کو واپس کر دینا۔	حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث
۶۶	یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کر دینا	کی روشنی میں۔
۶۶	کو اس نے حضرت ابن زبیر سے	یزید کا گورنر مدینہ کی نفرت حدیث میں
۶۰	سنجی کیوں نہیں کی۔	کر بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے
۶۶	مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ	دین کو ذبح کر کے رکھ دیا۔
۶۶	حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر	پانچویں حدیث۔
۶۰	بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔	قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
۷۰	حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم الہی	پاس و لحاظ۔
۶۰	پر فوج کشی سے منع کرنا۔	ابن زیاد بد نہاد کی حضرت حسین
۶۱	جو غمی حدیث	کے مراقب کے ساتھ گستاخی۔

صفحہ	عنوان	صفحہ
۷۴	یزید کی شقاوت	۷۴
۸۸	ابن زیاد بد نہاد کا صحابہ کے ساتھ گستاخانہ طرز عمل	۸۸
۹۰	حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت نہ کرنا	۹۰
۹۱	ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ گستاخی	۹۱
۹۳	ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ گستاخی	۹۳
۹۴	ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بد تمیزی	۹۴
۹۸	ابن زیاد کا حضرت ابو ہریرہ کا مذاق اڑانا	۹۸
۸۰	ابن زیاد بد نہاد تھا	۸۰
۸۱	یزید کی مدینہ نبوی پر فوج کشی واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی چھٹی حدیث	۸۱
۸۲	حرہ کے مظالم کی تفصیل	۸۲
۸۵	حرم مکہ کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری	۸۵
۸۶	یزید کا انعام بد	۸۶
۸۷	خود فیصلہ نہ کیجئے	۸۷
۸۸	امام سیوطی اور علامہ تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا	۸۸

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۰۱	فتی رجال کا مستفاد فیصلہ "یزید اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت لی جائے"	۱۰۱
۱۰۲	چوتھا شبہ	۱۰۲
۱۱۲	کیا حضرت ابن عباس نے یزید کو اپنے خاندان کا خلیفہ فرد بتلایا تھا؟	۱۱۲
۱۰۲	اغالی کی روایت میں یہ ثابت ہو گیا ہے	۱۰۲
۱۱۳	"الامامۃ والسیاسہ" قابل استناد کتاب نہیں	۱۱۳
۱۰۳	بلاذری کی سند صحیح نہیں	۱۰۳
۱۱۹	بالغرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہوگا	۱۱۹
۱۲۲	یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت	۱۲۲
۱۲۳	یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام	۱۲۳
۱۲۴	حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام	۱۲۴
۱۲۴	پانچواں شبہ اور اس کا جواب	۱۲۴
۱۲۵	قاضی ابو بکر ابن العربی کے بارے میں	۱۲۵
۱۲۸	قاضی ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا	۱۲۸
۱۳۰	قاضی ابو بکر ابن العربی نامی ہیں	۱۳۰
۱۳۰	"کتاب الزہد" میں جس یزید کا ذکر ہے وہ یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں	۱۳۰

۱۳۲ - یزید پر لعنت کرنا

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۲۵	ساقیوں اور آٹھویں شبہ اور ان کے جوابات	یزید پر جب لوگوں نے جھڑکار کی تو اس نے اظہارِ ندامت کیا۔
۱۲۴	یزید نے حضرت عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور حضرت عمر کی پوتی سے نکاح کیا تھا۔	یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ
۱۲۵	ان شبہوں کا مختصراً کیا ہے۔	بعض علماء یزید پر لعنت اس لیے نہیں کرتے کہ کہیں اس کے گناہوں کا بوجھ کم نہ ہو جائے۔
۱۲۶	نواں شبہ	بعض حضرات کے پیش نظر اس سلسلہ میں یہ مصدق ہے کہ لعنت کا سلسلہ آگے نہ بڑھے
۱۲۶	حضرت زین العابدین کی یزید سے بیعت اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا۔	یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح۔
۱۲۶	اس شبہ کا جواب	یزید پر لعنت کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات۔
۱۲۶	طبقاً ابن سعد اور بلاذری کا غلط حوالہ	امام ابو جبر جصاص کا فتویٰ
۱۲۶	یزید کے کماؤں کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی۔	امام کردری کا فتویٰ
۱۲۷	اس شبہ کا جواب	خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ ہزاریہ
۱۲۷	ابن شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا۔	کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔
۱۲۷	اہل بیت کی حق تلفی	لعن کے بارے میں کتاب التعلیم والتعمیم
۱۲۷	دسواں شبہ	کی عبارت۔
۱۵۱	سادات کی رشتہ داریاں امویوں سے۔	مسلمان پر لعنت کرنے کا مطلب۔
۱۵۱	اس شبہ کا جواب۔	
۱۵۱	واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتہ نہ نکالتے تھے	
۱۵۱	عبدالملک یزید کے زوال سے عبرت پرکھنا	
۱۵۱	گیارہواں شبہ	
۱۵۱	شری النفس لوگوں نے حضرت حسین کو یزید کے خلاف فتنہ پکڑا دیا اور جہاں آپ نے	

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۵۸	جانی یا کہ تمام امت یزید کی بیعت پر متفق ہے تو آپ اپنے ارادے سے دستبردار ہو گئے۔	عمر بن سعد کا حشر
۱۵۸	ابن زیاد کے سر کا عبرت ناک انجام	یزید کا دنیا سے ناکام رہنا مراد جانا
۱۵۹	یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا	اس شبہ کا جواب
۱۶۰	یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسین یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے	سائل کی لغویائی و دروغ گوئی۔
۱۶۱	اس روایت پر درایت کے اعتبار سے	حضرت فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کو فی باہت نہ تھا۔
۱۶۱	تفصیلی بحث	بقیہ غلط باتوں کی تفصیل۔
۱۶۲	حضرت حسینؑ کا شمار نجباء صحابہ میں ہے۔	حضرت حسینؑ کا اقدام محض شرفی امر
۱۶۲	اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی اور حضرت حسینؑ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔	بغرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔
۱۶۲	حضرت حسینؑ اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟	جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا۔
۱۶۵	اس روایت کے برخلاف عقبہ بن سحمان کی روایت بھی موجود ہے۔	حرین میں یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسینؑ کو چپن سے نہ بیٹھے دیا۔
۱۶۵	خضریٰ کی تحتیں اس باب میں۔	جن حضرات نے بھی حضرت حسینؑ کو کوڑا مارنے سے روکا پر بے شفقت روکا۔
۱۶۶	بارہواں شبہ	کوڑا کے سب لوگ خداوند تھے۔
۱۶۶	حضرت حسینؑ کی اجتہاد کی غلطی	کوڑا کی گور زری پر ابن زیاد کا اقرار اور حضرت حسینؑ کی شہادت۔
۱۶۶	جس کا اصل سبب سبائی کو فریوں کے جھوٹے دعویٰ پر اعتبار تھا۔	حضرت حسینؑ کے سردار کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی۔

اہل سنت کیلئے لمحہ فکریہ

جامد او مضلہا و مستبأ، اما بعد

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۵۰۴ھ نے شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا، واقعہ حرہ، صحار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان چاروں جان گسل واقعات کو اسلام کے چار رخوں سے تعبیر کیا ہے کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرکز کا احترام قائم ہوا، ان خلافت کا رعب داب اٹھ گیا، ملوٹ کر بلا سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے عینۃ الرسول کم کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں پہلوؤں میں اہل کوشوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عزت پیغمبر اور صحابہ نبی سب کا بے دریغ خون بہایا۔ اور حرم نبی، خانہ کعبہ جد شعائر اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر مسخ کھا دینے لگا۔

ان چاروں حادثات کے بارے میں ماہیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور مادہ ذکر کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا ان صحابہ کرام کو جنہوں نے زید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اعداد خلافت کو، شیعہ مروانیہ کا ایمان و عقیدہ ہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور مسلمانوں کے خون سے جولی کھینچنے والے۔ حضرت مسیحی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۱	یزید کے بارے میں مفتی صاحب کے ابا کی تحریرات	۱۶۷	اس شدید کا جواب
۱۸۲	یعنی یزید کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات	۱۶۸	بقول مستفتی جب حضرت حسینؑ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا تو پھر ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا؟
۱۸۳	بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں	۱۶۹	سبائی کون تھے؟
۱۸۴	سید احمد شہید کی تصریح یزید کے بارے میں	۱۷۰	یہ افتراء ہے کہ حضرت حسینؑ کے ساتھی کوئی سیائیوں نے لڑائی میں پہل کر کے مسلح نہ ہونے دی۔
۱۸۵	مولانا قاضی کافوری۔	۱۷۱	صحابہ کی بھاری اکثریت حضرت حسینؑ کے موقف کی حامی تھی۔
۱۸۶	غیر متفقہ۔ یوں کہ فتویٰ کی تصحیح۔	۱۷۲	صحابی رسول کا حکم نہ کر بلا میں شہید ہونا
۱۸۷	نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں۔	۱۷۳	احادیث کی رو سے حضرت حسینؑ کے موقف کا حجت
۱۸۸	علامہ شبلی کی رائے۔	۱۷۴	اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت و غیرہ
۱۸۹	یزید کی ظہارت و مغفرت کی بحث۔	۱۷۵	یزید کے بارے میں خود اس کے بیٹے کی شہادت
۱۹۰	یزید کا جزیرہ و دوس اور جزیرہ اور دوس سے چاہدین کو واپس بلانا۔	۱۷۶	یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے
۱۹۱	تذکرہ قیصر سے کیا مراد ہے۔	۱۷۷	شہادت حسینؑ پر حضور علیہ السلام کا قتل۔
۱۹۲	حدیث یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۸	شہادت حسینؑ کے بارے میں اہل حق کا بیان
۱۹۳	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۹	حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت فرمانا اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا اکرام کرنا۔
۱۹۴	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۰	مفتی محمد رفیع صاحب کی طرف فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے۔
۱۹۵	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۱	سے دور ہیں
۱۹۶	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۲	۲۰۰

وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو حادثہ خرو اور حصار کعبہ کے خونیں جنگا مول میں یرید اور عبد الملک بن مروان کی تیغ مستم کا نشانہ بنے شہید نہیں۔ بلکہ خلافت کے باخفی تھے جو اپنی بنادیت کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچے۔ شیعہ مروانہ کا نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن محمود احمد عباسی نے کتاب خلافت معاویہ ویزید لکھ کر اس فتنہ کو پھرنے سے روک دیا۔ اس سے زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے ملک میں ایک تازہ فتنہ "ناصبیت" کا پیدا ہو گیا ہے جس سے اب تک بند و پاکی کی سرزمین یکسر پاک تھی اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصہ سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ رہ سکا، اور اب تو بہت سے ملتوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے۔

یہ کتاب سراسر فریب، خداع، تبلیغ اور کذب و افتراء کا مرکب ہے۔ اس نام نہاد تازہ نگار کی ریسرچ کے چار نکتہ ہیں۔

(۱) مستشرقین کی تعزیرات، جن کو مؤلف با بجا آزاد اور بے لاگ محققین کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں، اور ہر باب میں ان کے اقوال کو قول فیصل سمجھتے ہیں۔

(۲) شیعہ مؤرخین بھی کے کذب و افتراء کا جلد بجا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود مولف ہر جگہ ان سے اپنے مطلب کی بات کہیں ان کی عبارت میں تلمیح و تہریر کر کے اور کہیں بغیر اس کے ہی لے لیتے ہیں۔

(۳) بعض وہ متنفذین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اولاد اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں۔ (۴) خود اپنی دماغی آبیج جس میں مولف بڑی دور دور کی کوڑی لاتے ہیں اور ایسی بات اپنے دل سے گزرتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران و ششدر رہ جائے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو کہیں بھی اثبات مدعا کے لئے مولف نے اپنے اصل رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریب سے کام لے کر "ناصبیت" کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رخص کا فتنہ قدیم سے تھا، باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ صوب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نو اصب کا ڈھونڈنے سے بھی بہتر تھا، لیکن عباسی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہل سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خاکی و غلط کام سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب سے سوائے ضرر کے فائدہ کوئی مرتبہ نہ ہوا۔ روانہ تو اپنی جگہ اور سخت ہو گئے لیکن اہل سنت کے اعتدال میں فرق آگیا، بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راستہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شک کرنے لگے۔ آج تک کسی ایک رافضی کے متعلق بھی یہ نہیں بتلا جا سکتا کہ وہ عباسی صاحب کی کتاب پڑھ کر تائب ہو گیا ہو، لیکن اس کے برخلاف اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی نکلے گی جو اس جھوٹ کے پلندہ کو صحیح سمجھ کر حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے دلوں کو مٹا نہ رکھ سکے۔ اس کتاب نے سادہ لوح عوام نہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کیا ہے جن میں عربی مدارس کے بھی بہت سے فارغ التحصیل شامل ہیں، جن لوگوں کی دسترس موضوع کتاب کے اصل مآخذ تک نہیں وہ اس کو تحقیق اور ریسرچ کا ایک نادر شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ عباسی بات کا لاپرواہی انسان من حیث القوم علوم اسلامیہ سے نا بلند ہو گئے ہیں۔ لہذا جو کوئی شخص بھی اپنے کسی غلط نظریے کو درستہ انداز سے بنا سب کر پیش کر دیتا ہے اس کے ہوتا ہیں۔

سوچنے کی بات ہے جو شخص عربی، فارسی کی معمولی عبارتوں کے صحیح ترجمے نہ کر سکے، کتابوں کے غلط حوالے دے، مصنفین کی عبارتوں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے غلط معنی پہنائے اور ان میں قطع و برید سے کام لے، ایسے شخص کا پیش کردہ کوئی نظریہ کس درجہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رد افض کے سب و شتم سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے ایسے میں یہ کتاب شائع ہوئی جس میں حضرت علی اور حضرت جنتین رضی اللہ عنہما کے موقف پر اس سے کہیں زیادہ سلجھے ہوئے اور سنجیدہ انداز میں جرح لگی تھی جو رد افض کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موقف کو مجروح کرنے میں عام روش ہے۔ اس لئے رد عل کے طلب پر بہت سے لوگ عباسی صاحب کے اس طرز عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حالانکہ تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ خلیفہ راشد نہ تھے، ان کا بیٹا یزید ظالم و جاہل کراں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط و اقتدار کو بروہم کیلے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے۔ مگر اس کتاب کی تصنیف صرف ان ہی امور کی تردید کے لئے عمل میں آئی ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اہل سنت کا نقطہ نظر صریح طور پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی نا صہیت کا عین منشا ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ نا صہیت کے پرچار ک شیعہ مردانیہ نے تو اپنی ہدایت کی اشاعت کے لئے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنائے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو

مذاہبٹ کرنے پر تکلے ہوئے ہیں مگر اہل سنت و جماعت کہ صحابہ اور خاندان رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو و ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سد باب کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

محمد عبدالرشید نعمانی
سہ شنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

آفتاب تو موسیٰ فرم

ازن تربیت مسالبردا

راکھ از درہ پرورے ہرگز

نکتہ آفتاب تابان عالم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا

”برید بھلا آدمی تھا یا بُرا“ وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جاہل بربر مانو
اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں، حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کئے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام
سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا۔ برید نے مدینہ نبوی اور حرم البی کی حرمت
کو پاؤں کیا یا نہیں صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام
ہوایا نہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا
بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری
اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا فیضان وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کلام کی اہمیت
بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ ”برید ایک صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا“ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف
یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اللہ اس کو مسخ کر دیا، برید جیسے صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل کے کردار کو ایسا گھٹاؤنا کر کے پیش کیا کہ وہ شیطانِ عجم
نظر آئے لگا۔

یاد رہے برید کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لئے اس دور کی تاریخ کا
ایک ایک واقعہ بند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سن کا
الزام نہیں ہوتا۔ بلکہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرمون منت ہوتی ہے۔
طبقات صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دار و مدار
ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھہریں تو پھر حدیث کی ساری
کتابوں کو رد یا برکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دار و مدار ان ہی کتب طبقات
پر ہے کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو
پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں
نہیں، اور فلاں سچی اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب برید جیسے
خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ ”وہ اس کا
اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے“ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں سکی
روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم
اسماء الرجال نے برید کی تا اہلی کا فیصلہ کر کے اس کی روایت کو مردود کر دیا، غرض
سارے محدثین نے اس غریب سے با کلیہ قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ جاہلین
ملت کے تمام طبقوں میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہا ہوں یا صوفیہ اس
خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو ہار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بجا رہے برید کا تھا
معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی جگہ میں پس گئے ہوں گے
اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرہ شیاطین میں شامل کر دے ہوں گے
اور جس طرح برید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم و سفاک
فاسق و قاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح میں ممکن ہے کہ مسلمانوں کے
اسماء الرجال ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات کے کسی شیطانِ عجم کو اس کا

نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا
ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ
ایسا ظلم و ستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا۔
اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے
ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر
محفوظ قرار دیا جائے یہی منکرین حدیث کی اہل غرض و غایت اور محدثین کا اہل
منشا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں انفرادی اور
اشتمالی پیدا ہو کر قتل و قتل کا بازار گرم ہو۔ افسوس ہے کہ بعض نادان مولوی
جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سادش کا شکار ہو کر
یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں
پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

نحوہ واحد عباسی اس فتنہ کا سربراہ ایک ناخدا ترس اور دین بے زار
آدمی تھا۔ جس زمانہ میں وہ چینی سفارت خانہ میں ملازم تھا اس نے اس فتنہ
کی داغ بیل ڈالی۔ اور اب زمانہ زنت یہ فتنہ برپا ہوا جاتا ہے۔ اس فتنہ میں
مبتلا لوگوں کی جرات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ آئے دن عباسی کی کتاب
”خلافت معاویہ و یزید“ سے کچھ شبہات نقل کر کے اہل مسلم کو استفادہ کی
صورت میں بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ یہ بارہ شبہات بھی اس کی کتاب سے نقل کر کے
”بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفادہ اور
اور اس کا جواب “کے نام سے ایک کتابچہ کی شکل میں پہلے مجلس عثمان غنی کراچی
نے شائع کئے اور بعد کو ”انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور“ نے پھر کسی صاحب نے
اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے ”مدبر عرب علامہ بنوری ٹاؤن“ کے دارالافتاء
میں استفادہ کی شکل میں پیش کر دیے اور جواب کے طالب ہوئے۔

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان شبہات کا تحقیقی جواب لکھنے کی
توفیق بخشی۔ ہماری اس کاوش سے اگر کسی ایک مسلمان کا بھی ذہن ان شبہات
کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو ہماری دلی مراد برآئی اور ہم یکنے میں
حق بجانب ہوئے کہ

شادم از زندگی خویش کہ کامے کردم
یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء
اہل سنت میں اس پر کوا اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو
اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا
ردا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی
تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔
اب پہلے قلمی استفادہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد
بالتفصیل نمبر وار ہر سوال کا جواب پڑھتے جائیے۔ واللہ المہادی۔

محمد عبدالرشید رحمانی
۱۔ سفر النظر ۱۳۴۵ھ شب جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استغفار

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مندرجہ ذیل حقائق پر مبنی نظریات رکھتا ہے۔

اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مدینۃ الرہم قسطنطنیہ پر جہاد کرنے والے لشکر کے لئے مغفرت ہے اور امیرِ یزید مرحوم اس لشکر کے کمانڈر تھے لہذا اس مغفرت میں وہ بھی شریک ہیں۔

(الف) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ جِيشٍ مِنْ اُمَّتِي يَفْتُرُونَ مَدِيْنَةَ يَصْرَ مَغْفُورٍ لِعُمَّهٖ

(ب) قال محمود بن الربیع تحد ثنها قوماً فیہما اَبْنَاؤُ الْیُوسُفِ الذَّنصَارِی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة النبی تَوَلَّی فیہا یدرید بن معاویہ عَلَیْہِ رِیَازُ مِنَ الرُّؤُومِ

دوم: بہت سے صحابہ کرام نے امیرِ یزید مرحوم سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے منجملہ اُن کے (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۴) حضرت نعمان بن بشیرؓ (۵) حضرت جابر بن عبد اللہؓ (۶) وغیرہم۔ اگر امیرِ یزید کا فریاد فاسق و فاجر اور شرابی و زانی اور دشمن دین ہوتے تو یہ حضرات صحابہ کرامؓ اُن کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے۔

۱۔ (بخاری شریف جلد ۱۰ ص ۴۱) ۲۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۸)

اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر و فسق نوازی اور فحور و بددینی کی سرپرستی و تعاون کا ہر دیکھنا ہی الزام آئے گا۔ اور یہ سراسر قرآن کریم کے بیان کردہ اس وصف کے خلاف ہے۔ جو جماعت صحابہ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ذَکِرْتُ لِلّٰهِ حَبِیْبَ الْاَیْمٰنِ الَّذِیْ اٰمَنَ وَرَیْتُمْ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ذَکْرَہُ الْاَیْمٰنِ الْکَثْرِ وَالْقُسُوْثِ وَالْیَعِیْنِ اَوَّلَیْکَ مُحَمَّدٌ الرَّاشِدُ ذُو الْبَیْ

(ج) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امیرِ یزید کے ہاتھ پر اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہے۔ انا قد باعنا هذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ۔ سوم: حضرت محمد بن حنفیہ یعنی محمد بن علی نے نہ صرف امیرِ موصوف کی بیعت کی۔ بلکہ اُن پر عائد کردہ الزامات شراب نوشی، ترک نماز، حدود الہی سے تجاوز کرنا وغیرہ الزامات کی پر زور تردید فرمائی۔ کہ میں خود امیرِ یزید کے پاس رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہمیشہ انھیں پابند نماز اور سنت رسول پر مضبوطی سے کار بند بھلائی اور رسائل فقہ کا جو یاں پایا۔

(د) وَذَکْ حَضْرَتُہُ وَاَکْمَلَتْ عِندَہُ قَرَأَتُہُ مَوَاطِنًا عَلَی الصَّلَاةِ مُتَحَرِّيًا لِاخْبَارِیَا لِمَنْ اَلْفَقَ مِلَّا نَحْنَا لِّلنَّسَۃِ بَلْکُمْ اَپْ نَ اَلْاِزَامِ لَکَ تَ وَالْوَلِیَّ مَیَّ بَحْثَ وَمِنَا لَوَہُ کَیَا۔

(هـ) قد سئل محمد بن الحنفیہ فی ذالک فاستنع من ذلک اشد الامتناع وناظرہم فی یزید وروہ علیہم ما اتھمروہ من شرب الخمر وتوکلہ بعض الصلوات بجمہ

چہارم: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب سیدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی۔ اول تو ان کے لئے دعا کی اور پھر امیرِ یزید کو آپ کے خاندان کا نمک فرو قرار دیا اور اس کے ساتھ ہی امیرِ یزید کی

بیعت و اطاعت کا حکم فرمایا۔ اور خود بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔

(و) وَاِنَّ ابْنَهُ يَزِيدَ لَمِنْ صَالِحِي اَهْلِهَا فَالْزُمُوا بِمَا لَكُمْ وَاَعْطُوا اطَاعَتَكُمْ وَبِيعْتَكُمْ فَصَحْنِي فَبَايَعْتُمُ

پہنچ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزعمہ میں امیر مزید مرحوم و مغفور کا ذکر اُردھا صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرے میں بیان فرمایا ہے۔ جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اللہ امیر مزید کے خطبے کے چند جملے بھی نقل کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو شرم دلائی ہے جو آپ پر شراب نوشی اور فسق و فجور وغیرہ کا اتہام لگاتے ہیں۔

(ز) وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى تَقْدِيمِ مَنْزِلَتِهِ عِنْدَهُ حَتَّى يَدْخُلَهُ فِي جُمْلَةِ الزَّهَادِ مِنْ بَعْدِ الْقَصَابَةِ وَالْتَابِعِينَ يَفْتَدِي بِقَوْلِهِمْ دِيرَ عُمَى مِنْ دَعْوِهِمْ وَنَعْمَ دَعَاؤُهُ الْإِلَهِي فِي جُمْلَةِ الْمَصَابِيحِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى ذِكْرِ التَّابِعِينَ ذَاتِينَ هَذَا مِنْ ذِكْرِ الْمُؤْتَمِرِينَ لَمْ يَكُنْ فِي الْخَمْرِ وَالنَّوَاحِ الْعَجُوزِ وَالْإِسْتِغْيَاقِ شَشْمٌ:۔ حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیر مزید نے نہ تو سید حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضامند تھے۔ جو شخص ان پر الزام لگائے۔ وہ حد درجہ ابلہ و احمق ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ امیر مزید پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور چونکہ مومن تھے۔ اس لئے ہر نماز میں مومنین کی مغفرت والی دعا میں شامل ہیں۔

(ح) وَاَمَّا التَّوَجُّعُ عَلَيْهِ فَيُجَاوِزُ هَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ بَلْ هُوَ دَاخِلٌ فِي تَوَاتُرِ فِي كُلِّ صَلَاةٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَاتَّهَ كَانُوا مِنْهُنَّ وَاللَّهُ اعْلَمُ كَتَبَهُ الْغَزَالِيُّ

مہتمم:- امیر مزید سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر ظیار کے داماد ہیں۔ کیونکہ سیدہ اُمّ محمد بنت عبداللہ بن جعفر اُن کے نکاح میں تھیں۔ اس رشتے سے آپ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیج و داماد ہوتے ہیں۔

بشتم:- سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ اُمّ مسکین بنت عاصم بھی امیر موصوف کے جہالہ عقد میں تھیں۔ اس رشتہ سے آپ خلیفہ دوم کے پوت و داماد ہوتے ہیں۔

نہم:- سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدین کربلا کے واقعہ میں موجود تھے۔ وہاں سے دمشق گئے۔ اور امیر مزید کے اٹھ بر بیعت کی۔ اور زندگی بھر اس پر قائم رہے۔ بلکہ واقعہ کربلا سے تین برس بعد واقعہ حرہ کے موقع پر امیر مزید کا حسن سلوک دیکھ کر اُن کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔

دہم:- واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات میں بھٹی رہیں۔ اور ان کی اُن میں جس کے ثبوت سے کتب تواریخ و انساب پڑیں۔ یا زہم:- سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کوفہ کے ان شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو امیر مزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ جن کے نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق عظیم اور سیدنا عثمان غنی کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور کبھی جنگ جمل اور صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ٹوہین و تحقیر سے بھی انہیں کئے نادر اعمال بیاہ اور دامن و اخذ رہیں۔ اور جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو تقریباً چار ماہ کی مسلسل کوشش بصورتِ مخطوطہ و فود کی بھرمار سے یہ باور کراوا کہ

امیر زید اہمت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں۔ بلکہ ملت کی متعدد جماعت ان کی خلافت سے مطمئن نہیں۔ تو اب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا ارادہ فرمایا۔
 (۱) سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ (۲) عبد اللہ بن عمرؓ (۳) عبد اللہ بن جعفرؓ۔
 (۴) جابر بن عبد اللہؓ (۵) ابو واقد اللیثیؓ (۶) محمد بن الحنفیہؓ وغیرہم حضرات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس ارادہ سے منع فرمایا کہ وہ ایسا برگزیدہ نہ کریں۔ اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ دھوکہ بازی کرنے والے کوفیوں کی بات مان کر اہمت میں افتراق و انتشار کی راہ نہ کھولیں۔ اور اپنے آپ کو اس بلاکت انگیز اقدام سے باز رکھیں۔ لیکن انہوں نے کہ آپ نے کسی کی نہ مانی۔ اور کوفیوں کے خطوط اور وفود اور ان کی طلب پر کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ ان مدعیان وفاداری نے وہی کچھ کیا۔ جو مذکورہ حضرات نے ماضی کی تاریخ کے پیش نظر آپ کو روکے ہوئے کہا تھا۔ جب آپ نے جان لیا کہ امیر المومنین یزید کی بیعت پر تمام اہمت و ملت متفق ہے جس کے فیصلے و حکم استغناء ممکن نہیں۔ تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے اور پہلے موقف سے رجوع فرما کر فوج افسر مہم سعد کے ذریعہ کوفہ کے سامنے تین شرطیں پیش فرمائیں۔

اول :- مجھے واپس جانے دیا جائے۔

دوم :- اسلامی سرحد پر جہاد کے لئے بھیج دیا جائے۔

سوم :- یا پھر مجھے دمشق بھیج دیا جائے۔ تاکہ میں اپنے ابن عم و چچا زاد بھائی امیر یزید کے ماتھے میں ماتھے دے کر معاملہ کو اس طرح طے کر لوں۔ جس طرح میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔
 فاضل یددی فی یدہ ۱۱

دوازہم :- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس خروج کو بغاوت کا نام دینا

۱۔ تاریخ طبری، ج ۱، ص ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى أما بعد

استفتاء کا اجمالی جواب

اہل عدل سے محبت اور اہل جور سے بغض اہلسنت کا طریقہ ہے
امام اہل اوی نے فقہانیت امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے عقائد کو
ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ جو العقائد الطحاویہ کے نام سے مشہور و معروف
ہے۔ علمائے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ رسالہ مصر اور ہندوستان میں
بار بار طبع ہو چکا ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اور مملکت سعودیہ میں
داخل درس بھی ہے۔ اس میں ان حضرات ائمہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔

وتعبد أهل العدل والأمانة
وبغض أهل الجور والخيانة
اور ہم اہل عدل و امانت سے محبت کرتے ہیں۔
اور اہل جور و خیانت سے بغض رکھتے ہیں۔

یہ وہ عقیدہ ہے جس کے بارے میں حدیث پاک میں تصریح ہے۔

مَنْ أَحَبَّ لِلْإِثْمِ وَابْغَضَ لِلْإِثْمِ
وَأَعْطَى لِلْإِثْمِ وَمَنْعَ لِلْإِثْمِ فَقَدْ
امْتَكَمَ الْإِثْمَ
جس نے اثم کیلئے محبت کی اور اثم سے کیلئے بغض
رکھا اور اثم سے کیلئے دیا اور اثم سے کیلئے دریا
اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

اسی ہدایت کے مطابق عقیدہ طحاویہ میں یہ بھی مصرح ہے کہ

وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِي الْأَصْحَابِ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ
وَوَرَرَاتِهِ فَقَدْ تَبَيَّنَ مِنَ النِّفَاقِ
جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
آپ کی زوجہ اور آپ کی نورت کے بارے میں
اچھی رائے رکھے وہ نفاق سے برک ہے۔

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

اجمالی جواب اب سائل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے مابین جھگڑے
کے جو بارہ سوالات قائم کئے ہیں۔ اور پھر ان کو حقائق کا نام دے کر پوچھا ہے
کہ امیر یزید پر لعن و لعن کرنا درست ہے یا نہیں ؟

اس کے بارے میں اجمالی جواب تو یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور
جملہ اہل بیت نبوی سے محبت رکھنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا تقاضائے الہامی
ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان
میں جو عقائد پر ان کی مشہور تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں۔

وفاطمة سيدة نساء أهل
المجنة والحسين والحسين
سیدہ اشباب اہل الجنة
اور حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں
اور حضرت حسن اور حضرت حسین جو انان جنت کے
سردار ہیں۔

ما این مسئلہ را علیحدہ در عقائد ذکر کرده ام
از جهت قطعیت و سبب بر رجم
نہایتان کہ قطعیت بشارت را مخصوص
بعشرہ مبشرہ دارند و پیچنان کہ علماء
بر رجم ر فضہ اہتمام ب شان عشرہ کردہ
بہ تخصیص ذکر کردہ اند۔ اگر بر رجم
ناصبیہ اہتمام بذکر اس سبب پاک
و ذکر فضائل اہل بیت نبوت کنند
نیز مناسب باشد

جہ نے اس مسئلہ کو اس کے قطعی سمجھنے کے لئے ہر مسئلہ
طو سے عقائد میں ذکر کیا ہے۔ ان نادانوں کے
علی الرغم کہ جو صرف عشرہ مبشرہ کے بارے
میں جنتی ہونے کی بشارت کو قطعی سمجھتے ہیں۔
اور جس طرح کہ علماء نے روافض کے علی الرغم
عشرہ مبشرہ کے اہتمام ب شان کے پیش نظر
بالتخصیص ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اگر ناصب
کے علی الرغم ان تینوں حضرات کے بھی ذکر کا اہتمام
ہو۔ اور اہل بیت نبوت کے فضائل بھی ذکر کریں تو
بھی مناسب ہوگا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”تفسیرات الالہیہ“
میں عقائد اہل سنت والجماعت پر ایک چھوٹا سا رسالہ قلمبند فرمایا ہے۔ جس میں

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

۱۰ ص ۱۳ سے ۱۴ ص ۱۵

وہ فرماتے ہیں۔

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ
لِلْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ وَنَاطِمَةِ
وَيُخَدِّجُهُ وَعَائِشَةُ وَالْحَسَنُ
وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَنُوَ تَرَاهُمْ وَنَعْتَرُفُ بِعَظَمِ
مَعْلَمِهِمْ فِي الْأَسْلَافِ

اور ہم جنت اور خیر کی شہادت دیتے ہیں۔
حضرات عشرہ مبشرہ اور حضرت ناطمہ اور حضرت زکریا
اور حضرت عائشہ اور حضرت حسن اور حضرت
حسین رضی اللہ عنہم کے حق میں۔ اور ان کی
توفیق کرتے ہیں اور اسلام میں جو ان حضرات کا
بلند مرتبہ ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور یزید سے محبت نہ رکھنا۔ اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ
بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہل سنت کا اسی پر عمل درآمد ہے۔ چنانچہ شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں یزید کے بارے
میں فرماتے ہیں۔

وَبِالْجَمَلِ وَسَيُصْغَرُ تَرِينُ
مَرْدَمِ اسْتِ نَزْدِمَا، وَكَارِ كَرِ اسِ
بِدَنْجَتِ دَبِ سَعَادَتِ دِيَا اَقْتِ
كَرْدِه يَسْجِ كَسْ نَكْرَدِه - بَعْدَ اَزْ
قَتْلِ اِمَامِ حُسَيْنِ وَابْنَاتِ اَهْلِ بَيْتِ
لَشْكْرِ تَخْرِيْبِ مَدِيْنَةِ مَطْبَرَةِ وُكُلِ
اَهْلِ اَنْجِيَا فَرَسْتَادِه وَبَقِيَّةِ اَزْ
صَحَابِ وَتَابِعِيْنَ رَا اَمْرِ قَتْلِ
كَرْدِه وَبَعْدَ اَزْ تَخْرِيْبِ مَدِيْنَةِ
اَمْرِ اَنْجِيَا مَمْلُكَةِ مَعْظَمَةِ وَقَتْلِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ كَرْدِه وَهَمْدِ

اور مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں کی
مبغوض ترین ہے۔ جو کہ اس بد بخت مخلوق نے
اس امت میں کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ حضرت
امام حسینؑ کو قتل کرنے اور اہل بیت کی امانت کے
بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور
اہل مدینہ کو قتل کرنے کیلئے لشکر بھیجا۔ اور یزید
اور تابعین و اہل باقی رہ گئے تھے۔ اُن کو قتل کرنے
کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کا حکم دیا
کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زیدؑ کے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اس اٹھارہویں کے حکم
معاذ کے حالات میں تھا۔ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔

۱۱۵ھ میں ۱۳۸۱ھ شیعہ کورہ مجلس علی و امیر (محدث) بھارت مطبوعہ مدینہ منورہ پرنس
مختار ۱۳۵۵ھ

اٹھارہویں کے حالات اور دنیا
بجہتم شتافت۔ دیگر احتمال
توبہ و رجوع اور خدا داند۔
حق تعالیٰ دہلئے مارا و تمام
مسلمانان را فرجبت و موالات
دے و اعوان و انصار دے و ہر کہ
اہل بیت نبویؑ پر بورد و بدر
اندر شیعہ و حق ایشاں را پائمال
کردہ و با ایشاں براہ محبت و
صدق عقیدت نیست و نبودہ
نگاہ دارد و مارا، و محبتان مارا
در زمرۂ محبتاں ایشاں محشور
گرداند۔ و در دنیا و آخرت
بر دین و کیسٹس ایشاں دارد،
بحسب رتہ النبى و الہ الامجاد
بمقتبہ و کرمہ و ہو قریب
نجیب آمین

باقی رہا احتمال کہ شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا
ہوے خوا جائے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں
کے دلوں کو اس کی اور اس کے اعوان و انصار
کی محبت اور دلوں سے جگہ بگاہیں شیعہ کی محبت اور
دوستی سے کہ جس کا اہل بیت نبویؑ سے براہ نظر رہا
یا جس نے بھی ان کے حق میں برا سوچا، اور ان کے
حق کو باطل کیا، یزید جس کو بھی ان کے ساتھ محبت
اور صدق عقیدت نہیں ہے۔ یا نہیں تھا۔ ان
سب کی محبت اور دوستی سے محفوظ رکھے۔ اور
ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا ان حضرات
کے محبت میں محشر فرمائے۔ اور دنیا و آخرت
میں ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر رکھے
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد
امہار کے فضیل اپنے فضل و کرم سے ہمارے
دعا قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قریب
ہے۔ اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔
آمین

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ الی الف" کے "مبحث فتن" میں
حدیث "ثُمَّ يَنْشَأُ دُعَاءُ الضَّلَالِ" کے ہر گز اس کی طرف دعوت دینے والے پیدا
ہوں گے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَدُعَاءُ الضَّلَالِ يُزِيدُ بِالشَّامِ
وَمُخْتَارُ بِلَاغِ عِرَاقِ -
اور ضلالت کے داعی شام میں پیدا اور
عراق میں مختار تھے۔

۱۱۵ھ میں ۱۳۸۱ھ شیعہ کورہ مجلس علی و امیر (محدث) بھارت مطبوعہ مدینہ منورہ پرنس

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں۔

ومن القرون الفاضلة اور قرون فاضلہ یعنی ان صدیوں میں بھی کہن
اتفاقاً من هو منافق أو کی فضیلت حدیث میں وارد ہے۔ بالاتفاق ایسے
فاسق ومنها الحجاج و ترک موجود تھے کہ جہنمی یا فاسق تھے اور انہی
یزید بن معاویہ و مختار میں تھا اور یزید بن معاویہ اور مختار کا شمار ہے
یہ تو ہوا اجمالی جواب۔ اور اب تفصیل سے نمبر وار اپنے شبہات کے جوابات
ملاحظہ کیجئے۔

ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات

پہلا شبہ

جو مستفی کو پیش آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جنگ قسطنطنیہ کے سلسلہ میں
بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں۔

(الف) اول جیش من یرى امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر
اقتی یغزون مدینة قیصر حملہ آور ہوا۔ اس کی مغفرت کو دی گئی
مغفور الہم۔ ہے۔

(ب) قال محمود بن الربيع فی حدیثھا قوما فیہم ابوالیوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوہ النبی قوی فیہا یزید بن معاویہ علیہم بارض الرسول۔ محمود بن ربیع کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیوب انصاری بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے کہ جس میں حضرت ابوالیوب انصاری کی وفات ہوئی۔ اور یزید بن معاویہ، روم میں اس وقت فرع کا امیر تھا۔

عرض یزید جس لشکر کا کمینہ کر رہا تھا۔ اس لشکر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر مستفی کو حدیث پر غور کرنے۔ تو سرے سے یہ امکان ہی پیش نہ آتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ قد حوّر علی النار من قال لا الہ الا اللہ یمسحی عنہ کربا ۱۰۰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ قد حوّر علی النار من قال لا الہ الا اللہ یمسحی عنہ کربا ۱۰۰ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی بذاتک وجہ اللہ۔ کے لئے لا الہ الا اللہ کہا۔

اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے۔ کہ صدق دل سے "لا الہ الا اللہ" کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ تو سو خون معاف ہو جائیں۔ اب جو چاہے کرتا پھرے۔ تعجب ہے کہ مستفی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کھول کر پیش کیا۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور الہم" کے الفاظ ہیں۔ اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل یا تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی۔ وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی ہونی چاہیئے۔

احادیث کے متبع سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت کی بشارت ہے۔ اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا۔ کہ بس اس عمل خیر کے بعد جتنی ہونا لازمی ہے۔ اور اب ظلم کی کھلی چٹائی ہے جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام نیکر اسے جتنی کہنا اور بات ہے۔ اور کئی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اُن کو جتنی فرمایا ہے۔ لیکن یزید کا نام دیکر اس کو حقیقی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے علوم میں داخل ہونا اور تیز ہے۔ اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے۔ بیشک اس حدیث میں خاندانِ ہند کے لئے مقرر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ جیسا کہ خاندانِ ہند کے لئے۔ لیکن اس سے ہر فارسی کا اس وقت تک جتنی ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ اس کی زندگی اعمالِ غیر پر ختم نہ ہو یہ صحیح ہے یزید غزوۂ قسطنطنیہ میں شریک ہوا۔ لیکن غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا۔ تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے۔ اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضرت نہیں ہوتی۔ یہی موعظہ کا مذہب۔ جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے - البدایہ والنہایہ - میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے غازیوں میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اور جب حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو یزید ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ "جب میں مرنے جاؤں تو لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو یہ بتا دینا۔ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ کہ

من مات لا یشرک باللہ جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو کہ وہ شیطان و عمل البیئۃ کے ساتھ کسی دھوکے بنا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت ممدوح نے وفات کے وقت فرمایا۔

قد کنت کتممت عنک شیطان میں نے تم سے اب تک ایک حدیث چھپا لی تھی۔

سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے اللہ علیہ وسلم سے سمعتہ بقول: آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر تم گناہ نہ کرنے ہوئے لولا انکم تذنبون لخلق اللہ تو البتہ حق تعالیٰ ایسی قوم پیدا کرتا کہ جو گناہ نہ کرتے۔

قدومایذنبون فیغفرلہم اور پھر حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔

وہاں ان دونوں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ہذا الحدیث والذی قبلہ یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری۔

حوالہ کا حامل یزید بن معاویہ کو اس حدیث کا طریقہ ڈال دیا۔

معاویہ علیٰ طعن من الارباء اور اس کے باعث کہنے ایسے بہت سے کام کرنا۔

ورکب بسببہ افعال کثیرہ جن کی بنا پر اس پر نیک کی گئی۔ جیسا کہ ہم اس کے

انکرت علیہ کما سند کما تذکرہ میں مغفرت ذکر کریں گے۔ لے لے اللہ تعالیٰ فی ترجمتہ واللہ تعالیٰ اعلم یہ خوب ہائے ہے۔

اب اگر مسائل بھی یزید کی طرح اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور مرتد کے

مذہب میں داخل ہے۔ تو اس کو دوسری حدیث بھی یزید کی فضیلت کے لئے

کافی ہے۔ کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس

کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں۔ شیعیان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا۔

کہ امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں۔ اور گناہ سب معاف۔ اس کی احکامات

طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے۔ اور اگر مسائل اہل سنت میں داخل

ہے تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی۔ وہی حدیث غزوۂ قسطنطنیہ کی ہوگی۔

پھر حدیث اولیٰ میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کیلئے

تصمیم نیت ضرور کی ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا

اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ

دوسرے کے دباؤ میں آکر ناخوش دل سے جنگ میں شریک ہو جائے۔ اور صرف

امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی۔ کہ وہ اک جہاد میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور جہاں تک بن سکا۔ اس نے ہالی مشول کی کوشش کی۔ بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے۔ اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔ وہاں اور قحط میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے محتاط سے اپنے عشر تنگہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ داؤد حبش دے رہا تھا۔ اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر مجاہدین کو محاذ پر روانہ کیا اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون رج ۳ ص ۳۰۹ اور کمال ابن اثیر میں موجود ہے۔ چنانچہ حافظ مورخ ابن الاثیر رحمہ اللہ کے واقعات کو ذکر کرتے کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اور اسی سن میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سحرہ میں حضرت معاویہ نے جہاد کیلئے ایک بڑا بھاری لشکر بلاؤدوم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کا امیر منیان بن عوف کو مقرر کیا۔ اور اپنے بیٹے بزرگ بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا۔ مگر یہ سنہ تبدیل حکم میں عراقی محسوس ہوئی اور یہاں دیکھا گیا کہ اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اس کو رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے اور یزید نے یہ سب دیکھ کر بھوکے پر دہا نہیں کہ غزوہ دزد روم میں مسلمانوں کا فوجی کیمپ میں مسلم مجاہدین کے دستہ بے فو کا کو ہزار اور چھپک کا سامنا ہے

فی هذه السنة وقيل سنة خمسين سيم معاوية جيشا كثيفا الى بلاد الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتناقلوا واعتل فاملك عنده ابو فاصاب الناس في غزاتهم جوع ومرض شديد فانشد يزيد يقول :
ما ان ابالي بما لاقت جموعهم بالغزاة قد ونة من حمي ومن موم

لہ قسطنطنیہ کے قریب وجہ میں ایک مقام کا نام تھا۔

اذ انكأ على النماط مرتفعاً
بد يده متوان عندى اتم كلثوم

جیکہ میں دربرستان میں گدوں پر اونچے اونچے ٹکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں۔ اور میرے سامنے اتم کلثوم ہے۔

وام كلثوم امرأته هي ابنة عبد الله بن عامر فبلغ معاوية شعرة فاقسم عليه ليل يجتئ بطنيات في ارض التروم ليصحبه ما اصاب الناس فصار معه جمع كثير اضافهم اليه البره وكان في هذا الجيش ابن عباس و ابن عمر و ابن الزبير و البرايوب الانصارك وغيرهم و عبد العزيز بن لمرارة الكلبي فاولوا في بلاد التروم حتى بلغوا القسطنطينية

اتم کلثوم یزید کی بیوی عبد اللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہ کو جب اس کے ان اشعار کا اطلاع ہوئی۔ تو انھوں نے اس کو قسم دیکر بتا دیا کہ اب کو اے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ بھی گرفتار نہ ہو۔ اب جو یہ رعبہ ہوا۔ تو اس کے والد ماجد نے ایک نبوکھز کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا۔ اسی لشکر میں حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابن زبیر اور حضرت البرایوب انصاری وغیرہ بھی تھے۔ اور عبد العزیز بن مرارہ کلہبی بھی چنانچہ یہ لوگ بلاد روم میں گئے کہ پہلے تھے تاکہ اگر تیزی کے ساتھ بلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

یہ ہے یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید بزرگ شکار، شہر و شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں نہ اپنے والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں۔ چنانچہ جہاد خلافت کے سنبھالنے پر سب سے پہلا خلیفہ جو اس نے دیا۔ وہ یہ تھا۔

ان معاوية كان يلفز بكم في
بيك سائر ختم كوجري جهادك بهم

لہ کا اپنا اثر جلد ۳ ص ۱۸۱ و ۱۸۲

البحرانی است حاملاً لحد
من المسلمين في البحار وال
معاوية كان يشقكم بارض
الروم وليست هشتينا احدا
بارض الروم . وان . معاوية
كان يخرج لكم العطاء والادشا
وانا اجمعه لكم كانه

بھیجا کرتے تھے۔ مگر کیا کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجے گا
رواۃ نہیں۔ اور بیک معاویہ تم کو روم میں دیم
سرایاں جہاں پر روا دیا کرتے تھے مگر میں کسی کو
سرزبور میں روم کی سوزین پر جہاد کرنے کے لئے
نہیں بھیجوں گا اور بیک معاویہ تمہیں تمہارا وظیفہ
سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے۔ میں تم کو
اکٹھا کیا رہی دیا کروں گا۔

بہن چہر کیا تھا۔ یہ خوشخبری سن کر حاضرین و دربار یزید سے اس حال میں لوگوں
وہ یزید سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے تھے جیسے
وہ لا ینفعلون علیہ احداً
لہ البیاء والنہایہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۱۔

یہ اس آخری جملہ پڑجات سیدنا یزید کے ہونے سے جو ماشرہ چڑھایا ہے۔ پڑھنے کے قابل ہے گھٹے پر
- مقامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ سیدنا یزید اپنے والد ماجد سیدنا معاویہ رضی اللہ
عنه کی وفات کے بعد امیر المومنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دیکر فاسخ ہوئے۔ تو
اجتماع میں موجود صواب اور جمعہ تابعین کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا۔
فانفترقا من عنہ وہ لا ینفعلون علیہ احداً۔ (البیاء والنہایہ ج ۱۰ ص ۳۳۱)
- لوگ تقریباً کراٹھ کے پاس سے گئے۔ تو ان کا یہ حال تھا کہ وہ سیدنا یزید پر کسی
دوسرے آدمی کو تعزیت نہیں دیتے تھے:

اسلامی خلیفہ کے مرکزی شہر دمشق میں اسی عظیم اجتماع کے موقع پر سیدنا یزید کے
ساتھ عوام و خواص کی جانتی ہوئی ہمدردی و عقیدت کا یہ اظہار صرف اس لئے تھا کہ
مصر و مدینہ کے بیک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہلی بھڑائی پر امام انگیز قرص کے اٹھانے
انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلکہ ائمہ و محبت کو مظلوم کہنے والے یہ وہ
حضرات صواب و تابعین کرام تھے جنہوں نے یزید سے لے کر جو ان کی موجودہ منزل
تک امیر یزید کے شہد و رفد کا براہ راست مشاہدہ کیا تھا۔ وہ اسی طرح جانتے تھے
کہ وہی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور صاحب کردار نوجوان مسلمانوں
کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کبیرا زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داروں سے
(ان کی آیت مصلحت ہے)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یزید کی شرکت غزوہ قسطنطنیہ میں کس بنا پر
مقتی۔ تاہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ وہ خالصتاً اپنے شوخی سے بغیر اپنے
والد ماجد کے حکم کے اس غزوہ میں شرکت ہوا۔ تب بھی یہ بشارت حضرت اس

بقیہ ماضیہ صفحہ ۱۰۰) عہدہ برائے کی استعداد رکھتا ہے انہیں سیدنا یزید کی شخصیت میں
تک ایسے قائد اور غلیظ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ جو فاروقی عزیمت و ارادہ
کے ساتھ متعدد مرتبہ قائد صلاحیت کے وہ طر فانی نقوش ثبت کر چکا تھا۔ جن کی
یاد اندازہ قتل کرنے چھوٹے بڑے تمام جمعہ حضرات کو اس بات پر ملتا تھا کہ
وہ سیدنا یزید کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اعتماد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش
کریں۔ کہ لا ینفعلون علیہ احداً۔ (ص ۱۰۰) شائع کردہ "جلس عثمانی" (کراچی)
اللہ تعالیٰ ہی سمجھے۔ "جلس عثمانی" کے ان محققین کو ان کی نادر تحقیق کا ایک رنگ بھی
ہے کہ جہاد کی معطلی پر بھی اپنے سید محمد و یزید کو صواب و تابعین کرام کی زبان سے نذرانہ عقیدت پیش
کر دیتا تھا۔ انالہ وانا الیہ راجعون۔

خود فرما چکے! یہ تاہم اپنے سیدنا یزید کی کٹھنہ شکل و صورت کو اپنی خود ساختہ خرافات کے
رنگ و روغن سے آراستہ کر کے کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یزید نے اپنے پہلے خطبہ میں جو
کو معطل کرنے کا اعلان کیا۔ سرکاری جہاد کو موقوف کیا۔ سرکاری فوج کو جو وظیفہ سال میں تین قسطوں میں ملتا
تھا۔ اب اکٹھا دینے کا وعدہ کیا۔ ظاہر ہے ان انعامات پر یزید کے وفادار فوجی جتنی بھی خوشیاں مناتے کم
تھیں۔ صواب کرام اور تابعین کو تو عیش پناہ نام کیا۔ وہ کب جہاد کی معطلی پر یزید کی تعریف کر سکتے تھے۔
ان کے لئے تو یہ اعلان صوابی و راستہ سے کم نہ ہوگا۔ یہ تعریف کوئے والے تو دبی لوگ تھے۔ جن کو وہ تو جیسے
میں کوئی پاک تھا۔ نہ انصار مدینہ کا سرنگم کرنے میں کوئی جھجک اور نہ حمین عزیزین کی عزت کو خاک میں ملانے
کوئی عار۔ ان سب یزید پر تعریف کے پتھر سے برائے جانے والی دین فساد و فحشاں (نیائے) جو سو سو ہزار
کے عوض بلکہ بعض روایات کے مطابق تو بعض چار اشرفیوں کے بدلے سترہ ہجری میں یزید کے حکم سے
مدینہ الرسول پر چڑھ دوڑے۔ اور تین دن تک اس پاک سرزمین پر قتل و غارت گاہ بازار گرم کی کہ نہ بچو نہ
انصار مدینہ صواب کرام و تابعین کی ایک خلقت تہ تیغ کر دی گئی۔ سارا شہر لوٹ کھسوٹ کر رکھا گیا۔ اور
ہر گھر کی جی ٹھنڈی ہو گئی۔ تو کبھی پر غرور و ڈر سے اس کا مصروف کیا۔ اور مغنیوں سے اس پر گولہ باری کر کے
اس کی نیساویں ملادیں۔ یہ ہے اس کتاب کی تحقیق کا ایک نمونہ۔ یزید پلیدیہ مولیٰ کو جو لوگ "سیدنا"
کہتے ہیں۔ ان سے بچ کر بڑے کی قریب ہی فضول ہے۔

من عترتی ماحرمہ اللہ
والشارک لسنی رت، کہ
عن عائشہ کہ عن ابن عمرؓ
اسے دلیل کرنا والا، (۳) احرم الہی کی محبت کو یا مال
کرنا والا (۴) امیری عزت کی جو رحمت اللہ تعالیٰ نے
دیکھی ہے، اس کو حلال کر دینا والا (۵) ہجری سن کا
تاریک، اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حکم بن مسعود
یہ حدیث کا طریقہ سے روایت کیا، نیز حاکم نے مسکو میں
ابن عمر کی روایت سے جو نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی "باب الایمان بالقدر" کی فصل ثانیہ
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ
رواہ البیہقی فی المدخل و اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں اور رزین
رزین فی کتابہ۔
یہ تو نہیں معلوم کہ یزید تقدیر کا بھی منکر تھا۔ یا نہیں مگر باقی چاروں عیب
اس میں موجود تھے۔

(۱) وہ دو صوفی دباؤ اور جبر و زور سے اکتب مسلک پر مسلط تھا۔ اہلبیت پر ہوا
صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک معزز ترین
خلایق ہیں۔ ان کی توہین و تذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھانے کی تھی مفسد
اور شریعہ لوگ جنہوں نے حرمین عزیزین پر چڑھائی کی۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کو شہید کیا۔ جیسے عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن، معمر بن عبید،
حسین بن حمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز و محترم تھے۔
اس اس نے حرم الہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔

(۲) عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا۔ اور

(۳) تاریک سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا۔

یعنی الفتح الکبیر فی صمدیہ بادانی الجامع الصغیر از بیروت نہالی ۱۴۲۵ھ ۱۵۵۵ء مطبوعہ مصر۔

جو غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے۔ تب بھی حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا
پڑے گا کہ "اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے" یہ غزوہ مخوفین
کے بیان کے مطابق مسند یا بعض کی تصریح کے مطابق مسند یا مسند
میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۳-۱۴ سال تک زندہ رہا۔ اور اس
مقت میں اس نے جو جو برائیاں کیں۔ اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے۔ ان
میں اس کی بے نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، امدینہ منورہ کی تاراجی اور
بربادی اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر
اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت
ہوگی۔ غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو حرکات ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں۔
ان کا مختصر سا جائزہ امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔
ملاحظہ فرمائیے:-

یزید امیر المؤمنین دکان قبیح
الاشار فی الاسلام قتل اہل
المدینہ و اخاض الناس و قبیح
انصافیہ رضی اللہ عنہم یوم
المحترہ فی آخر دولہ۔ و قتل
الحسین رضی اللہ عنہ و اہل
بیتہ فی اول دولہ۔ و حاصر
ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فی
المسجد الحرام و استخف بجموعہ
الکعبۃ و الاسلام فاما اللہ

۱- یزید امیر المؤمنین یہ اسلام میں بھگتے تو نہ تھے
۲- کربلا کا واقعہ، اس نے اپنے اقتدار کے آخری
رو میں عرصہ کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا۔
۳- ان کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو
اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کر قتل کیا۔ اور
اپنی سلطنت کے اٹاک میں حضرت مسیح اور
ان کے اہل بیت کو قتل کیا۔ اور مسجد حرام میں
حضرت ابن زبیرؓ کا محاصرہ کیا۔ کعبہ شریف کو
اسلام کی بچھری کی۔ پھر حق تعالیٰ نے ان ہی
دنوں اس کو ماری ڈالا۔ اس نے اپنے باپ کے
لے حق اس مقام کا نام ہے جہاں انصار مدینہ اور بیعت الشریک کے درمیان مکرر لڑائی ہوئی تھی۔

فی تلك الايام وقد كان غزاه ايام
ایسہ القسطنطینیة وجافروها
اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء" و انولاء و ذکر مقد و دھریہ میں
ارقام فرمائی ہیں۔

و یزید بن معاویہ؛ یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے
اوقات ابوہ؛ یکنی ابا خالد
وامتنع من بیعتہ الحسین بن
علی بن ابی طالب و عبد اللہ
بن الزبیر بن العوام، انما
الحسین علیہ السلام والرجیة
فنهض الی الکونة فقتل قبل
دخولها، وهو ثالث مصائب
الاسلام بعد اصیر المومنین
عثمان اور اعلیٰ بعد عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ وغروہ
لأن المسلمین استغیروا فی
قتله ظلماً علانیة واما
عبد اللہ بن الزبیر فاستجار
بمكة فبقي هنالك الی ان
اغزی یزید الجیوش الی
المدينة حرم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والی

زمانہ میں قسطنطینیہ پر جنگ بھی کی۔ اور اس کا
معاشرہ بھی کیا۔

اور عبد اللہ بن الزبیر بن العوام نے اس کی
بیعت سے انکار کیا۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام
والرجیہ تو کوفہ کی طرف نہضت فرما ہو گئے اور
کوفہ میں داخل ہوئے سے پہلے ہی آپ کو شہید
کر ڈالا گیا۔ آپ کی شہادت میر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام
میں تیسری مصیبت اور حضرت عمر بن الخطاب
کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام
میں رخصت اعزازی ہے۔ کیونکہ حضرت حبیب کی
شہادت سے مسلمانوں پر ظلم غیر ظلم توڑا گیا۔
اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے
مکہ منکر جا کر عمار انہی میں پناہ لی۔ اور وہیں
مقیم ہو گئے۔ تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ منکر کو طرف
جوازہ تعاقب کر دیا۔ اپنی قومیں لڑائی لگنے۔

مكة حرم الله تعالى . فقتل
بقايا المهاجرين والانصار
يوم الحرة وهي ايضا اكبر
مصائب الاسلام وخروجه
لأن افاضل المسلمين وبقيّة
الصحابیة وخيار المسلمين من
جئّة التابعین تسلوا جھراً
ظلماً فی الحرب وصبراً و
جالت الخيل فی مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وراشت وبالت فی الروضة
بین القبر والمنبر ولم فصل
جماعة فی مسجد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ولا کانت
فیہ أحد حاشا سعید بن
المسیب فأتته لعرفارق
المسجد . ولولا شهادة
عمرو بن عثمان بن عفان
ومروان بن الحکم عند
مجرم بن عقبة الری بانه
مجنون لقتله . وأكره
الناس علی ان یبایعوا
یزید بن معاویة علی النهج

یصعب۔ چنانچہ حق کی جنگ میں مجاہدین کو
انصار و رہائی دے گئے تھے۔ ان کا قتل عام کیا۔
عادتہ فاجوہ بھی اسلام کے بڑے مصائب
اور اس میں رخصت اعزازی میں شمار ہوتا ہے۔
کیونکہ افاضل مسلمین، بقیہ صحابہ اور ان کے تابعین
میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دوائے
ظلماً قتل کر دیے گئے اور گرفتار کر کے ان کو
شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جولاں دکھاتے تھے
اور ریاض الجنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے قبر اہ آپ کے منبر مبارک کے درمیان فید
کرتے اور ہیشاب کرتے تھے۔ ان دنوں پھر کھانا
میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی۔ اور
نہ بجز حضرت سعید بن السبیح کے وہاں کوئی کڑ
موجود تھا۔ انھوں نے مسجد نبوی کو بالکل دھجوا
اگر عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم
یزیدی کے سالار لشکر (مجرم و مسلم) بن عقبة کے
ساتھ یہ شہادت دیتے کہ یزید برا ہے
تو وہ ان کو بھی ضرور معاف فرمائے اور اس نے اس
مادہ میں لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ یزید بن
معاویہ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اس
کے ظلم میں چاہے وہ ان کو بھیجے چاہے ان کو
آزاد کرے اور جب اس کے سامنے ایک شخص

عبداللہ، ان شاہ باع وان شاء
اعتق، و ذکرلہ بعضہما البیعة
علی حکم القرآن وسنة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فامریقتلہ
فضرب عنقه صبرا وھتک صوف
او مجرہ الاسلام ھتکا وانھب
المدینة ثلاثا واستغف باصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعدت الایدی الیہم وانھبت
دورھم واستغنی لھ لایئ مکة
شرفھا اللہ تعالیٰ فھو صرت رمی
البيت بجارة المنجیق قوطی
ذالک الحصین بن نمیر السکونی
فی جیوش اھل الشام و ذالک
لان مجرہ بن عقبہ المرمی مات
بعد وقعة الحرة بثلاث لیل
وروی مکانہ الحصین بن نمیر
واخذ اللہ تعالیٰ یزید لغد عزوز
مقتدر فوات بعد الحرة باقل من
ثلاثة اشھر وازید من شھدین
وانصرف الجیوش عن مکة - و
مات یزید فی نصف ربيع الاول من
اربع وستین ولہ شیف وثلاثون

سے یہ بات رکھی کہ ہم قرآن و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت کرتے
ہیں تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور کوفہ کو
کر کے فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس صوف یا مجرم
اسلم بن عقبہ نے اسلام کی بڑی بے عزتی کی۔
مدینہ منورہ میں تین دن برابر روت مار کا سلسلہ
جاری رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر دست درازی کی گئی۔
ان کے گھروں کو لوٹا گیا و مدینہ طیبہ کو تباہ و تاراج
کرنے کے بعد یہ فوج مکہ معظمہ شرفہ اللہ تعالیٰ
کی طرف چل پڑی وہاں جا کر مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا
گیا اور بیت اللہ پر بمبھینق سے سنگباری کی
گئی۔ یہ وہ حصین بن نمیر کی سرکردگی میں شام کے
لشکروں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ بھی کہ مجرم بن
عقبہ مزی کو تو جنگ مرتد کے تین دن بعد ہی موت
آؤ چھا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر
حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو
بھی اسی طرح دھمکا دیا جس طرح وہ غالبہ قدر شاہ
کو دھمکا کرنا ہے۔ چنانچہ وہ بھی واقعہ مرتد کے بعد
تین ماہ سے کم اور دو ماہ سے زائد تک مدینہ میں موت کھڑی
چلا گیا اور یزید کی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے
یزید کی موت ۵۱ ربيع الاول ۶۰ھ بمقام
واقع ہوئی، اس وقت اس کی عمر کہ

سنة امة ميسون بنت بحدل
الكلبية وكانت مدتها ثلاث
سنين وثمانية اشھر وایام فقط
اور تیس سال تھی اس کی ماں کا نام ميسون بنت
بحدل کلبيہ تھا۔ یزید کی مدت حکمرانی ک تین
سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ | اول تو یزیدؒ غزوہ قسطنطنیہ میں بخوشی خاطر شریک
ہی نہیں ہوا، جو وہ اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ
وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے خود دل سے اس غزوہ میں شریک ہوا تھا تب بھی اس
بشارت مغفرت کا تعلق اس کے اس گناہوں سے ہو گا۔ جواب تک اس سے
سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس غزوہ قسطنطنیہ میں شریک
ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی
تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کچ فہم کو اب بھی اس پر اصرار
ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام گنہ گناہوں سے ہے
اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر فرد کے تمام گنہ گناہ معاف کر دیے
گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے
اور اس مغفرت کے علوم کی تخصیص کے لئے وہ حدیث کافی ہے جو ابھی آپ کی
نظر سے گزری ہے۔ اور اس کی روشنی میں یزید کے سپاہ کار ناموں کی تفصیل
بھی آپ پر دھچکے ہیں۔ اب ایسے نابکار کے جتنی ہوتے پر اصرار کرنا کہ اس قدر شدید
غلطی ہے۔ ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مدد دہ یزید کو "خلیفہ راشد" مانیں،
اس کے جتنی ہونے کا اعتقاد رکھیں بلکہ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ تھا
اس کو صحابی سمجھیں یا اس کی نبوت کا اقرار کریں۔ لیکن اہل حق میں سے کوئی شخص

۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶ طبع مصر طبعہ بحوالہ السیرۃ لابن حزم۔ علیہ حافظہ ابن تیمیہ منہاج المسلمین لکھنؤ

لواقعة من الجھال یکتون یزید هذا من
الغصابة وبعث فلا تعد یجولہ من الانبیاء۔
ناصبی جاہلوں کی بیک جماعت اس یزید کو صحابی خیال کر گئی
ہے اور بعض فانی ناصبی اس کو نبی مانتے ہیں۔

۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶ طبع امیرہ جولانی مصر طبعہ بحری۔
ضمیمت ہے جہاں سے دور کے ناصبی ابھی اس حکایت
نہیں پہنچے بلکہ یزید کو صرف "خلیفہ راشد" سمجھتے ہیں اور "میدنا" کہہ کر اس کی خدمت میں کوہ کیا کرتے ہیں۔

بہالت محبت ہوش و حواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے

ان علما نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ضرور نکالا ہے کہ سرفاسق کی سرکردگی میں جہاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

دنیہ مشرعیۃ الجہاد مع کل امام لتظمتہ الخفاء علی من غزا - مدینۃ قیصر - وکانت امیر تلک الغزوۃ یزید بن معاویۃ و یزید یزیدنا

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جہاد ہر حکمران کی محبت میں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث فاترین شہر قیصر کی تعریف پر مشتمل ہے حالانکہ اس میں معاویہ یزید بن معاویہ تھا۔ اور یزید تو یزید بن معاویہ کا بیٹا تھا۔ اور اس کی نابکاری زمانہ لائق معلوم خاص و عام ہے

اور امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں:-

وقد کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزون بعد الخلفاء الاربعہ مع الامراء القساق وغزوا البوالیوب الاصلیاء مع یزید اللعین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں شریک ہو جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر انصاری رضی اللہ عنہ نے یزیدؑ کی معیت میں بھی جہاد فرمایا ہے۔

مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ محض ہے | اور یہ اور ہے کہ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جب کہ ہم اس حدیث تک جو مدینہ قیصر کے الفاظ آتے ہیں اس سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیں ورنہ اگر مدینہ قیصر سے وہ شہر مراد لیا جائے کہ جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بشارت کے یہ الفاظ تھے تو ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے

لہ فیج الباری۔ جلد ۱۱ ص ۳۰۰ - ۳۰۱

کیونکہ اس صورت میں "مدینہ قیصر" سے مراد "قسطنطنیہ" نہیں بلکہ "محض" ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:-

وبعضہ تجوز کنندہ کہ مراد "مدینہ قیصر" اور بعض علماء کی تجویز یہ ہے کہ شہر قیصر مدینہ باشد کہ قیصر در آنجا بود روزے مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ کہ فرمود ایں حدیث را آنحضرت، جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ پیش آیا کہ قیصر اس وقت دار مملکت او بود۔ واللہ اعلم

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک "محض" نہیں بلکہ "قسطنطنیہ" ہی تھا اور اس عہد میں جب بھی "مدینہ قیصر" کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر "قسطنطنیہ" ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار و احادیث سے استدلال ضروری ہے محض دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں حدیثیں | یہ بھی واضح رہے کہ صحیح بخاری میں یزیدؑ کی مذمت میں بھی حدیثیں ہیں ایک حدیث نہیں ہے کہ جس کو مستحقی نے استغفار میں درج کر دیا ہے بلکہ اور بھی خود روایات موجود ہیں جن میں یزیدؑ کی مذمت کی گئی ہے اور بد اطواری کی پوری طرح نشان دہی کر دی گئی ہے، یزیدؑ کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ان روایات کو بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔ یہ روایات حسب ذیل ہیں:-

پہلی حدیث | (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعاشرین فاما احدہما فبئس ثقتہ واما الآخر فلو بئس ثقتہ قطع

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو نوجوان علم یاد کیے ہیں (یعنی دو نوجوان علم حفظ کیے) ان میں سے ایک کی تو نشر و اشاعت کر دی ہے۔ اور جو الآخر فلو بئس ثقتہ قطع

لہ شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام مطبوعہ برعائشہ تہذیبیہ لاہور ج ۳ ص ۶۶۶ مطبع مولیٰ کنوئین

هذا المعلوم له۔
کات ذوالاجلے۔

یہ دوسری نوع کا علم جس کی نشر و اشاعت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر گریز فرمایا کہ وہ اگر زبان پر لاؤں تو یہ سر قلم کر دیا جائے۔ کیا تھا؟ اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:-

المراذیہ علی الصحیح من اقوال العلما علم الفتن والواقعات التي وقعت بعد وفاته عليه السلام من شهادة عثمان وشهادة الحسين وغير ذلك وكان يخاف في انشاؤها وتعيين اسماء اصحابها من غلمان بنی امیة وفتیانہم۔
اقوال علانیہ سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد ان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد توہم پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے انشاء کرنے اور ان فتنہ گردوں کی کہانوں کے بتانے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے فتنہ اور ان کی فوجیں اس پر کرم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔

اور علامہ ابن تیمیہ، منہاج السنہ میں رقمطراز ہیں:-

وابوہریرۃ اسلم عام غیبہ فلم یصحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اقل من اربع سنین، وذاک الجواب لم یکن فیہ شیء من علم الدین، علم الایمان والامور النہی وانما کان فیہ الاخبار عن الأمور المستقبلہ۔
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے سال اسلام لائے اس لیے ان کو چار سال سے کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کی فرصت نہ مل سکی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رفقہ پہلے میں علم دین، علم ایمان اور امور نبوی کی کئی چیز تھی اس میں تو صرف اعتقاد ہونے والے واقعات کا جبریں تھیں۔ مثلاً ان بتوں کی بیان تھا جو آئے ہیں کہ مسلمانوں میں رہا ہو سکے، جیسے

لے صحیح بخاری، باب حفظ العلم، ص ۱۷۸، فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۳ طبع میرہ معرستہ

مثل الفتن التي جرت بين المسلمين فتنة الجمل و صفين وفتنة ابن الزبير و مقتل الحسين ونحو ذلك۔
جگ جمل و جنگ صفین ۲ فتنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا فتنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۲ بیان اور اسی قسم کے واقعات۔

حضرت ابوہریرہؓ کا دور یزید سے پناہ مانگنا اور عافذا بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

وحمل العلما الوعاو الذی لم یثبتہ علی الاحادیث الثی فیہا تبیین اُسامی امراء السوء واحوالہم وزمنہم وقد کان ابوہریرۃ یکنی عن بعضہ ولا یصرح بہ خوفا علی نفسہ منہم کقولہ: اعوذ باللہ من رأس المستین واما سرۃ الصبیان یشیر الی خلافة یزید بن معاویۃ لانہا كانت سنة ستین من الهجرة واستجاب اللہ دعاء ابی ہریرۃ فعات قبلہا بنۃ۔
اور علماء نے علم کے اس غرت کو جس کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشاعت کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امراء سوء (بدکردار اور نابکار حاکموں) کے ناموں کی تفصیل ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نالائق حکمرانوں سے بعض کا ذکر اٹھا کر اس کی رد کرتے تھے مگر مراد ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خطبہ سے اللہ کے شریعت سمنے اور لونڈوں کی ملکوت سے پناہ مانگتا ہوں، یزید بن معاویہ کا بدشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ منہ میں قائم ہو گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول بھی فرمائی چنانچہ وہ یزید کے بادشاہ بننے سے ایک سال پہلے ہی دنیا چھوٹ فرم گئے۔

دوسری حدیث | امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحیح میں ایک باب

لے صحیح بخاری، باب حفظ العلم، ص ۱۷۸، فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۳ طبع میرہ معرستہ

تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں -

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلك امتی

علی یدی غیلة من قریش :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی :

اور پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے -

حدثنا مرثی بن اسمعیل

حدثنا عمرو بن یحییٰ

بن سعید بن عمرو بن

سعید قال اخبرنی جدی

قال کنت جالساً مع ابی مریرہ

فی مسجد النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بالمدينة

ومعنا مروان قال ابوہریرہ

سمعت الصادق الصدوق

يقول - هلك امتی علی

یدی غیلة من قریش

فقال مروان لعنة اللہ علیہم

غیلة فقال ابوہریرہ

لو شئت ان اقول بنی فلان و

بنی فلان فعلت فکنت اخرج

مع جدی الی بنی مروان حیث

ملکوا بالثام فاذا راہم غلحاً

عمر بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید کہنے ہیں کہ

مجھے میرے دادا مروان نے بتلایا کہ میں مدینہ شریف میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی

میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ

تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے

صادق و صدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے

چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی اس پر مروان نے کہا

اے خدا کی ان پر لعنت ہو، تو شکے ہو گے یا حقیر

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا

چاہوں کہ فلاں فلاں کے لئے کہ ہوں گے تو کیا بھی

سکتا ہوں۔ روضہ کا بیان ہے کہ امیر میں

اپنے دادا مروان کے ساتھ جب بنی مروان کی مکتوت

شام پر قائم ہوئے تو ان کے یہاں جا کر کھانا

اور دادا مروان جب ان خوشہ لوگوں کو دیکھتے

تو فرمایا کرتے کہ فلاں فلاں وہی لوگ ہیں جن

کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لحدثنا قال لنا عسی هؤلاء ان

یکونوا عنہم قتلنا انت أعلم -

میری امت کی تباہی قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب

میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مستدام اور متن نسائی میں حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہاں الفاظ مروا ہے۔

ان فساد امتی علی یدی

غیلة سفہاء من قریش

لوگوں کی حکومت کی کیفیت

کے ان حدیثوں میں آپ کی نظر سے آئے راہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ کو علی بن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً

روایت کیا ہے۔ ان الفاظ میں مذکور ہے۔

اعوذ باللہ من امارة

الصبيان - قالوا وما

امارة الصبيان ؟

قال ان اطعموهم

هلكتم وان عصيتهم

اهلكوكم

یہ حدیث ہے کہ میں اللہ سے لوگوں کی امارت سے پناہ مانگتا

ہوں تو ان میں سے عرض کیا ان لوگوں کی امارت

کیا معنی ہے فرمایا کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کرتے

ہو گے تو ان کی اطاعت کرتے ہو گے اور اگر تم نے ان کی

نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے کھجوریں دے دیں

تھیں جان سے مار ڈالیں گے یا تمہارا مال لوٹ لیں گے

یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر کے رکھ دیں گے

۱۳۵ - ص ۱۱ - فتح الباری ج ۱ - ص ۸

آپ اب اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال میں شریح

ذکر الجوشن کا جو تذکرہ لکھا ہے وہ پڑھیے، فرماتے ہیں :-

شرح ذی الجوشن ابوالسائیکہ النہالی

(شیخ الحدیث ص ۱۰۰)

نیز ابن ابی شیبہ کی آیت، روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ

ان ابا عبد اللہ کان یبشی فی السوق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں
ویقول اللہم لا تدکنی سدا جاتے جاتے یوں دعا کرتے تھے "اللہ! مجھے
ستین دلا امارۃ الصبیان" متہ کو زمانہ نہ آئے جاتے اور لونڈوں کی لڑائی کا
امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں سے ہے اس روایت کو نقل
کرنے کے بعد عائذہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

وفی هذا إشارة الى أن اولی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
الغیلة کان فی سنة ستین یوہو حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں

من ایہہ و عنہ أبو السعال السبعی لیس (مقبول حاشیہ)
بأهل السراية ثانیہ احد تلتة الخمین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد قتلہ أعوان
المختار۔ روی ابو یوسف بن عباس عن
ابی اسحق قال کان شمر یصلی معنا
ثم یقول: اللھم انک تعلم انی
شریف فافضونی قلت: کیف
یغفر اللہ لک وقد اعنت علی قتل
ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ویحک تکلیف تصنع وایہ امر اوتا
هو لہو امر وایہ امر لہم بغالہم
دیو خا لفتاہم کما شرأ من
هذہ المحرم الشقاۃ۔

قلت ان هذا الحدیث
تبیح ثانیہ الطاعة فی
المعروف الخ

لہ فتح الباری ج ۱ ص ۸ طبع ۱۳۵۹ھ - طبع مصر ۱۳۲۵ھ

کذا اللک فإن یزید بن معاویہ میں سب سے پہلا لڑا، مستند میں برسرِ قدار
استخلف فیہا وبقی الی سنة آیا جو بالکل واقعہ ہے، مطابق ہے، کیونکہ یزید
اربع وستین فمات ۱۰ بن معاویہ اسی مستند، یا بادشاہ بنا اور پھر
تھوڑے ہی دنوں کو مر گیا۔

اور پھر یزید افادہ یہ قتلے ہیں کہ:-

"اس روایت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
روایت کے عموم کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے جس کو ابو زرہ نے اس سے
نقل کیا ہے اور جو "باب علامات النبوة" میں یا اس الفاظ میں ہے
کہ یهلك الناس هذا الخی من قریش لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ
ہلاک کرے گا (کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا پورا
قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں یعنی ان کی نوخیز نسل کے
چند لونڈے ذکہ قبیلے کے سب افراد، غرض یہ لونڈے طلبِ صلح
کے لیے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور اسی کی خاطر ہنگامہ قتال برپا
کریں گے جس کی وجہ سے لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہو گا اور
فتنوں کے مسلسل برپا ہونے کے باعث سخت گڑبڑ ہو گی، چنانچہ
جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی
تھی اسی کے مطابق ہو کر رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان سے دور رہا جائے نیز اس حدیث میں
جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ: "وان الناس اعزّ لیسوا" وکاش لوگ ان
لونڈوں سے کنارہ کشی کریں) اس میں حرفِ نوا کا جواب "کان
اولیٰ بعدہ" (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد
"اعزّ لیسوا" یعنی کنارہ کش رہنے سے بہتر ہے کہ ان کے پاس

آمد و رفت: انہیں اور ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہونا

بلکہ اپنے ذہن کو سلامت رکھنے کے پاس سے راہ قرار اختیار کریں۔^۱

صواب و تابعین: اس ہدایت پر عمل | اب ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق
 پرچم جاتیہ۔ یزید کے عہدِ نحوست مہم میں میدانِ کربلا ہو یا جنگِ حرہ، حرہ طائی کا
 محاصرہ ہو یا رومِ نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی
 حمایت میں کہ نہ صحابی تو درکنار کسی قابلِ ذکر تنک نام تابعی کا نام بھی آپ کو
 ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن جریر محدث کے اس جملہ کی کہ قاتل اور اہم قتلہ انا بعد ازاں
 (ہمارے) دامانِ جیبِ شام کے حکمرانوں کو دیکھئے کہ وہ فوجِ خیز توڑے ہیں) کی شرح
 کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

والدہ، یظہران العذکورین
من۔ حملتہم وإن أولہم
یزید کا دل علیہ قول
أجل، حریرو، "رأس الستین
وامارة الصبیان" فان یزید
كان غالباً ینتزع الشیوخ
من امانۃ الیلدان الکبار
ویولیہا الا صاغر من
اقرارہ ۛ

اور ظاہر یہ ہے کہ لڑائی کے دادائے جزیر مکران
کا ذکر کیسے وہ قریش کے ان ہی بونٹوں میں
داخل ہیں اور ان میں پہلا شخص یزید ہے چنانچہ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سند کے
آفتاب اور بونٹوں کی امانت کا ذکر کرتے اس بات کو
بتلا رخصتہ اور اس میں کچھ شک نہیں کریزید
کے بڑے بڑے شہروں کی امانت سے بڑی مکر
لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں کی
کم عمر لوگوں کو دانی بنانا رکھتا تھا۔

مروان کا ان مفسد لوٹروں پر لعنت کرنا | نیز اس باب کے ختم پر حافظ ابن حجر عسقلانی

علیہ الرحمہ نے جو تئیمہ ”فرمائی ہے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:

(تنبیہ) تعجب من لعل (تنبیہ) تعجب ہوتا ہے کہ والد نے ان مذکورہ

مروان القلعة المذكورين مع

أَنْ الظَّاهِرَ أَنَّهُمْ مِنْ وَلَدِ قُكَّانٍ

اللہ تعالیٰ اجر می ذالک علی

لأنه ليكون أشد في الحجة

عليه السلام تعطينا قد

دولت اجماعی کے لئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا من عباده

ولقد أخرجها الطبراني

وعيره غالبه فيه مقال

وبعضها جيد وفعل المراد

تخصيص العلة المذكورين

بِذَلِكَ

لوٹھوں پر لعنت کی حالانکہ ظاہر ہے کہ وہ

اس کی اولاد ہی تک ہوتے ہیں۔ پس گویا

حق تعالیٰ شانہ نے یہ بات اس کی زبان سے

کیلوادی تاکہ ان لہندوں پر سخت محبت قائم

جو ان کے شاہد اس بات سے روکی نصرت

کدوس اور ان کے پودوں کو، خشک کر دیا گیا۔

1. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

شہر کے ان لوگوں کو جو

عمریوں کو جبرانی و غیرہ کے روایت کیلئے بہت
 کمالات کے ساتھ لکھا ہے۔

میں سے ضروریات میں مسئلوں کو جو اس ہے

مگر ان میں سے بعض روایات جدید بھی ہیں اور

غالباً نعت ان ہی لڑکوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

بِذَا لَكَ ۞
 جن کا ذکر حدیث بخاری میں آتا ہے۔
 یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم | غرض قریش کے وہ چند فوجیوں نے
 جن کے ہاتھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہلاکت و برباکی
 کی خبر دی ہے ان سب میں اول نمبر یزید پلید کا ہے، چنانچہ اسکی ولی عہد کی
 سلسلہ جنیان کے آغاز سے لے کر اس کے مرتے دم تک اس عہد کے اختیارات
 صحابہ و تابعین پر مصائب کے جوہاڑ ٹوٹے اور ان کی جس طرح توہین و تذلیل کی
 گئی اور ان کے ساتھ قتل و غارت کا جو معاملہ ہوا۔ اس سے تاریخ اسلام کے
 اوراق پر ہیں اور صحیح بخاری میں اس سلسلہ کے جو واقعات ضمناً آگئے ہیں
 وہ یہ ہیں :-

(۳۰) حدیثنا موسیٰ بن اسماعیل یوسف بن مالک کہ بیان ہے کہ مروان، حجاز کا

فقال حدثنا ابو عوانة عن

ابن بشر عن يوسف بن مارك
قال كان مروان على الحجاز
استعمله معاوية فخطب
فجعل يذكر يزيد بن
معاوية لكي يراجع له بعد
ايه فنقال له عبد الرحمن
بن ابى بكر شيئا فقال
خذوه فدخل بيت عائشة
فلما يقدر روا . فقال مروان
ان هذا الذي انزل
فيه - وَالَّذِي قَالَ
لِوَالِدَيْهِ اُتْبَا لَكُمْ
اَتَّبَعُوْنِيْ ۝ فَقَالَتْ
عائشة من وراء الحجاب
ما انزل الله فينا
شيئا من القرآن
الا ان الله انزل عذرك
امام بخاری کی اس روایت میں جو اجمال ہے اس کی تفصیل مستخرج اسماعیلی
میں اسی سند کے ساتھ بایں الفاظ مذکور ہے :-

فأراد معاوية ان يستخلف يزيد
يعني ابنه فكتب الى مروان
بذلك فجمع مروان الناس
فأراد معاوية ان يستخلف يزيد
يعني ابنه فكتب الى مروان
بذلك فجمع مروان الناس

۱۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۵ کتاب التفسیر سورہ احقاف ۱۷۱

فخطبهم وذكر يزيد ودعا
الى بيعته وقال ان الله ارى
امير المؤمنين في يزيد رأيا حسنا
وان يستخلفه فقد استخلف
ابوبکر وعمر۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کا مروان کو برسر منبر ٹوکنا |
جواب سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہی کو
دینا چاہیے تھا، چنانچہ حسب توقع انہوں نے نہایت جرأت سے کام لے کر بڑی
بے باکی سے "سلطان جابر" کے سامنے کلمہ حق کی ادائیگی کے فریضے کو انجام
دیتے ہوئے فرمایا :-

ما هي الا هرقلية
یہ تو ہرقل کی ابتلا کے سوا کچھ نہیں۔

اور حافظ اسماعیلی کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :-

فقال مروان سنة ابي
بكر وعمر فقال عبد الرحمن
سنة هرقل وقيصر۔
مروان کہنے لگا یہ ابوبکر و عمر کی سنت ہے۔ اس پر
حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں
بلکہ ہرقل و قیصر کی رسم ہے۔

اور مسند ابی یعلیٰ اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عجمہ اللہ مدنی کی زبانی اس
واقعہ کی تفصیل مروی ہے :-

كنت في المسجد حين
خطب مروان فقال ان
الله قد ارى امير المؤمنين
رأيا حسنا في يزيد . وان
يستخلفه فقد استخلف
جس وقت مروان نے خطبہ دیا میں مسجد نبوی
میں موجود تھا کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین
(معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یزید کے
بارے میں عمدہ رائے سمجائی ہے۔ اگر
وہ اس کو خطبہ بناتے ہیں تو ابوبکر و عمر بھی

۲۔ ہرقل و قیصر کی فرمانبرداری کی رسم ہے۔

ابوبکر وعمر، فقال
عبد الرحمن بن قلیة
ان ابابکر والله ما جعلها
فی احد من ولدہ، ولد
فی اهل بیتہ، وما
جعلها معاویة الذکرامۃ
لولدہ۔
اس پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہر حال کا طریقہ ہے واللہ
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد
میں کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے
خاندان میں سے کسی کو خلیفہ بنایا، مگر
معاویہ تو بس اپنے بیٹے کو اعزاز بخشنا
چاہتے ہیں۔

حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا | ظاہر ہے اس حق بات کو سننے کی تاب
مروان میں کہاں تھی، فوراً الزام تراشی پر اتر آیا اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیدیا
آخر جیسا کہ محدث اسماعیلی کی روایت میں آتا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا۔

کذب والله ما انزلت
فیہ۔
وہ مروان جھوٹا کہتا ہے یہ کیت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ
کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔

مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی | مسند ابویعلیٰ میں یہ بھی آتا ہے کہ پھر
مروان منبر سے اتر کر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سخت کلامی
کرنے لگا اور آپ نے بھی اس کو دیسے ہی جواب دیئے آخر واپس چلا گیا۔
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ معاویہؓ اور ابوسفیانؓ سے افضل ہیں |

اب ذرا غور کیجئے، مروان کی یہ تقریر کہاں ہو رہی ہے، منبر نبوی سے،
مسجد نبوی میں، روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، یزید کی ولی عہد
کی بیعت لینے کے لیے اس پر اقرار پر دازی کا یہ عالم ہے کہ اس ولی عہد کی
رسم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت بتلا رہا ہے۔ اور حضرت
عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو ٹوکتے ہیں کہ یہ ابوبکر وعمر کی سنت

نہیں ہے بلکہ ہر قتل اور قیصر کی رسم ولی عہد کی ہے تو بگڑ جاتا ہے الزام تراشی
کرتا ہے، کتاب اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، ذرا نہیں سوچا کہ کہاں ہوں،
کس مقام سے بول رہا ہوں، کس سے مخاطب ہوں یہ کس باپ کے بیٹے ہیں
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید تو کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور
جبرائیل ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی شخص قرآن افضل ہیں کیونکہ
جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو مولفہ القلوب میں تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے "طلقاً" میں ان کا
شمار ہے۔ اور عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں
فتح مکہ سے بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت فرمائے مدینہ ہو چکے تھے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی آمد میں سے ان کے نیسے
چالیس سو سالہ خرم کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کے بارے میں
لکھا ہے "کان من مصادات المسلمین" اور مسلمانوں کے اکابر میں سے
تھے اور "کان معظماً بین اهل الاسلام" (اہل اسلام میں عزت کی
نگاہ سے دیکھے جاتے تھے) اب جس کی ولی عہد کی سلسلے میں اکابر صحابہ
کی اسطرح توہین کی جائے اس کی بادشاہی کے در میں کیا کچھ ہوگا؟

عبدالرحمن بن ابی بکر کا معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا | حافظ ابن کثیر نے زیرین
بجائے بسند نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک لاکھ درہم حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت
میں بھیجے مگر حضرت مدور نے یہ کہہ کر ان کے لینے سے انکار کر دیا کہ اب مع دینی
بدنیسی ہو گیا میں اپنی دشا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالوں گا۔

آخر کار اکابر صحابہ کے پروردار احتجاج کے باوجود ان کی مرضی کے برخلاف

یزید راج سنگھاسن پر براجمان ہو جاتا ہے اور امت محمدیہ پر ہلاکت کا طعنہ
اٹھاتا ہے، رجب ستہ ہجری میں یزید بادشاہ بنا اور اسی سال ماہ رمضان
میں یزید اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ منورہ کی گورنر
سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سعید اشدقی کا تقرر کرتا ہے۔

یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کرنا کہ اس نے حضرت حسینؑ داہن زخم پر سختی کی تھی

ولید کا قصور یہ تھا کہ اس نے بیعت کے معاملہ میں حضرت حسین و حضرت
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وہ سختی نہ کی تھی جو یزید کو مظاہر تھی۔
اس لیے یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کیے بغیر مدینہ منورہ سے نکل پڑے
مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ حالانکہ یزید کا ان کے بارے میں ولید کو یہ فرمان تھا۔

اما بعد فخذ حسينا و
عبد الله بن عمرو
عبد الله بن الزبير بالبيعة
اخذ اشد بد أليست فيه
والسلام

مروان کا مشورہ کہ ان حضرات کا سر قلم کر دیا جائے | مروان کا مشورہ ان حضرات
کے بارے میں ولید کو یہ تھا کہ اگر یہ حضرات بیعت نہ کریں تو فوراً ان کا سر قلم
کر دو مگر ولید نے مروان کی بات نہ مانی اس لیے اس شاہی فرمان کی تعمیل میں
کو تاہی کا لازمی نتیجہ معزولی تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے جو اس کی معزولی کی وجہ
میں "تخریفة" کا لفظ لکھا ہے وہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے۔

حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم پر فوج کشی سے منع کرنا | چنانچہ اس کی جگہ
گورنر ہو کر عمرو بن سعید اسی ماہ میں مدینہ آ گیا یہ مزاج کا بڑا فرعون اور بڑا تکبر
تھا، حافظ ابن کثیرؒ کے اس کے بارے میں یہ الفاظ ہیں۔ وکان متاعا متکبرا

الاجناد والنہایہ از حافظ ابن کثیرؒ ج ۸ ص ۱۳۸ و ۱۳۹

یہ اپنے آپ کو خدا کی جگہ پر بٹھنے والا بڑا ہی مغرور تھا | حضرت عبد اللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چونکہ ابھی تک یزید کی بیعت نہ کی تھی اور وہ حرم الہی
میں پناہ گزیں تھے اس لیے اس نابکار نے ان کو گرفتار کرنے کے لیے مدینہ میں
تسے ہی حرم مکہ پر لشکر کشی شروع کر دی۔ اس کی اس ناشائستہ حرکت پر
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور و محرم صحابی حضرت ابو شریح خسرانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بہترین انداز میں اسے فہمائش کی وہ صحیح بخاری میں
اس طرح منقول ہے۔

جو تھی حدیث | ام بعد ثنا عبد الله
ابن يوسف قال حدثنا الليث
قال حدثني سعيد هو ابن
ابي سعيد عن ابي شريح انه
قال لعمر بن سعيد -
وهو يبعث البعوث الى
مكة اشدن الى ايها الامير
احد ثلث قولاً قام به
مرسول الله صلى الله
عليه وسلم الغد من يوم
الفتح سمعته اذناك
ورعاه قلبي وابصرته
عيناك حين تكلم به

حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عمر بن سعید کو جب کہ وہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کیلئے
فوج کے دستے بھیج رہا تھا فرمایا، اے امیر! بڑا
دیکھتے تاکر میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان
کر دوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فتح مکہ کے دوسرے دن مکہ کے ہو کر بیان فرمایا
تھا اور میں کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور
دل نے یاد رکھا اور میں وقت آپ اس کو بیان
فرما رہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو
دیکھ رہی تھیں آپ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثناء
بعد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے
لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا بلکہ جو شخص
بھی اللہ تعالیٰ اور مدائن آخرت پر ایمان رکھتا

۱۔ مولانا ابراہیم گیلانی مرحوم نے "امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی" میں اس واقعہ کو عبداللہ بن زبیر
جہد و فتنہ کا گمان کیا ہے جو صحیح نہیں ہے واقعہ جہدین معاویہ کے زمانہ عسکری میں ہوا ہے۔ دیکھنا حفظہ ہو
"البدایہ والنہایہ" ترجمہ جہدین معاویہ اور اصحابہ فی تہذیب الصحابہ ترجمہ حضرت ابو شریحؒ کا حال

حمد الله واثنى عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يعمل لاميرئ يئ من بالله واليوم الآخر ان يفتك بها دماً ولا يعضد بها شجرة فان اُخذ ترخص لقتال رسول الله فيها فنقولوا ان الله قد اذن لرسوله ولم ياذن لكم وانما اذن لي فيها ساعة من نهار ثم عدت عروبتها اليوم يحرمها بالامس وليبلغ الشاهد الغائب فقيل لابي شريح ما قال عمرو قال انما انا اعد منكم يا ابا شريح لا تعيد عاصياً ولا فاسراً بدم ولا فالاً بخربة ۛ

اس کے لئے ملاں نہیں کہ مکہ معظمہ میں کسی کا خون بہائے اور وہاں کوئی درخت کوئی پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں قاتل کرنے کی وجہ سے اس امر کی نصیحت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم لوگ اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی مگر وہی بھرتی کی اجازت تھی پھر آج اس کی موت اسی لمحہ کو آئی جس طرح کہ کل اس کی موت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہیے کہ جو شخص قاتل ہے اس تک یہ بات پہنچا دے۔ اس پر ابو شریح سے دریافت کیا گیا کہ عمر نے پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا: اس نے کہا اے ابو شریح میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کسی مالک کو ہتھ دیتا ہے اور کسی ایسے شخص کو جو خون کر کے وہاں بھاگ جائے اور اس شخص کو چھوڑ کر کے وہاں فرار ہو جائے۔

گورنر مدینہ کا صحابی رسول کے سامنے اپنی علییت بگھارنا خود کیجئے، صحابی رسول حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم الہی پر فوج کشی سے روکنے کے لیے یزید کے گورنر کو حدیث رسول بیان کرتے ہیں اور یہ بد بخت ان کے سامنے اپنی علییت بگھاڑتا ہے، کہتا ہے "میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں، اما مہرجان اپنی مشہور تصنیف الملحی کی کتاب الجنایات میں بالکل صحیح لکھتے ہیں:-

لہ صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلغ الشاهد الغائب -

لاکرامۃ للطییم الشیطان الشرطی الفاسق یرید ان یکون اعلم من صاحب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهذا الفاسق هو العاصی لله ولرسوله، ومن والاه او قلده - وما حاصل الخنزیر فی الدنیا والآخرۃ الا هو ومن امرہ ۛ

اس لطیم الشیطان، پلیس بین فاسق کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعویٰ کرے۔ (عاصم ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہیں بلکہ یہی فاسق اللہ اور اس کے رسول کا عاصی تھا اور وہ شخص جس نے اس کو کسی کی یا اس کے کپے پر چلا اور دنیا اور آخرت میں نرکت اٹھائے والا یہی تھا اور وہ وزیر یہ جس نے اس کو باس کرنے کا حکم دیا تھا

حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ کی ہرزہ سرائی قابل قبول نہیں اور شیخ الاسلام محمد صالح المنجد دہلی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں۔

واہم زکوی بحمد راست و مردود بر دے ازیراجہ عبد اللہ بن زبیر صحابی است متعبد، جامع صفات حمیدہ، اوکارے نکرده کہ بدان مستحق قتل باشند پیروان حرم و نہ خروج کردن بر احدے، و نہ خواند مردم را بہ بیعت خود با آنکہ ناخوش بودند اند یزید اہل حرمین و مباہارت نکردند بہ بیعت دے جز اہل شام بناسیر

اور یہ (گورنر مدینہ عمرو بن سعید کا) خالی غلطی دعویٰ ہے جو مردود ہے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک عابد صحابی تھے۔ صفات حمیدہ کے جامع، انھوں نے کوئی نام ایسا دیا تھا جس کی بنا پر پیروان حرم وہ جنگ مستحق ٹھہرتے، اور کسی کے خلاف انھوں نے خود کیا تھا جو لوگوں کو (اسم بیک) اپنی بیعت کی دعوت دی تھی، حالانکہ اہل حرمین یزید سے خوش نہ تھے اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ لیا تھا، اور اہل شام نے اس لئے جھجھکے

لہ لطیف الشیطان کے معنی ہیں جس کو شیطان نے جیت لگا لیا ہو۔ جو بن سعید اشجق کا لقب ہے محمد حمزہ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ مصنف ج ۲ ص ۱۳۲ طبع منیر مصر۔

تولید پدرش معاویہ ،
وامتناع آور و عبداللہ
وغیرہ از بیعت آل
نا اہل کہ مسرف و معاصی
و مرتکب کبائر بود و پناہ
گرفت از شرورے و رگوشہ
حرم ، پس تعیین کرد
شکر القتال ابن زبیر
بمسکے یہ

بیعت کر لی کہ اس کے باپ معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنا ولی عہد بنادیا تھا
اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
دوسرے حضرات نے اس نا اہل کی بیعت کرنے
سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ مواہی
میں حد سے بڑھ گیا تھا اور کبائر مرتکب تھا
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
بزید کی شریعت سے بچنے کے لیے حرم حرم کے
گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے
مکہ مکرمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لیے
فوجوں کو روانہ کیا۔

اور شیخ نور الحق محدث دہلوی "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں

ارقام فرمایا :-

کلام ابن مسعود حجت راضی
شاید از آنکہ خلاف
مقررہ اہل دین است
در روایت امام احمد
آمدہ کہ گفت ابو شریح
گفتم عمرو را من حاضر
و تو غائب بودی و بموجب
امر آنحضرت ، رسا قدم ترا
و این مشعر است بآنکہ ابو شریح

اس مفرد و عروہ کی بات حجت کے لائق نہیں
کیونکہ یہ اہل دین کے دستور کے خلاف ہے ،
مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت
ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے
عمرو کو جہاد دیا تھا کہ جب منصور علیہ السلام
یہ ارشاد فرمایا تھا میں اس وقت حاضر تھا
اور تو غائب و اس لئے تو محدث کہ مطلب کی بات
میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ارشاد کے مطابق تجھے تبلیغ کر دی۔ اس سے

قبول گفتہ عمرو نکرہ واد
را بوسے گزاشتہ از جہت
عجز و عدم قدرت بجہت
شوکت و غلبہ اولیہ

معلوم ہوا کہ حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمرو کی اس بات کو نہیں مانتا ، مگر چونکہ عمرو کو
شوکت اور غلبہ حاصل تھا اور آپ اس کے
مقابلہ سے عاجز تھے اور اس کی طاقت نہیں
رکھتے تھے اس لیے (زبالی فہمائش کے بعد)
آپ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

مرحوم نے جو معاملہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
سامنے کیا وہ آپ پڑھ چکے نہیں ، یہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فرزند اکبر تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نواسے
ہیں ان کے خلاف حرم حرم پر صرف اس لیے فوج کشی کی گئی کہ انھوں نے
بزید پلید سے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالت شان کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ الفاظ پڑ جائیں :-

أما أبو و خوارزمی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
یرید الزبیر - وأما
جدہ فصاحب الفاس -
یرید ابابکر - وأما
آلہ فذات النطاق یرید
أسماء - وأما خالته فآمر
المومنین یرید عائشہ

ان کے والد ماجد یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عواری تھے
اور ان کے نانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
عمر آپ کے رفیق خاص تھے اور ان کی والدہ ماجدہ
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات النطاق
رک جہنم نے ہجرت کے وقت آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زاد سفر ہے
چلنے سے باعدھا تھا اور ان کی نانا

دأما عبته فزوج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔ یزید
خدیجہ۔ واما عمتہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فجدتہ
یزید صفیہ۔ ثم
عفیف فی الاسلام
تاسمعی للقرآن ۛ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ہیں اور ان کی پھر بھی ران کے ابا کی پھر بھی مرن
ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اور انکی
دوای حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر محترمہ ہیں اور انکی
وہ خود اسلام میں پاکیزہ اور قرآن پاک کے
بکثرت پڑھنے والے ہیں۔

مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت بن زبیر کی شرکت [ابھی پیش نظر ہے
کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت امت کے ہاتھوں میں ہے اور جس کو شب و روز
ہم پڑھتے ہیں اس کی نقلیں حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ
عنہ نے اپنی نگرانی میں کر کر ممالک محروسہ میں روانہ کی تھیں۔ ان مصاحف کی
کتابت کے لئے حضرت امیر المؤمنین نے جن چار حضرات کو نامزد فرمایا ان میں
سے ایک یہ بھی تھے ۛ

حضرت ابن زبیر کے فضائل امارت کی روشنی میں [صحیح بخاری میں
ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں تو ان دنوں یہ شکم ماریاں
تھیں، اور وضع حمل کی مدت قریب تھی چنانچہ قبا کے زماہ قیام ہی میں
ان کی ولادت ہوئی فرماتی ہیں۔

ثم ایت بہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ

پھر وہ بچہ کو لئے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے

لہ صحیح بخاری باب تولد النبی وولادہ فی القاریم۔ ۛ ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب جمعۃ منکون
بقیر حضرت کے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت زید بن ثابت (۳) حضرت سعید بن العاص (۴) حضرت
جبرائیل بن ابی بکر بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ثم دعا بتمرة فضعها ثم فقل فی فیہ
فکان أول شیء دخل جوفہ رقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثم حنکہ بتمرة ثم دعا لہ و
برک علیہ وکان أول مولود
ولد فی الاسلام

انکو اپنی گود میں لے لیا اور آپ نے ایک کھجور
منگوائی اور اس کو چبا کر پھر ان کے منہ میں
ڈال دیا چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو منہ
ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
لعاب دہن تھا، پھر آپ نے کھجور کو ان کے
تالو پر مل دیا اداں کیلئے برکت کی دعا کی۔
اور یہ پہلے بچے تھے جو اسلام میں رجعت کے
بعد مہاجرین میں پیدا ہوئے۔

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ہیں
پہلا بچہ جو اسلام میں رجعت بریتہ کے بعد
مسلمانوں میں پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے ان کو ران کے
گھر والے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں بیکر حاضر ہوئے تو آپ نے
ایک کھجور منگوا کر پہلے اس کو اپنے دہن بک
میں چبایا اور پھر ان کے منہ میں اس کو ڈال دیا
چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو منہ
وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔

اول مولود ولد فی الاسلام
عبد اللہ بن الزبیر اتوابہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فانخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تمرة فلما کھا ثم ادخلھا فی
فیہ فأول ما دخل فی بطنہ
رقیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں
اتنا اضافہ اور آتا ہے،

ثم مسحہ وعلی علیہ
وسمما عبد اللہ ثم جاع
وحوا ابن مسیح سنین او

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کا نام عبد اللہ
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم و اسماء ابی الدردینہ۔ ۛ صحیح بخاری باب منکون۔

ثمان لبایع رسول الله
عليه وسلم وامره بذلك
الزبير فتبسم رسول الله
صلى الله عليه وسلم
حين رآه مقبلا اليه
ثم بايعه ۛ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے
کے لیے حاضر خدمت ہوئے حضرت زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم
دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تبسم فرمایا اور پھر
ان سے بیعت لے لی۔

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

وفي هذا الحديث
مناقب كثيرة لعبد الله بن الزبير
رضي الله عنه منها ان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم مسح
عليه وبأرك عليه ودعاه و
أول من دخل جوفه ريقه
صلى الله عليه وسلم وأنه أول
من ولد في الاسلام بالمدينة
والله اعلم ۛ

اس حدیث میں حضرت عبد اللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت سے مناقب
ہیں، مثلاً اللہ کے ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، (۲) وہ
پہلے برکت طلب کی (۳) ان کے حق میں دعا فرمائی
(۴) پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج دہی
(۵) یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ طیبہ میں
ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

اور مستخرج اسماعیل میں "صحیح بخاری" کی اس روایت میں "لا ملأ"

کے بعد یہ اضافہ بھی ہے۔

نصرح المسلمون قرحاً
شديداً لأن اليهود كانوا
يقولون سحرنا هم
حتى لا يولد لهم ۛ

یہ پیدا ہوئے تو صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی ہی خوشی ہوئی
کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں
پر جادو کر دیا ہے اب ان کے یہاں اولاد
نہیں ہوگی۔

ۛ باب استحباب تمنيك المولود عند ولادته ۛ شرح صحيح مسلم از امام نووی باب مذکور۔

تہ فتح الباری ج ۲ ص ۱۴۳۔

حجرت کا مقام ہے مسلمانوں کو جس مبارک بچے کی ولادت پر بڑی خوشی
ہوئی، یزید اور اس کا گورنر و لشکر اسی کے قتل کرنے کے درپے ہوں،
اور اسی کی موت میں اپنی خوشی سمجھیں۔ عذرتو بر تو اسے چرخ گردان تھو۔
یزید کی گورنر کی مذمت حدیث میں | واضح رہے کہ یزید کی گورنر وین
سید اشدق وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مستد احمد میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آئی ہے :

سمعت رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم يقول
ليبر عن علي منبري
جبار من جبابرة بني أمية
حتى يسيل رعاقه قال
فاخير في من رأني عمرو
سعيد بن العاص لعفت
علي منبر رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
حتى سالي رعاقه ۛ

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
یہ فرماتے سنا کہ "یقیناً بنی امیہ کے سنگاروں
میں سے ایک سنگار کی طرح یزید بن علی
نکیر ہو کر رہے گا کہ اپنے گنہگار بنے گی :
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے
کہ میرے پاس سے اس شخص نے بیان کیا جس نے
عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں
دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے منبر پر اس کی نکیر آتی پھوٹی کہ منبر پر
حتی سالی رعاقه ۛ

کر بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا | غرض یزید کی
ولی عہدی کی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی انست
ہوئی اور اس کی بادشاہی کا آغاز ان کے نواسے پر حرم الہی میں فتنہ کشی سے
اور ابھی سال جلوس ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ دودمان نبوی کے گل سرسبد کو
مسل کر خاک میں ملادیا اور اپنی دانست میں خاندان نبوت کا چرخ گل کے
رکھ دیا، محرم ۱۰۰ ہجری کے یوم عاشوراء میں اہل بیت رسالت پر

عذ البیڑ و انجباء۔ از عائذ ابن کثیر ج ۲ ص ۱۱۳۔ ۛ شرح اور اسی طرح اخذ ہوگی۔

بزرگ شکر کے اعمول جو قیامت لائی اس کے بارے میں جس نے بھی یہ کہا
سچ کہا کہ :

صَحِيحُ بَنُو اَمِيَّةٍ يَوْمَ كَرِيْلَا كَبْرًا لَكَ دَنُ بَنُو اَمِيَّةٍ لَمْ يَنْ اِپْنِ دِيْنَكَ
بالدین !

قرابت رسول اللہ کا پاس لحاظ | امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب
تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں : "باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله
عليه وسلم" یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے
فضائل کا بیان اور پھر اس باب کے تحت حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کیا :

اَسْتَبَوُا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ حَضَرُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَهْلُ بَيْتِهِ كَيْ
عليه وسلم في اهل بيته - ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کا پاس دلچسپی رکھو۔

یعنی "جو تو کسی معاملہ میں ان کو اذیت پہنچے اور نہ ان حضرات کے
ساتھ کسی قسم کا برا برتاؤ ہونے پائے" اور اسی باب میں حضرت ممدوح
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَسَمُ اس ذات عالی کی جس کے قبضہ میں میری جان
لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ هے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل قرابت
عليه وسلم احب اليّ اَنْ صَدْرِي كَرْتَا بَحْچے اہل قرابت کی صلہ رجا
اُصل من قرابتی - کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی قرابت کا اس قدر پاس دلچسپی تھا کہ جب کبھی ان کے عہد میں قحط سالی ہوتی
اور دعا استسقاء کی ضرورت پڑتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم محترم
حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا کرتے،

۱۔ تاریخ الخلفاء الامام سیوطی، ترجمہ یزید بن عبد الملک بن مردان۔

اور خود ان سے دعا کرتے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ :-

عن عمر بن الخطاب رضي الله جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت

عنه كان اذا قحطوا استسقى عرض اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

بالعباس بن عبد المطلب کے توسل سے بارش کی دعا کرتے اور

فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبيينا صلى الله يونس عمن کرنے کو الہام اپنے نبی صلی اللہ

عليه وسلم کے توسل سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے،

فاننا نتوسل اليك بعم نبيينا ہر قوم پر بارش برسانا تھا اور اب اپنے نبی

فاسقنا قال فيسقون ! صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے تجھ

مانگتے ہیں تو ہم پر مینہ برسا دے، راوی کا

بیان ہے کہ ہر لوگوں پر مینہ برسنے لگتا تھا۔

حدیث میں قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے اس کے

بارے میں شارحین صحیح بخاری لکھتے ہیں :

مراد از قرابت پیغمبر خدا کسی کہ منسوب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت سے

است بعبد المطلب ومن است مراد وہ مومن حضرات ہیں کہ جن کا منسوب

چنانکہ علی مرتضیٰ وابنائے او خواجہ عبد المطلب سے منسوب جیسے حضرت علی رضی

رضی اللہ عنہم ! اور ان کے صاحبزادگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ نور الحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری" میں جو کچھ لکھا ہے وہی

علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

"من ينسب لعبد المطلب مؤثنا كعلي وبنيه" اور شارحین نے

جو کچھ لکھا ہے وہی مطلب امام بخاری کا ہے، اسی لئے امام بخاری نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کو باب مناقب الحسن والحسين

میں پھر دوبارہ روایت کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں

۱۔ باب سوال اس الامام الاستسقاء اذا قحطوا۔ ۲۔ تیسیر القاری ج ۳ ص ۴۵۰ طبع علی گھنہ

۳۔

اور علامہ عینی نے "عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں باب مناقب قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے تحت ان تمام حضرات کو نام بنام گنوا یا ہے جو اس وقت خواجہ عبدالطلب کی اولاد میں بقید حیات تھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل تھا، ان میں حضرت مسلم بن عقیل کا نام بھی ہے جو شکل و صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے عون اور محمد کا بھی۔

پھر یزید نے "قرابت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو پاس و لولہ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

عبید اللہ بن زیاد جس کو یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ قتل کی خبر سن کر وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اس کی سنگدلی اور قسوت قلبی کا اندازہ کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس شقی کے سامنے جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو چھڑی سے آپ کے سر مبارک کو چھیرنے اور آپ کے حُسن پر طعن کرنے لگا، اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تنبیہ کی کہ کیا کرتا ہے؟

کان اشبههم برسول اللہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مشابہ تھے۔

اور مسند بزار میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ

فقلت لہ اِنی رايت رسول اللہ میں نے اس سے کہا جہاں تو اس وقت صلی اللہ علیہ وسلم یلتئم

۱۔ صحیح بخاری باب مناقب الحسن والحسين۔

حيث تضع قضيبك قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے

فانقبضت ۱۔ دیکھا ہے پس کردہ شقی گھٹ کر رہ گیا۔ اور معجم طبرانی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ۱۔

فجعل يجعل قضيبا في يده في عيته وانفه ۱۔ ابن زیاد بن ہناد کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس کو وہ شقی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقلت ارفع قضيبك فقد رايت فمر رسول اللہ کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی چھڑی

صلی اللہ علیہ وسلم ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کو اس کا جگر رکھے ہوئے دیکھا

في موضعه ۱۔ جس جگہ تیری چھڑی اس وقت ہے۔

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کا پاس و لولہ جس کے بارے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ "اوثقوا محمداً

في اهل بيته" اور جس کا ترجمہ حضرت شیخ نور الحق بن عبدالحق محری و لولہ نے ایک جگہ ان الفاظ میں کیا ہے :-

گفت ابو بکر نگہ دارید و محافظت کنید محمد را در اہل بیت او،

یعنی حفظ حرمت محمد و تعظیم او در گرامی داشتن اہل بیت

اوست ۱۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے معاملہ ہو تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نظر میں رکھو اور آپ کا پوری طرح خیال کرو۔

یعنی آپ کی حرمت و تعظیم آپ کے اہل بیت کے اعزاز میں ہے۔

اور دوسری جگہ ان الفاظ میں :-

من وال یلی رعبۃ من
المسلمین فی موت و هو
غاش الاحمر اللہ
علیہ الجنة ۔

صحیح مسلم " میں حضرت مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں
استثنا اضافہ کر رہے ہیں ۔

لو علمت ان لی حیاۃ
ما حدتک بہ ۔

اور دوسری روایت میں ہے :

لو لانی فی الموت لما حدتک
بہ ۔

یہ حدیث "صحیح مسلم" میں "کتاب الایمان" میں بھی ہے اور کتاب الامارۃ میں

میں ، صحیح مسلم کے ایک طریق میں اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس
حدیث کو سن کر ابن زیاد حضرت مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا ۔

الا کنت حدتک فی هذا قبل الیوم
قال ما حدتک اذ لہا کن
لاحدتک ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں حدیث بیان ذکر کرنے کی وجہ یہ
بیان کی ہے ۔

کان یخشی بطنہ فلما
نزل بہ الموت اُسرا د

وہ ابن زیاد بنہاد کی سخت گرفت ڈرتے تھے ،
جب موت کا وقت آگیا تو کہا اگر اس طرح ہی

ان یکف بذالک بعض شرو
عن المسلمین ۔

ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ بد تمیزی | یہ حضرت مغفل بن زیاد رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں یاد رہے کہ ان سے پہلے بھی اسی قیلے کے
ایک دوسرے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا ہے جس کی تفصیل امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں
ایک دوسری سند سے بایں الفاظ مروی ہے ۔

عن الحسن قال لما قدم
علینا عیین اللہ بن زیاد

امیرا اُمّہ علینا معاویۃ

غلاما سفیہا یفلف

الدماء سفکا شیدا

وفینا عبد اللہ بن مغفل

المزنی فدخل علیہ ذات

یوم فقال لہ انتہ عما

اراک تصنع فقال لہ وما

انت وذاک فقال ثم خرج

الی المسجد فقلنا لہ ما

کنت تصنع بکلامہذا سفیہ

علی رؤس الناس ؟ فقال

انہ کان عندی علما فاحببت

اذا لا اموت حتی اقول بہ

حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ جب ہمارے پاس
عبداللہ بن زیاد امیر بن کر آیا ، اس کو معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر وال بنا کر بھیجا تھا
یہ ایک بے وقوف چھوٹا تھا جو نہایت بے درگج
لوگوں کا خون بہایا کرتا تھا اس نے ملنے میں
حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہم میں نزاع تھے ، وہ ایک روز اس کے پاس
تشریف لے گئے اور اس سے فرماتے لگے کہ
"جو کچھ میں تمہیں کہنے دیکھ رہا ہوں اس سے
باز آ جاؤ " اس نے اس نصیحت پر جھڑکتے ہوئے
یہ جواب دیا کہ تم اس سے منع کرنے والے کون
ہوتے ہو ؟ پھر حضرت محدث مسجد میں تشریف
لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا آپ برسر عام
اس بے وقوف کے منہ لگ کر کیا کریں گے ؟
فرمایا میرے پاس علم تھا سو مجھے یہ پسند آیا کہ

علی رؤس الناس، ثم
قام فسالہ عن مرض
الذی توفی فیہ فأتاہ
عبید اللہ بن نریار
یعودہ فذکر نحو
حدیث الباب ۱۱۰

جب تک اس کو برسر عام بیان نہ کروں جو کچھ
مذہب میں نہ جاقلا، پھر آپ جیسے ہی لکھے
مرض الموت نے آپ کو لیا، اسی جگہ کہیں
عبید اللہ بن نریار آپ کی عیادت کے لیے گیا
اور آپ نے اسی شخصوں کی حدیث اس کی سیالی
جو اس باب میں مذکور ہے۔

ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدگیزی [۱۳] اسی سلسلہ کا ایک اور
واقعہ صحیح مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ
ابن زیاد کو نہایت غم کی حالت میں سبھا ناچا یا تو اس بد نہاد نے بچانے اس کے
کہ ان کی نصیحت کا کچھ اثر لیتا تھا ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا یہ واقعہ حبیب بن
ابن عائذ بن عمرو، وکان
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔ دخل علی عبید اللہ بن
زیاد فقال ای بنی انی سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان
شر الرعاء الحطیة، فایاک ان یكون
منہم، فقال له: اجلس فانما انت
من نخالة اصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم، فقال
وهل کانت لہم نخالة
انما کانت النخالة بعدہم
وفی غیر ہم ۱۱۰

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے تھے، عبید اللہ بن زیاد کے
پاس آکر فرمایا بیٹے! اللہ نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منہ فرماتے تھے
حکمرانوں میں سب سے برا وہ ہے جو لوگوں کو
پیس مارے۔ تو تم اپنے آپ کو ان میں شامل
کرنے سے بچتے رہو، یہ سن کر وہ کہنے لگا
(بڑے بیان) بیشہ باؤ، تم تو رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی بھوسے ہو
یہ جواب سن کر حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا
صحابہ میں بھی بھوسے ہی؟ مجھے تو یوں ہی آئے اور تم

اور ان میں کہ جو صحابی نہیں ہیں۔

ابن زیاد کا حضرت ابوہریرہ کا مذاق اڑانا (۴) اور اسی طرح کا ایک اور واقعہ
سنن ابوداؤد میں یہ منقول ہے:

حد ثنا مسلم بن ابی ہشیم
نا عبد السلام بن ابی حازم
ابوہریرہ قال بشدت ابی ہریرۃ
دخل علی عبید اللہ بن زیاد
فحدثنی فلان سماء مسلم
وکان فی الساجد۔ قال فلما
راہ عبید اللہ قال انت
محمد بنک هذا الدجاج
فقصہا الشیخ فقال
"ما كنت احب اذنی
أبقی فی قمری عیرونی
بصحبة محمد صلی اللہ
علیہ وسلم" فقال له
عبید اللہ ان صحبة
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لک زین غیر شین، ثم
قال انما بعثت الیک
لأستلک عن الحومن
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یدکر فیہ

ہم سے مسلم بن ابی ہشیم نے بیان کیا کہ میں نے حکایت
عبد السلام بن ابی حازم سے سنا کہ میں نے حضرت
ابوہریرہ سے سنا کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
عبید اللہ بن زیاد کے پاس تشریف لے گئے تھے
چنانچہ مجھ سے فلان صاحب نے بیان کیا، ابو داؤد
کہتے ہیں ہمارے استاد مسلم نے قرآن کا نام بھی
بیان کیا تھا (مگر میرے ذہن سے آکر گیا) جو اس
وقت مجلس میں موجود تھے ان صاحب کا بیان ہے
کہ جیسے ہی عبید اللہ کی نظر حضرت پر پڑی کہنے لگا
(لو یہ) "تمہارا محمد ہی ٹھکانا موٹا" (آگیا)۔
شیخ (حضرت) نے اس کی بات بھی تو فرمائی
لگے "میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اس قوم کے وجود میں
آنے تک باقی رہوں گا کہ جو مجھے حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت پر عائد لائے گی۔ اب عبید اللہ
نے بات بدل کر ان سے کہا "محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی صحبت تو آپ کے لئے زینت ہے،
باعث عیب نہیں، پھر کہنے لگائیں نے آپ کی
طرف اس لیے بھیجا تھا کہ آپ سے حومن کے
بارے میں سوال کروں کہ کیا آپ نے اس کے
بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا یاد ہے کہ میرا محمد میں ان کا نام عباس بن جریج آتا ہے۔

شیئاً قال ابو برة
نعم لا مرة ولا ثنتين
ولا ثلاثاً ولا أربعاً
ولا خمسة فمن كذب
به فلا سقاء الله منه
شع خرج مغضباً

کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت ابو برة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں۔ ایک دفعہ
نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں،
چار دفعہ نہیں، پانچ دفعہ نہیں، جو عرض کا انکار کرے
اللہ تعالیٰ اس کو عرض سے کچھ نہ پلائے اس کے بعد
آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے چلے گئے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ بذیل المجہود فی حل ابی داؤد میں فرماتے ہیں کہ :
عبد اللہ بن زیاد قساق میں سے تھا، اس لیے اس نے بطور تمخریب کوہ صلاہ یعنی ٹھکانا
مونا کہا تھا مگر اپنے بارے میں تو اس کے اس لشکر کے انتقام نہ فرمایا البتہ اس نے "مخوی"
کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا اس پر آپ کو غصہ آگیا کہ اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
عالی کی اہانت نکلتی ہے۔

یہ تھا ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کرام کے ساتھ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر اس نے جو ظلم و ستم ڈھایا وہ معلوم خاص و عام ہے۔
ابن زیاد بد نہاد تھا ان سب باتوں کے ساتھ ابن زیاد کی ایک خصوصیت
یہ بھی تھی کہ اس کا باپ زیاد بن ہشیم ثابت النسب نہیں تھا، بلکہ ولد الزنا تھا جس
کے یہاں پیدا ہوا اس کی بجائے دو ستر کو اپنا باپ بتاتا تھا۔ بہت سے صحابہؓ
تا یہیں نے اس کے اس فعل پر نکیر بھی کیا۔ ان میں خود زیاد کے ماں شہر کی بھائی
حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
صحابی بھی ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے

لما ادعی زیاد لقیث
ابا بکر فقلت له
ما هذا الذي صنعت
انف سمعت سعد بن

جب زیاد کے بارے میں دعویٰ کیا گیا (کہ وہ
ابو سفیان کی اولاد ہے) تو میں (اس کے
ماں بجائے بھائی) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے آکر ملا اور ان سے کہا کہ تم لوگوں نے

ابی وقاص یقول سمع
أذنای من رسول الله
صلی الله تعالیٰ وسلم وهو یقول
من ادعی أبنائی الاسلام
غیر ابیہ یصلہ ائہ غیر
ایہ فالجنتہ علیہ
حرام۔ فقال أبو بکر
وانا سمعتہ من
رسول الله صلی الله تعالیٰ
علیہ وسلم

یہ کیا کیا (مطلب ان کے عقائد ان والوں سے تھا)
میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے دونوں
کانوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام میں جو شخص اپنے
باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بتائے حالانکہ اسے
معلوم ہے کہ اس کا باپ یہ نہیں ہے تو جنت
اس پر حرام ہے۔ یہ سنی کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ
عنہ نے فرماتے تھے کہ خود میں نے بھی آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس سے یزید کی مردم شناسی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم اپنے مظالم کا
نفاذ کرنے کے لئے کیسے کیسے بد شرشت لوگوں کا انتخاب کیا کرتا تھا، یزید کو تجربہ
ہو چکا تھا کہ اس کا خاص بچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مروان کے
ترغیب دلانے کے باوجود قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آمادہ نہ ہو سکا اس لیے
اس نے اس کام کو سر انجام دینے کے لیے اس شقی ازل ابن زیاد بد نہاد کا انتخاب
کیا اور آخر اس نے ایسا کر کے بتا دیا۔ علامہ بدر الدین عینی نے ابن زیاد کی ان ہی
حرکات ناشائستہ کے سبب مدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کو لعین کہا ہے
یزید کی مدینہ منورہ یرنوج کشی پھر یزید نے سلسلہ ہجری میں حرم نبوی پر فوج بھیج کر
مدینہ پاک کی حرمت کو جس طرح خاک میں ملایا اور اہل مدینہ پر جو ستم ڈھایا، وہ
تاریخ اسلام کا ایک الگ خوں چکان باب ہے، جس میں مدینہ طیبہ کے گلی کوہے
صحابہ کرام اور تابعین عظام کے غم سے نگین نظر آتے ہیں۔

شیخ الحدیث محدث و ملحق مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں :

و واقعہ حرہ از الشیخ شائع است اور حرہ کا واقعہ یزید کے زمانے کے بہت
کہ در زمان یزید واقع شدہ ۔ ہی بڑے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے
و قد ذکرناہ فی " تاریخ المدینۃ " جس کو ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا ہے
بیردنی مدینہ منورہ مشرقی جانب جو سنگستانی علاقہ ہے، جہاں بڑے
بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرہ کہلاتا ہے، اس کو حرہ و اقم بھی کہا جاتا ہے۔
واقم ایک شخص کا نام تھا جو زمانہ قدیم میں یہاں آکر رہا تھا، اسی مقام پر انھار مد
اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی تھی جو جنگ حرہ کہلاتی ہے۔

واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینہ میں
جو گر لھیاں ہیں ان پر تشریف لے گئے اور وہاں
ایک مقام بلند پر چڑھ کر آپ نے فرمایا : " کیا
تمہارے بھی وہ دکھائی دیتا ہے جو میں دیکھ رہا
ہوں ؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے
اترنے کی آگہیوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح
بارش کے مقامات نظر آیا کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فتنوں کے نزول کو بارش کے
نزول سے تشبیہ دی جس سے مراد فتنوں کا کثرت عام ہونا ہے، یہ پیشین گوئی
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جو کہ حرف بحرف پوری ہو کر رہی، چنانچہ حافظ
ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :-

لہ ج - ۱ ص ۲۰۶ طبع نول کشور کھٹو ۱۹۱۳ء لہ باب اطعام الدین

و قد ظہر مصداق
ذلک من قتل عثمان
وہم لم یجزوا ولا سیتا
یوم الحرۃ
چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہوا
اور پھر سلسلہ چلتا ہی رہا اور بالخصوص حرہ کا
واقعہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔

اس حدیث میں جوہ رویت کا ذکر ہے اس سے روایت علی بھی مراد ہو سکتی ہے
یعنی آپ کے علم میں ان فتنوں کا وقوع لایا گیا تھا اور رویت یعنی بھی کر یہ تمام فتنے
عالم مثال میں آپ کو دکھلا دیئے گئے ہوں۔ " فتنہ حرہ " سے کیسی تباہی مچی، اس کے
بارے میں حضرت سعید بن المسیب کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری میں منقول ہے۔

وقعت الفتنۃ الاولی یعنی پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ
مقتل عثمان فلہم یتقی عنہ کی شہادت، تو اس نے بدری صحابہ میں سے
من اصحاب بدر احدثا کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے)
ثم وقعت الفتنۃ الثانیۃ یعنی جنگ حرہ جب واقع ہوئی
تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی
کو باقی نہ چھوڑا۔

حرہ کے مظالم کی تفصیل اور امام داری اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں :

أخبرنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ " جنگ حرہ میں
سعید بن عبد العزیز قال لما کان أيام الحرۃ لم یؤذن فی
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شلاً ولا ولم یقم ولم یبج سعید
بن المسیب من المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بصوت
یسعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قبر مبارک سے وہ سنا کرتے تھے۔

لہ فتح الباری باب مذکور لہ ج - ۲ ص ۵۴۳ لہ باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبيه صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ۔

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصار مدینہ نے یزید کی بے خواری و بدکرداری کے سبب اس کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کے لئے حلال کر دینا۔ ان دنوں فوج کے لئے کھلی چھٹی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس ندرت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں چنانچہ جیسا کہ امام طبری نے بسند نقل کیا ہے۔

فقتل جماعۃ صبرا منهم
معتل بن سنان و محمد بن ابی
الجہم بن حذیفہ و یزید بن
عبد اللہ بن زعمہ و بایع الباقین
علی انہم خول لیزید
اور حافظ ابو بکر بن ابی نعیم رحمہ اللہ نے اس سے نقل کیا ہے :
ورقتل من قتل و بائع
مسلم اناس علی انہم خول
لیزید یحکم فی دمائہم و
اموالہم و اہلہم مما شاء
اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا جس میں حضرت معتل بن سنان، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زعمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں

اور جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل کر دیئے گئے تو مسلم نے لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں، ان کی جان و مال، بیوی بچوں کے بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے

اور امام طبرانی نے اپنی معجم میں بطریق محمد بن سعید بن رمانہ اس بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :

فلما کان من خلا فہم
علیہ ما کان فوجہ
فانباہا ثلاثا
لشہد عاہلہم
بیعة یزید و انہم
پھر جب مدینہ سے یزید کی جو مخالفت نکلا ہر ہوتی تھی ظاہر ہوتی تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف بھیجا اس نے ان کو تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا کہ فوج کے لئے اہل مدینہ پر ہر قسم کے ظلم و ستم کی گنجائی تھی پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کے لئے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے غلام ہیں

أعبد لہ قوت فی طاعة
اللہ و معصیتہ
ہیں اور اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم بجالانا ضروری ہے۔

اور امام طبرانی ہی نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہ روایت کیا ہے کہ :

فوجد یزید مسلم بن عقبہ
فی حبش اہل الشام و أمرہ
أن یبدأ بقتال اہل المدینہ
شہ یسیر الی ابن الزبیر
بمکہ۔ قال فدخل مسلم بن
عقبہ المدینہ و بہا بقایا من
الصحابۃ فاسروا فی القتل شہ
سار الی مکہ فبات فی بعض
الطریق
پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لئے مکہ معظمہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہاں بقیہ صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی اسس الصحابۃ فاسروا فی القتل شہ سار الی مکہ فبات فی بعض الطرق اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر راہ ہی میں اسس کو سبک چلنے لگا۔

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے "سمرق" یا "مجرم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں "حرہ واقم" کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں

"موالی میں سے ساڑھے تین ہزار، انصار میں سے چودہ سو اور بعض

سترہ سو جاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ کر دیے

گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال

لوٹے، اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا۔"

اور مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو میان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔
حرم کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری
پھر یزید کی ہدایت کے بموجب اس لشکر نے مکہ معظمہ

کارخ کیا اور وہاں جاکر حرم النبی کا محاصرہ کر لیا، مجرم غیبت تو راستہ ہی میں مر گیا تھا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر کے کوئی نے شکر کمان سنبھال لی تھی چنانچہ اسی کی زیر کمان مجنبت سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، مجرم نے ذی الحجہ ۱۳ھ میں مدینہ میں داخل ہو کر اس کو تباہ و تاراج کیا تھا۔ حصین بن نمیر نے سفر سلسلہ میں کعبہ شریف پر گولہ باری کی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی اور حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کے دو دونوں سیگ بھی جل کر خاکستر ہو گئے جو اب تک خانہ کعبہ میں محفوظ چلے آ رہے تھے یہی سب کے سینک تھے جو آپ کی قربانی کے فدیہ میں جنت سے لایا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یزید کو مزید مہلت نہ ملی اور وہ بھی اسی واقعہ کے کچھ دن بعد اسی سال ۱۵ ربیع الاول کو مر گیا۔

یزید کا انتخاب ام بد امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں باب باندھ ہے جس کے الفاظ میں: "باب اشعر من کاد اهل المدينة" یعنی جو شخص اہل مدینہ پر داؤ لگائے اس کے گناہ کا بیان۔ اور پھر اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یکید اهل المدينة أحد إلا جو شخص بھی اہل مدینہ پر داؤ چلائے معاذہ اسی طرح انما کما ینخ الملع فی الماء گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص دالی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں:

من أراد اهل المدينة بسوء جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے حق تعالیٰ اس کو اسی طرح گھلا کر اذابه الله كما یذوب الملع دکھ دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے فی الماء نہ

یہ یعقوب بن سفیان نسوی نے واقعہ حرہ کی تاریخ ذی قعدہ ۱۳ھ بیان کی ہے (فتح الباری) ۳۰ تاریخ الخلفاء از امام سیوطی، تذکرہ یزید بن معاویہ۔

حدیث قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

كما التقى شان من حاد بها جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (وشوکت) ختم ہو کر آتیا مر بنی امیہ مثل مسلم روٹی جنہوں نے بنو امیہ کے عہد حکومت میں اہل بیت سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے بن عقبہ فانتہ هلك فی پلٹے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اسی ہم پر اس کو منصرفه عنها ثم هلك بھیجئے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچے موت یزید بن معاویہ مرسله کے منہ میں چلا گیا۔ علی اثر ذلك

اور امام نسائی نے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے

من أخاف أهل المدينة جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوف اللہ سے ظالمًا لهم أخافه الله اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ كانت علیه لعنة الله کی لعنت ہوگی۔

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مضمون کی روایت آئی ہے:

خود فیصلہ کیجئے ہم نے یزید پیدا اور اس کے عمال بد اعمال کے اعمال بد کے سلسلہ میں صحیح بخاری کی احادیث میں جو کچھ آیا ہے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب ان احادیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے جتنی ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے یا اس کے اعمال بد پر نفی کرنا، واقعی اگر وہ غزوہ قسطنطنیہ میں شہید ہو جاتا تو یہ اس کی بڑی سعادت ہوتی، لیکن اس کی قسمت میں تو یہ شقاوت لکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اس وقت تک پورے نہ کرے جب تک کہ اس کے ہاتھوں عرصہ حرمین زاد ہا اللہ شر فاق و تعظیما کی حرمت پامال نہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین اور ان کا قتل عام نہ ہو اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سلسلہ شرح صحیح مسلم از امام نووی، ج ۱، ص ۴۱

کے خون سے اس کے ہاتھ رنگین نہ ہوں۔ سوچئے اور خوب سوچئے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا سختی ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار؟
 امام سیوطی اور علامہ تفتازانی | اسی لیے امام جلال الدین سیوطی جیسے محتاط بزرگ کا نیزید پر لعنت کرنا کے قلم سے تاریخ الخلفاء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں :

لعن اللہ قاتله وابن زياد | اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کیے اور معہ ویزید ایضا۔ اسی کے ساتھ ابن زیاد اور نیزید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تفتازانی "شرح عقائد نسفیہ" میں لکھتے ہیں والحق ان رمایا نیزید بقتل الحسين واستبشاره بذلك | اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر نیزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا واھانتہ اھل بیت النبى | اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا، ان تمام امور کی علیہ السلام مما تواتر | تفصیلات گو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے محتاہ وان كان تفاصیلها | لحاظ سے متواتر ہیں، اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد بل فی ایمانه لعنة الله عليه | نہیں، اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس سلسلے وعلی انصاره واعوانه | میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔

نامیبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء | اصل بات یہ ہے کہ جس طرح رافضی اپنے حساب عذاب سے بری ہیں۔ | انہ کو معصوم سمجھتے ہیں اسی طرح یہ نامیبی بھی

اپنے خلفاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روز قیامت حساب و کتاب سے بری ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، چنانچہ مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی نے "دول الاسلام" میں اموی خلیفہ نیزید بن عبد الملک بن مروان کے

تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب ستولی خلافت ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ عمر بن العزیز کی سیرت پر چلنا چاہئے اس پر چالیس شیوخ مملکت نے اس کے سامنے آکر یہ شہادت دی کہ :

ان الخلفاء لا حساب عليهم | خلفاء کا نہ حساب ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا ولا عذاب

حافظ ذہبی کا بیان ہے :

وطائفة من الجہال الثامین | شام کے جاہلوں کی ایک جماعت کا یہی معتقدون ذلك | ہے۔

نیزید بن عبد الملک کے بڑے بھائی ولید بن عبد الملک کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابراہیم بن ابی زرعہ سے روایت کیا ہے کہ ولید نے ان سے دریافت کیا :

أي حساب الخليفة؟ | کیا خلیفہ سے بھی قیامت کے دن حساب لیا جائیگا ابراہیم نے جواب دیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ مکرم ہیں یا حضرت داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت و خلافت دونوں عطا فرمانے کے بعد یہ امید سنائی ہے کہ :

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ لَّجُمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ | اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ کیا، سو تو لوگوں میں انصاف سے حکومت کر اور اپنے ہی کی خواہش پر نہ چل کہ وہ تجھ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دے، جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس بنا پر کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا۔

اور خود نیز یہ بھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی تصریح سابق میں گزری چونکہ مرجع کا عقیدہ رکھتا تھا اس لئے اس کا بھی یہی عقیدہ ہوگا
موجودہ نامی جو روافض کی تقلید میں اپنے منہ پر تقیہ کا نقاب ڈال کر الہست بنے ہوئے ہیں اور مساجد میں ان کی امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں چونکہ اپنے بزرگوں کے اس عقیدہ کا برملا اظہار نہیں کر سکتے اس لیے وہ طرح طرح کی البدع فریبوں کے ذریعہ اپنے منہ پر امام برحق اور خلیفہ راشد سیدنا یزید کے جنتی ہونے کی خود بھی شہادت دیتے اور دوسروں سے بھی شہادت دلوانا چاہتے ہیں لیکن کوئی سنی جس کو حق تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے ان کے قریب میں اگر جس طرح حضرات مشرہ و مشرہ اور سادات فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی مانتا ہے یزید کو کیسے جنتی کہہ سکتا ہے؟ کچھ پوچھتے تو اس بارے میں ناموسی رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے نکلے کیونکہ یہ یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیار امت ہیں، اہل سنت کے نزدیک نہ رافضیوں کا فلو اپنے ائمہ کے بارے میں صحیح ہے اور نہ ناخوشیوں کا۔ دونوں سراپا مستقیم سے ہٹ گئے ہیں، نہ ائمہ اثنا عشر معصوم ہیں نہ یزید کا شمار مجھے آدمیوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

دوسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے اگر یزید کا فریاد فاسق و فاجر اور شرابی اور زانی اور دشمن بن ہونا تو یہ حضرات اس کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے اور اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر و فسق نوازی اور فوج بردہ دینائی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت کی گئی۔ وہ کافر تھا اور نہ اس کے فسق کی اتنی شہرت تھی کہ سب کو اس کا حال معلوم ہوتا پھر ایک جماعت سماعت کا مذہب یہ تھا کہ سلطان اگر عدل کرے تو رعیت کو اس کا شک کر گزار دینا چاہیے اور ظلم کرے تو رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ ائمہ اراستہ اس کا کام نہیں اس میں سخت غور و غریزی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کی منتقلی میں کامیابی نہ ہو اور مزید ظلم و تشدد و بوجہ جائے چنانچہ شمس اللامہ سرخس نے "شرح سیر کبیرہ" میں فرماتے ہیں:

وعدن جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے عنہم قالوا: اذا عدل السلطان منقول ہے کہ انہوں نے منہ نہایا جب سلطان فعلی الرعية الشکر و للسلطان الاجر عدل کرے تو رعایا کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان و الاجار و فعلی الرعية الصبر کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا و علی السلطان الوزر صبر کرے اور سلطان پر اس کا گناہ ہوگا۔

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یزید کے درباری تو تھے نہیں، اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت و خلوت میں رہنے کا موقع ملا تھا جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے۔ چنانچہ علامہ شمس اللامہ سرخس نے ہی "شرح سیر کبیرہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ

وقد روی انه لما ولی یزید بن معاویہ قال ابن عمر ان ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: لیکن خیرا شکرنا وان لیکن بلاد صبرنا۔ فقرا قوله تعالیٰ: فان تسولوا فائسا علیہ ما حقیق و علیہ کفر ما حقیق (قرآن آیت ۲۴ س ۲۴) اور یہ بھی مرید ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اگر یہ بھلا ہوا تو ہم شکر کریں گے، اور اگر بلا ہوا تو ہم صبر سے کام لیں گے، پھر آپ نے یہ ارشاد باری نقل فرمایا (پھر اگر تم نے منہ پھیرا تو اس کے ذمے ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا۔ اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا)

کفر و فسق کی سب پرستی توجہ ہوتی کہ جب یہ صحابہؓ بڑے کے ساتھ اس کی بڑی حرکات میں شریک ہوتے۔ "خلیفہ فاسق" کا حکم یہی ہے کہ اگر کسی طاعت کا حکم دے تو اس کی اطاعت کی جائے اور منیعت کا حکم دے تو اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو ہدایت فرمائی تھی وہ "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" میں باقی الفاظ

وَعَنْ كَعْبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَعِيذُكَ بِاللَّهِ مِنْ أَمَارَةِ السُّفْهَاءِ قَالَ وَمَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَمْرٌ أَدْرِي كَوْنُهُ مِنْ بَعْدِي مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَضْةٌ قَهْمٌ بَكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ بِي وَاسْتُ ظِلْمُهُمْ وَلَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَصْطَفْهُمْ بَكَذِبًا وَلَمْ يَعْصِهِمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَادْنُكْ مِنْي وَأَنَا مِنْهُمْ وَادْنُكْ يَرُدُّونَ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ لَهُ سُوْرُهُ لَوْ كُنْتُ مِيرَةً هِيَ أَوْ مِثْلُهَا كَانَتْ لِي يَدُورُ فِيهَا لَوْ كُنْتُ مِيرَةً هِيَ أَوْ مِثْلُهَا كَانَتْ لِي يَدُورُ فِيهَا لَوْ كُنْتُ مِيرَةً هِيَ أَوْ مِثْلُهَا كَانَتْ لِي يَدُورُ فِيهَا

حق میں مقبول ہوئی۔ چنانچہ ان کا انتقال یزید کی امّت سے پہلے ہی منہ کے بعد ہو گیا تھا اور حسن انی داؤدؑ میں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الجہاد واجب
علیکم مع کل امیر برّاً کان او
فاجرًا وان عمل الکبائر والصلوة
واجبة علیکم خلف کل مسلم
برّاً کان او فاجرًا وان عمل الکبائر
والصلوة واجبة علی کل مسلم
برّاً کان او فاجرًا وان عمل
الکبائر علیہ

یہ شبہ را نفیوں کے مشبہ کی طرح ہے | یہ بالکل اسی طرح کا شبہ ہے جیسے کہ
روافض کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چونکہ صحابہ ناراض تھے،
اس لئے کسی صحابی نے بھی ان کی طرف سے کوئی دفتار کیا بلکہ سب صحابہ مسیحی بنو یا ہیں
اس شخص کے پیچھے کہ جو ان باغیوں کا سرغنہ تھا اور اس وقت میں جمعہ و جماعت کا امام بن
گیا تھا بڑے اہتمام سے نمازیں پڑھتے رہے حالانکہ اس کے پیچھے نماز کا ادا کرنا خود سطر
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سرنام کے بموجب تھا جو ”صحیح بخاری“ میں ہے۔

و عن عبید اللہ بن عدی
بن الحیار أنہ دخل علی
عثمان وهو محصور فقال

عبید اللہ بن عدی بن الحیار سے (جن کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت بھی تھی) مروی ہے کہ انہوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محاصرے میں پایا تو فرمایا:

قتل الذباب وقد قتلوا ابن
بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقال النبي صلى الله عليه وسلم
ہمارا بھائی من الدنیا

یاد رہے کہ یزید کا برادر عم زاد عبید اللہ بن زیاد (اگر زیاد کو واقعی بوسنیہ
کا بیٹا تسلیم کیا جائے) یزید کی طرف سے کوڑا کا گورز تھا، اسی کے حکم سے عمر بن سعد
چار ہزار کالاش کپڑے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا
اور اسی عراقی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ابن زیاد
بد نہاد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی
کی تھی اس پر حضرت انس و حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جس طرح اس
پر اظہارِ ناراضگی کیا تھا وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

اور حافظ ابن کثیر نے دارقطنی کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے جو روایت اس سلسلے میں نقل کی ہے، وہ درج ذیل ہے :

عن محمد وعبد الرحمن ابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جابر بن عبد اللہ قتالا کے دونوں بیٹوں محمد وعبد الرحمن کا بیان
خرجنا مع ابینا یوم الحرة ہے کہ حرہ کے دن ہم اپنے ابا کے ساتھ باہر
وقد صفت بصره فقال تلے اس وقت آپ کی بینائی زائل ہو چکی تھی
نفس من أخاف رسول الله آپ نے فرمایا: برباد ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا؟
یا أبت وهل أحد یخیف ہم نے عرض کیا ابا جان! کوئی رسول اللہ
رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرا سکتا ہے؟

۱۔ صحیح بخاری ۵/ ۵۳۰ من قب الحسن والحسين۔

۲۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ شہداء اور بلا پافتراء۔

قتال سمعت رسول الله فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے اس قبیلہ انصاریہ
من أخاف أهل هذا کو ڈرایا اس نے میرے ان دونوں پہلوؤں کو دریا
الحق من الاضرار فقد جو چیز (یعنی قلب نبوی) اس کو ڈرایا ہے" اور جس
أخاف ما بین هذین و وقت آپ کی زبان مبارک سے ارشاد ہو رہا تھا آپ اپنے
وضع یدہ علی جنبیہ۔ دونوں پہلوؤں پر تھم رکھے ہوئے تھے

پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کی بیعت کے باوجود جن کا استغاثی نے نام لیا
سے یزیدی لشکر نے حرہ کی جنگ میں اسی بزرگوں کی جگہ کے ٹکڑوں کو قتل کرنے سے ذرا
بھی دریغ نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی تھی، اور پھر جب یزید
تحت حکومت پر بیٹھا، تب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سب سے اخیر میں بیعت
کی تھی۔

غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں،
جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے
خلاف لڑے (رضی اللہ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم و ستم پر روکتے
توکتے، جیسے (۱) حضرت عبد اللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت
عبد الرحمن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبد اللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت
سحق بن یسار رضی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت علی بن
ابن مخنف (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو بزرہ اسلمی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔ کوئی صحابی نہیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا
نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

۱۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۳

۲۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۸

اور یہ ہوتا بھی کس طرح جب کہ یزید کے عہدِ مخومت مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق تھا

بر بزرگان زمانہ شدہ خردان سالار
بر میان جهان گشتہ لثیمان ہستہ

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

تیسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے، یہ ہے کہ "حضرت محمد بن حنفیہ نے نہ صرف یزید کی بیعت کی بلکہ اس پر عائد کردہ الزامات کی پر زور تردید بھی کی اور "مستغنی" کا غلط حوالہ مستغنی نے اس سلسلہ میں "السبایہ والنہایہ" کا حوالہ "مستغنی ص ۲۸۸" سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ "مستغنی" حافظہ ہی کی تفسیہ ہے جن کی وفات ۲۸۸ھ میں ہوئی ہے اور "السبایہ والنہایہ" ان کے شاگرد حافظ ابن کثیر کی۔ اور ان کا سنہ وفات ۷۴۷ھ ہے پھر لطف یہ ہے کہ "مستغنی" میں خود اس کے خلاف صاف تصریح ہے کہ :

لم نعتقد انه من الخلفاء الراشدين كما قاله بعض الجهلة من الاكراد۔
ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ یزید خلفاء راشدین میں سے تھا جیسا کہ بعض جاہل گروہوں کا عقیدہ ہے۔

ونحن نقول خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم تو اس کے فائل ہیں کہ خلافت نبوت کی مدت تیس سال ہی رہی پھر بادشاہی ہو گئی، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

یزید کان ملک وقتہ وصاحب السیف كما مثاله من المروانية والعباسية۔
یزید بھی مروانیوں اور عباسیوں کی طرح اپنے وقت میں ایک صاحب شمشیر (وعلم) بادشاہ تھا۔

یا در ہے کہ حافظ ذہبی، یزید کو قطعاً اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ اور وہ خود ان الزامات کو اپنی قصائیف میں اس پر عائد کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ان کی تصریحات آگے موقع بہ موقع آ رہی ہیں۔

ائمہ مسلمین میں کسی کا عقیدہ نہیں کہ یزید عاقل تھا اور اللہ کا مطیع لکھا ہے کہ :

وكان ذلك كونه عادلاً في كل امور مطيعاً لله في جميع افعاله ليس هذا اعتقاد أحد من ائمة المسلمين۔
اور اسی طرح یزید کا تمام معاملات میں عادل ہونا، اور اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا۔ بھی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا اعتقاد نہیں ہے، اور اسی طرح یہ بات کہ یزید کی اطاعت اس کے حکم میں واجب تھی خواہ کمان معصیۃ للہ تعلق لیں ہو اعتقاد احد من ائمة المسلمين۔

طرح مستغنی کے محشی محمد بن خلیب نے (جو کہ چنانہاں بھی ہے) اس افشاء کو "السبایہ والنہایہ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے جس کی تردید محدث حرم محمد عربی تباری نے "افادۃ الاختیار بمرآۃ الابواب" میں بڑی تفصیل سے کی ہے۔

حافظ ابن کثیر کی تصریحات یزید کے فسق کے بارے میں اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن کثیر بلکہ متعدد دیگر یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً :

(۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ :

کان یزید فی حدائقہ صاحب شراب یاخذ مأخذ الاحداث۔
یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی۔

(۲) اور دوسری مگر لکھتے ہیں :

وكان فيه ايضا اقبال على الشهوات
وترك بعض الصلوة في بعض
الافاق واماتتها في غالب
الافاق وقد قال الامام احمد
بخانجه امام احمد بن حنبل
رضي الله تعالى عنه في رواية
روى عن النبي صلى الله عليه وسلم
سنة ثمان مائة سنة بعد
ان سمع ابا سعيد الخدري يقول
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول يكون خلف من بعد ستين
سنة اضعوا الصلوة واتبعوا
المفهوم فتسوي يلقون عتالا
(الحديث)

(۳) اور پھر وہ حدیثیں ذکر کر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے :

لکھتے ہیں :

قلت: يزيد بن معاوية اكثر ما
نعم عليه في علمه شرب الخمر واتباع
بعض الفواحش.

یاد رہے یہ سب الزامات وہ ہیں جو صحابہ نے اس پر عائد کئے تھے۔
حافظ ابن کثیر نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے اب ظاہر ہے کہ
جب حافظ ابن کثیر خود محمد بن یزید کی اس روایت پر اکتفا نہیں کرتے اور جاہل اس کے
خلان اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں تو پھر ابن حنفیہ کی نسبت اس قول کی صحیح معلوم
اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن سے محمد بن حنفیہ کا یہ مکالمہ برأت یزید کے
بارے میں نقل کیا جاتا ہے) دونوں صحابی ہیں اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے
تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی
اور ابن حنفیہ جو کہ صحابی نہیں ہیں ان کی بات بھی نکلی یہ بات مستغنی کا ذہن تو قبول
کر سکتا ہے لیکن نام مسلمان کا نہیں۔

اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں | پھر یہ بھی واضح رہے کہ اس افسانے کا
ذکر صرف تاریخ ابن کثیر میں ملتا ہے اور انہوں نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی
کہ اس پر کوئی علمی بحث کی جاسکے۔ اس افسانہ کو نہ امام ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے
نہ حافظ ابن الاثیر جزیری نے اور نہ کسی اور معتبر مؤرخ نے۔ لہذا پہلے محمد بن حنفیہ سے
اس مکالمہ کو بسند صحیح ثابت کیا جائے۔ پھر شبہ ظاہر کیا جائے اور بالآخر اس
افسانہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یزید کے بارے میں ابن حنفیہ کی تعدیل متانت
تابعین کبار کی جرح کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی صحابہ کی جرح کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ
اصول حدیث کا مستفاد قاعدہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ پھر صحابہ کی جرح
کے مقابلہ میں ابن حنفیہ کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

قن رجال کا متفقہ فیصلہ، یزید اس کا اہل نہیں | یاد رہے تاریخ وفن رجال کی
کہ اس کی روایت قبول کی جائے ! تمام کتابوں کا متفقہ فیصلہ ہے
کہ یزید کی عدالت مجروح و مقدور ہے اور وہ اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت
قبول کی جائے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی "تقریب التہذیب" میں فرماتے ہیں
یزید بن معاویہ بن ابی سفیان
الخامس ابو خالد ولی الخلافة
سنة ستين ومات سنة أربع و
ماتین و لم یکن الاربعین، ایس باہل
ان یروی عنہ

اب ظاہر ہے کہ محمد بن حنفیہ کی طرف اگر اس قول کا انتساب صحیح ہو تو یا کسی بھی صحابی و تابعی سے یزید کی ثنا و صفت منقول ہوئی اور وہ محدثین و ائمہ رجال کے نزدیک عادل ہوتا تو فن رجال کا یہ فیصلہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا جو حافظ ابن حجر مستقلانی نے نقل کیا ہے

چوتھا شبہ اور اس کا جواب

چوتھا شبہ جو مستفی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو یزید کو ان کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا اور اس کی بیعت اطاعت کا حکم دیا۔ اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کا فسق تو اتر سے ثابت ہے اس لیے اس کے صالح ہونے کا ذکر اگر کسی روایت میں آئے تو وہ روایت شاذ ناقابل قبول ہوگی، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے "الاغانی" میں اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے

ان ابن عباس أتاہ نفع معاویة و ولایة یزید و هو یحیی أصحابہ و یأکل معہم و یتدرع إلی ذیہ لقمة فألقاها و أطرق ہنیئة ثم قال جبل تدکدک ثم مال بجمیعہ فی البحر و اشتملت علیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر مرگ اور یزید کے حاکم بننے کی اطلاع پہنچی تو وہ اپنے اصحاب کو شام کا کھانا کھلا رہے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ کھا رہے تھے۔ اس وقت آپ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ آپ نے لقمہ رکھ دیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے پھر فراموش ہو گئے کہ ایک پہاڑ تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر سارے کاسا را سندھ میں چلا گیا

البحر فله ذر ابن ہند ما کان أجمل و جہمہ و اکثر م خلقة و اعظم حلمہ فقطع علیہ الکلام رجل و قال أقتول ہذا فیہ فقال: و یحکما إناک لا تدوی من مضی عنک و من بقی علیک و ستعلم شمر قطع الکلام

اور اس کے کئی سمندر بن گئے بلکہ ابن ہند (معاویہ) کے کیا کہنے، اس کا چہرہ کتنا پیارا اس کا اخلاق کتنا..... غمزدہ اور اس کا حلم کتنا زیادہ تھا۔ اس پر ایک شخص ان کی بات کاٹ کر کہنے لگا آپ مجھ کی بارے میں ایسا کہتے ہیں، فرمایا تجھ پر افسوس ہے تجھے پتہ ہی نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھے مسئلہ ہونے کے لیے کون باقی رہ گیا، سو اب تجھے معلوم ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر اپنے گھٹنگر ختم کر دی۔

اور مستفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کے لیے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک "الامامة والسیاسة" کا دوسرا "بلاذری" کا "الامامة والسیاسة" قابل استناد نہیں | "الامامة والسیاسة" قابل استناد کتاب نہیں معلوم نہیں اس کا مصنف کون ہے مشہور ادیب ابن قتیبہ کی طرف اس کی نسبت جعلی ہے۔

بلاذری کی سند صحیح نہیں | رہا بلاذری تو اس کی سند میں صحت معلوم نہیں ہوتی ایسی روایت ہر حال میں مردود ہے اور اگر کسی کو اس کی محبت پر اصرار ہو تو سند پیش کر کے اس کی صحت کا ثبوت دے جو خود مؤرخ بلاذری کی "انساب الخیران"

شہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقع پر جو رائے ظاہر کی ہے آئندہ ہونے والے واقعات اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ تقریباً چودہ پندرہ سال تک پھر اموی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہو سکا اور اسلامی دنیا اس عرصہ میں خانہ جنگی میں مبتلا رہی۔

میں یزید کا تذکرہ اس کے فسق و فجور کے ذکر سے پُر ہے تاہم اس میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر یہودیوں نے منکرانہ میں رد و ثلیم سے اس کتاب کو شائع کیا تھا اور انہی یہودیوں کی انباء میں محمود احمد عباسی جیسے ملحدین نے مسلمانوں میں انتشار و فتنہ پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی۔

بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس اور بالفرض تھوڑی دیر کے لیے کی آخری رائے کا اعتبار ہو گا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کے بارے میں یہی اظہار خیال فرمایا تھا جو اس روایت میں مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی زندہ تھے اور وہ سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا اس لیے ممکن ہے نظر بظاہر آپسے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتہائی کے معا بعد اس کے بارے میں ایسا اظہار خیال فرمایا ہو۔ بعد کو جب اس کا فسق عالم آشکارا ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے اس کے ظلم و عدوان پر جہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود یزید کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا اصل اعتبار اس کا ہو گا۔

یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت [چنانچہ یزید کے نام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خط و کتابت جو کتب تواریخ میں درج ہے وہ دیکھ لی جائے۔

اس سے سب حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظروں میں یزید کا کتنا احترام تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیعت خلافت کی دعوت دی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس انکار سے یزید تبھکا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیعت سے انکار کیا؟

اس بات پر خوش ہو کر اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو خط لکھا ہے وہ یہ ہے:

یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام

اما بعد : فقد بلغنی انت الملاح ابن الزبیر
الملاح ابن الزبیر دعاک الی بیعتہ وانک لعقمت
ہماری وفاداری میں ہماری بیعت پرستقیم ہیں
اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر
جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا
کرتا ہے کہ جو سلاہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر
قائم رہتے ہیں سواب میں کچھ بھی بھولوں پر آپ
کے اس احسان کو نہیں بھولوں گا اور نہ آپ کی
خدمت میں فوراً ایسے صلے کی روانگی کو جو آپ کے
شایان شان ہو اب آپ ذرا اتنا خیال اور
دکھیں کہ جو بھی بیرونی آدمی آپ کی خدمت میں گئے
اور ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے اسے متاثر
کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے اسے آگاہ
فرمائیں کیونکہ اس حرم کعبہ کی حرمت کے مٹاؤ
کرنے والے کی نسبت لوگ آپ کی زیادہ سننے
للمحصل بلہ اور زیادہ مانتے ہیں

حضرت ابن عباس کا برزخانی لہر یزید کے نام

سلاہ ابن زبیر مراد ہیں کہ یزید کی بیعت نہ کرنے کے سبب یزید خاک بد میں گستاخ ان کو
ملاح اور حرمت کعبہ کو ختم کرنے والا کہتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو جو سرزنش نامہ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے :
 أما بعد : فقد جاءني كتابك : تمہارا خط مجھے ملا میں نے جو ابن زبیر
 فأما تركيبيعة ابن الزبير سے بیعت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ میں میں تم
 فواللہ ما ارجو بذاک برك سے حسن سلوک اور تمہاری شنا وصفت کا خواہاں
 ولا جردك ولكن الله بالذی نہیں ، بلکہ جس نیت سے میں نے ایسا کیا ہے وہ
 أنوی علیہم وزعمت انك اللہ تعالیٰ لا خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم
 لست بناس بزي فاحبس ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے
 أجمعها الانسان برك عني فانی تو اے انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس
 حابس عنك بزي وسألت اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا
 أن أحبب الناس إليك و رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے
 أبغضهم وأخذ لهم کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا
 لابن الزبير فلا ولا سرور ولا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت ڈاؤں اور
 كرامة كبيت وقد قلت ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں سو
 حيناً وفتیان عبد المطلب ایسا بالکل نہیں ہو سکتا ، نہ تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے
 مصايح الهدى ونجوم اور نہ تمہارا اعزاز ، اور یہ سو بھی کسی طرح سکتا
 الاعلام غادرتم خيولك ہے حالانکہ تم نے حسین کو اور ان جو انان المطلب
 بأمرك في صعيد واحد کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں
 موملين بالدماء ملوین سارے تھے ، تمہارے سواروں نے تمہارے حکم
 بأمراد مقتولين بالنظام سے ان لوگوں کو آغوشہ بخون ایک کھیلے میدان میں
 لا مكفنين ولا موملين اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا

سلا یا در ہم اکامل لابن ابیہ کے مطبوعہ نسخہ میں یہاں "مومدين" کے بجائے "مومدين"

اور "تنتا بهم" کی جگہ "ینشا بهم" اور "عوج العنباع" کی بجائے "عوج البطاح"

غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح "جمع الزوائد" سے کر دی ہے

تنتا علیہم الرياح تنف علیہم الرياح
 وتنتا بهم عوج العنباع وتنتا بهم عوج العنباع
 حتى أتاح الله بقوم حتى أتاح الله بقوم
 لم يشركوا في دماهم لم يشركوا في دماهم
 كفنوههم واجنوههم كفنوههم واجنوههم
 وبرقي بهم تعذرت وبرقي بهم تعذرت
 وجلبت مجلبك الذي وجلبت مجلبك الذي
 جلست فما أنسى من جلست فما أنسى من
 المشياد فليست يناسي المشياد فليست يناسي
 أطرادك حبينا من حرم أطرادك حبينا من حرم
 رسول الله صلى الله وسلم رسول الله صلى الله وسلم
 إلى حرم الله وتيسيرك إلى حرم الله وتيسيرك
 الخيول إليه فما زلت الخيول إليه فما زلت
 بذاك حتى أشتخته بذاك حتى أشتخته
 إلى الملاق فخرج خافنا إلى الملاق فخرج خافنا
 بيزرب فنزلت به بيزرب فنزلت به
 خيلك عداوة منك خيلك عداوة منك
 لله ورسوله ولأهل بيته لله ورسوله ولأهل بيته
 الذين أذهب الله عنهم الذين أذهب الله عنهم
 الرجس وطهرهم تطهيرا الرجس وطهرهم تطهيرا
 فطلب اليكم المراجعة فطلب اليكم المراجعة
 وسألكم الرجعة وسألكم الرجعة
 فاعثمتكم قلة أنصاره فاعثمتكم قلة أنصاره

وہ چھینا جا چکا تھا ، پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بقیہ کھنے کے سہارا پڑا رہنے دیا گیا ،
 ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے کجوباری
 باری سے ان کی لاشوں پر کتے چلتے رہے تاکہ
 حق تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ
 ان کے خون سے رنگین نہ تھے ، ان لوگوں نے آکر
 ان کو کفن دیا اور دفن کیا حالانکہ نجد ان ہی کے طفیل تھی یہ
 عزت ملی ہے اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا
 جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے ، اب میں خواہ سب چیزیں
 فراموش کر دوں ، پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا
 کہ تو نے بھی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے حرم سے حرم الہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے
 سواروں کو براہران کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل
 لگا رہا تاکہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا
 چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت میں نکلے کہ ان کو دھرمکا
 لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو جالیا۔
 یہ سب کچھ تو نے خدا ، رسول اور ان اہل بیت کی
 عداوت میں کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست
 دور کر کے ان کو خوب پاک و صاف کر دیا تھا۔
 حسینؑ نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش
 کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی
 مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و
 مددگار ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال کیا

واستیصال اهل بیتہ و
تعاونت علیہ کانکم
قتلت اهل بیت من الشوک
والکفر فلاشی عجیب عندی
من الملکت و ذی
وقد قتلت ولد ابی و سیفک
یقطر من دمی و انت احد
شاری ولا یجیبک انت
نظرت بنا الیوم فلنظرت
بک یوماً و التکلام

جاسکتا ہے، موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلا
یام تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا
تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو
پس میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا
عجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے،
حالانکہ تو میرے دادلے خاندان کو قتل کر چکا ہے
اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے، اب تو تو
میرے انتقام کا بدلتا، اور اس خیال میں نہ رہنا کہ
آج تو نے ہم پر فتح پالی ہے ہم بھی کسی کسی دن تجھ
پر فتح پا کر رہیں گے بلکہ والسلام

یزید کا یہ خط اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ جواب، مؤرخ
بلاذری نے بھی "انساب الاشراف" (ج ۳ ص ۱۸-۱۹ طبع بیروت ۱۳۸۱ھ) میں نقل
کیا ہے۔ لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق
میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

پانچواں شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر بن العربیؒ
نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے "کتاب الزہد"
میں امیر یزید کا ذکر زلم و صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرہ میں ذکر کیا ہے
جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

لے کامل ابی اثیر ج ۱ ص ۵۱/۵۰

سنہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت کی یہ ہمیشہ گونگی پوری ہو کر رہی اور مایوسیوں کے
ہاتھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

اس کا جواب

ابن العربی کی رائے | یہ صحیح ہے کہ حافظ ابوبکر بن العربی، امام غزالی کے
غزالی کے بارے میں | شاگرد تھے لیکن خود ان کے دل میں استاد کی جو
قدر تھی وہ بھی کٹھن لیجئے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے انہما یہ "میں ششہ ہجری کے و فیات کا
ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومن توفي فيها من الاعيان | اور اس سنہ میں جن بڑے لوگوں کا انتقال
الفقيه ابو بكر بن العربي | ہوا ان میں فقیہ ابوبکر بن العربی ماسکی
الماسکی شارح الترمذی | شارح ترمذی بھی ہیں۔ یہ فقیہ عالم
كان فقيها عالما وزاهدا | اور زاهد و عابد تھے۔ انہوں نے حدیث
عابداً وسمع الحديث بعد | کا سماع فقہ میں مشغول ہونے کے بعد
اشتغاله في الفقه وصحب | کیا تھا۔ غزالی کی صحبت میں رہے ان سے
الغزالي و اخذ عنه و | علم بھی حاصل کیا اور غزالی کو فلاسفہ کی
كان يشبهه برأى الفلاسفة | رائے سے بھی متہم کیا کرتے تھے کہہ کرتے
و يقول دخل في اجواءهم | تھے کہ فلسفہ ان لوگوں کے بیٹوں میں ایسا
فلم يخرج منها | گھسا کہ پھر نکلا ہی نہیں۔

ابن العربی کا فتویٰ کہ | بجا ہے بقول شاگرد، استاد تو فلسفہ کے چکر سے
حسین کا قتل جائز تھا | ساری عمر نہ بھل سکے۔ مگر خود بدولت کو آخر کیا ہو گیا تھا
کہ یزید جیسا شقی تو آپ کو اولیاء کبار کی صف میں نظر آیا اور ریحانۃ الرسول،
سیدہ شہاب الحسنۃ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نظر میں ایسے
محرم ٹھہرے کہ جناب نے جھٹ سے یہ فتویٰ صادر نہ فرمایا کہ :

قتل الحسين بشوع حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق
حبہ ۱۰ قتل کر ڈالا گیا۔

تازم برین فطانت سمجھ بوجھ ہو تو ایسی ہو۔ غالی ناصبیوں کا بھی یہی
عتیدہ ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ منہاج السنہ میں لکھتے ہیں :
غلوا الناصبية الذین ناصبیوں کا غلو ہے جو یہ زعم کرتے ہیں
یرتکبون ان الحسین کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ
کان خارجیاً وانہ کان وقت کے خلاف خروج کیا اور (اس لیے)
يجوز قتله ان کو قتل کرنا جائز تھا۔
قاصی البوکر بن العربی ناصبی ہیں چنانچہ اسی لیے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
”فتاویٰ عزیزی“ میں لکھتے ہیں :

نواصب فرقہ جدا است، ورتے نواصب فرقہ جدا ہے
خوارج در مغرب و شام بیار یہ مغرب اور شام میں بہت تھے۔
بودہ اند، و متوکل عباسی و وزیر خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر
و علی بن جہم نیز از جملہ نواصب است علی بن جہم بھی نواصب ہیں تھے خوارج ان
خوارج جمیع متعالمین را از ضمایہ تمام صحابہ کرام کو جن میں باہم جنگ
ہوئی یعنی حضرت طلحہ، حضرت زبیر،
امیر المؤمنین علی مرتضیٰ، حضرت معاویہ اور
حضرت عمر بن العاص (رضی اللہ عنہم)
ان سب کو کا فر جاتے ہیں اور نواصب
نے صرف امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
وہرہ و ذریت ظاہرہ او شاعر خد

۱۰ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ”مقدمہ ابن خلدون“ ص ۵۲۔ طبع مطبعہ برہم
”القواصم من القواصم“ از ابن العربی ص ۲۳۲ طبع قاہرہ ۱۳۳۵ھ

۱۱ ص ۲۵۶۔ طبع امیرہ مصر ۱۳۲۱ھ

دارند و از دست آخرین حافظ مغربی اور ان کی فہرست ظاہرہ کی عداوت کو اپنا شعار
نیز ناصبی است ۱۱ بنایا ہے۔ متاخرین میں حافظ مغربی (ابوبکر بن العربی)
بھی ناصبی ہے۔

کتاب الزہد میں جن صاحب کا تذکرہ ہے اسی ناصیت کی شامت سے شاید
وہ امیر یزید نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں قاصی جی کو دہم ہو گیا اور انہوں نے
”کتاب الزہد“ میں یزید بن معاویہ کا نام دیکھتے ہی اس کو اپنا مدح امیر
یزید سمجھ لیا، یہ امیر یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ یزید بن معاویہ نخعی
کوئی ہیں جو مشہور عابد و زاہد گزرے ہیں ان کا تذکرہ ”تہذیب التہذیب“ وغیرہ
کتب رجال میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے حافظ مال الدین
مرتضیٰ کی ”تہذیب الکمال“ سے ان کا پورا ترجمہ نقل کیے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے
وہ لکھتے ہیں :

یزید بن معاویۃ النخعی یزید بن معاویہ نخعی کوئی، ابوبکر بن ابی خنیس نے
الکوفی ذکر ابوبکر بن ابی خنیس ذکر کیا ہے کہ یہ اور عمرو بن عتبہ بن فرقہ اور ریح
انہ معدود فی العبادہ ہو و بن خنیم اور بہام بن الحارث اور مفضل شیبانی
عمرو بن عتبہ بن فرقہ و ریح اور جندب بن عبد اللہ اور کلیل بن زیاد نخعی
بن خنیم و ہام بن الحارث مفضل اور اویس قرنی ان سب کا شمار عابدوں میں
الشیبانی و جندب بن عبد اللہ ہے۔ اور عبد الرحمن بن یزید کوئی نخعی سے منقول
و کلیل بن زیاد النخعی و اویس ہے کہ فارس کی بہم پر ایک شکر میں ہم بھی روانہ
القرنی، و حکم بن عبد الرحمن ہوئے تھے اسی شکر میں علقمہ اور یزید بن ہلولہ
بن یزید النخعی قال خرجنا فی بھی تھے پھر یزید بن معاویہ اسی بہم میں شہید
جیش نحو فارس فیہ علقمہ و یزید ہو گئے۔ صحیح بخاری، کتاب الدعاء کے باب
بن معاویہ قتل یزید بن معاویہ الموظعہ سادہ بعد سادہ میں بروایت شقیق بن
لہ ذکر فی الدعاء من صحیح سلمہ مذکور ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود
البخاری فی ”باب الموصلة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہر آنے کے منظر تھے

ساعة بعد ساعة" في
حديث شقيق بن سلمة
قال: كنا ننتظر عبد الله
اذ جاء يزيد بن معاوية
فقلنا لا تجلس - الحديث
وذكره في التاميم و
ذكره ابن حبان في
كتاب الثقات وقال
قتل عازياً بفارس

کراسی اثنا میں یزید بن معاویہ بھی آگئے
ہم نے ان سے عرض کیا آپ تشریف
نہیں رکھیں گے؟ الخ
امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر
کیا ہے اور ابن حبان نے بھی "کتاب الثقات"
میں ان کا تذکرہ لکھا ہے۔ اور یہ بیان
کیا ہے کہ فارس میں جہاد کرتے ہوئے
شہید ہو گئے۔

اب یہ خدا ہی چاہے قاضی ابوبکر بن العربی کو اپنی خوش فہمی کی بدولت
یہ وہم ہوا ہے یا انہوں نے قصداً ہی مغالطہ دینے کے لیے لوگوں کا ذہن یزید بن
معاویہ کوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بجائے (جو طبقہ کبار تابعین میں بڑے عابد
وزاہد بزرگ گزرے ہیں) اپنے مدوح امیر یزید بن معاویہ کی طرف منتقل
کر دیا، تاکہ لوگ اس یزید علیہ کو بھی حضرت یزید کوئی نفعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح زہد و
عبادت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسرہ سمجھنے لگیں۔

ناصبیوں کا امام طبری کو رافضی بتانا | درحقیقت یہ ویسی ہی ناپاک جسارت
ہے جیسی کہ آج کل کے ناصبی حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں
کرتے ہیں جو مجتہدین اہل سنت میں بڑے نامور امام گزرے ہیں اور انہیں
صرف اس لیے رافضی بتاتے ہیں کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گزرا ہے
ان نامبھیوں کی یہ سعی نامحسوس صرف اس لیے ہے کہ امام طبری کی تاریخ "ناصبیت"
کا ساتھ نہیں دیتی۔

۱۔ اس کتاب کا عکس نسخہ "جامع علوم اسلامیہ" علامہ بنوری ٹاؤن میں موجود ہے۔

۲۔ ناصبیت کی طرف میلان کے سبب حافظ مغربی ابوبکر بن العربی اگرچہ تمام مروجہ اسلامی
۱۔ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

مطبوعہ کتاب الزہد اصل نہیں | تاریخ رہے کہ حال میں جو کتاب الزہد امام
اس کا انتخاب ہے۔ | احمد بن حنبل کے نام سے مطبع ام القرنی مکہ
سے شائع ہوئی ہے، وہ پوری کتاب نہیں بلکہ اس کا انتخاب ہے، پوری
کتاب جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "توسیل المنفعة" کے مقدمہ میں تصریح
کی ہے بڑی ضخیم کتاب ہے جو مسند احمد بن حنبل کی تقریباً ایک تہائی ہے۔
موجودہ نسخہ جو اصل کتاب کا انتخاب ہے اس میں "دونوں یزیدوں" کا تذکرہ
نہیں ہے۔ لہذا قاضی جی کی "العواصم" سے اس بارے میں استدلال کرنا
محض نادانی ہے۔

یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح | بہر حال حضرت امام احمد بن حنبل
کراس سے کوئی روایت نہ کی جائے | کی طرف اس خرافات کو مشرب
کرنا کہ "وہ یزید کو عابد وزاہد مانتے تھے" بہت بڑی جسارت ہے۔ حافظ ذہبی
نے "میزان الاعتدال" میں یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل
کیلئے کہ
لا ینبغی أن یروی عنه | اس سے روایت نہیں کرنا چاہیے۔
اور حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) سے نالاں ہیں۔ مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام
مورخین اسلام میں اگر ان کو کسی مورخ پر اعتماد ہے تو وہ صرف امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری
رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ العواصم من القواصم میں نہایت دل سوزی کے ساتھ ان کی
تاکید یہ ہے کہ ولا تسمعوا لمؤرخ کلاماً الا للطبری (ص ۲۸) طبری کے سوا کسی
مورخ کی کوئی بات نہ سنو۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ رافضیوں کے بارے میں حافظ ابوبکر بن العربی سے زیادہ
کون محسوس ہوگا۔ امام طبری کی تصانیف بالخصوص تاریخ میں اگر رافضی کی ترجمانی ہو تو وہ
اس راستے کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے۔

قیل له أ تكتب للحدث حضرت امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا
عن یزید بن معاویۃ یزید بن معاویہ نے حدیث آپ لکھیں گے
قال لا ولا کرامة فرمایا نہیں، اس کی کچھ وقت نہیں کیا یہی
أولیس هو الذی فعل شخص نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے
بأهل المدينة ما فعلہ ساتھ وہ ظلم کیا جو بیاں سے باہر ہے۔
حافظ ابن حجر نے "تجلیل المنفعة" میں امام احمد کی کتاب الزہد
اور ان کی "مسند" کے ان تمام ارجاع کا ذکر کیا ہے جن سے صحاح ستہ میں
روایتیں نہیں ہیں اس میں یزید بن معاویہ کے بارے میں یہ مذکور ہے
ولم یقع له فی المسند روایۃ مسند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں
وإنما له مجتہد ذکر۔ مسند اس کا ذکر آیا ہے

پھر فرماتے ہیں :

وقد وقع لیزید بن معاویۃ ذکر فی یزید بن معاویہ کا "صحیح بخاری" میں بھی
الصحيح وفي السنن ايضا وظفرت ذکر آیا ہے اور سنن میں بھی ظلم مجھے اس کی
له فی المسند لا فی داود بروایۃ ایک روایت مراسیل ابی داؤد میں ملی ہے
ذکرت له من أجلها تذکرۃ فی جس کی بنا پر میں نے "تہذیب التہذیب"
تہذیب التہذیب۔ میں اس کا ذکر کر لکھا ہے

اور اسی کے ساتھ ساتھ "تہذیب التہذیب" میں یہ بھی تصریح کر دی
ہے ولیست له روایۃ تعتمد (اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل
اعتماد ہو) واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تجلیل المنفعة" تہذیب التہذیب

سہ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۳۰۲ طبع ریاض۔

سہ ذکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے بلکہ سلسلہ کلام میں
کہیں اس کا ذکر آگیا ہے۔

اور سان المیزان "ان تینوں کتابوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی سان المیزان ہم سان المیزان سے یزید کا ترجمہ
سے یزید کا مکمل ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، فرماتے ہیں :

یزید بن معاویۃ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی اس
أب سفیان الاموی روی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور اس سے اس
عن أبیه . وعنه ابنہ کے بیٹے خالد اور عبدالملک بن مروان نے
خالد وعبد الملك بن اس کی عدالت مجروح ہے اور یہ اس کا اہل
مروان ، مقدوح فہدالت نہیں کہ اس کی کوئی روایت ملی جلتے۔ امام
ولیس بأهل أن یروی احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس سے روایت
عنه ، وقال احمد بن حنبل نہ کرنا چاہیے (یہاں ذہبی کی عبارت جو
لا ینبغی أن یروی "میزان الاعتدال" میں ہے تمام ہوئی)

استہی وقد وجدت له مجھے اس کی ایک روایت "مراسیل ابی داؤد"
روایۃ فی مراسیل ابی داؤد میں ملی، جس پر میں نے "انکس علی الاطراف"
ونہت علیہا فی انکس علی میں تنبیہ کر دی ہے۔ یزید کے حالات تاریخ
الاطراف "واخبارہ ابن عساکر میں تمام و کمال مذکور ہیں جس کا
مستوفاة فی "تاسیخ ابن عساکر" خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

ومخلصها أنه ولد فی خلافتہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا، اور اس
عثمان وقد أبطل من زعم نے غلطی کی جس نے یہ کہا کہ اس کی ولادت
أنه ولد فی عہد النبوی عہد نبوی میں ہوئی تھی۔ اس کی کنیت

وکنیتہ أبو خالد ولنا ابو خالد ہے۔ سنہ ہجری میں اپنے والد

مات أبوه یولیہ له بالخلافة کے انتقال پر اس سے بیعت خلافت

سنة ستین ، واعتنع من ہوئی، حضرت حسین بن علی، عبداللہ

بیعتہ الحسین بن علی و بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ
ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و عاذ بھرم مکتہ
فستوی عاتذ البیت و اما
ابن عمر رضی اللہ عنہما
فقال إذا اجتمع الناس
بایعت ثم بايع و أما الحسين
رضی اللہ عنہ فصار إلى
مكتة فوافق بیعتہ أهل
الکوفة فصار إلیهم بعد
أن أرسل ابن عتہ مسلم بن
عقیل لأخذ البیعة فظفر
به عبید اللہ بن زیاد
أمیرها فقتله و جهز
الجيش إلى الحسين فقتل فی
یوم عاشوراء سنة إحدى
و ستين ثم إن أهل المدينة
خلعوا یزید فی سنة
ثلاث و ستين فجهز إلیهم
مسلم بن عقبه المزی فی جیش خاف
فقاتلهم فھزمهم و قتل
منھم خلق كثير من الصحابة
و ابناءھم و سبق اکابر

عنہم نے اس سے بیعت نہ کی۔ اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حرم مکہ میں
پناہ گزیں ہو گئے اور اس بنا پر ان
کو عاتذ البیت کہا جانے لگا۔ اور
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کہ جب سب لوگ اس کی بیعت پر
مجمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا
بعد کو آپ نے بھی بیعت کرنی۔ رہے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ کے معطر شریف
لے گئے اور پھر اہل کوفہ کے بیعت کرنے پر آپ
ان کی طرف روانہ ہو گئے اس سے پہلے آپ
اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بیعت لینے کی
غرض سے بجانب کوفہ روانہ کر چکے تھے وہاں
امیر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کا ان پر قابو ہو گیا
اور اس نے ان کو قتل کر ڈالا اور حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خون بھیجی۔
چنانچہ آپ کو بروز عاشوراء سال ۶۱ھ کو قتل
کر دیا گیا اس کے بعد اہل مدینہ نے سال ۶۲ھ
میں یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے ان
لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلم بن عقبہ مزی
کی سرکردگی میں ایک بھاری لشکر روانہ کیا
جس نے اہل مدینہ سے جنگ کر کے ان کو ہزیمت
دی، اس جنگ میں صحابہ، اولاد صحابہ اور

التابعین و فضلا منھم و
استباحا ثلاثة ایتام
نھما و قتل شمر بايع
من یقو علی أنھم
عبید لیزید و من امتنع
قتل شمر فوجد إلى مكة
لحرب ابن الزبیر فمان
فی الطريق و عھد ال
الحصین بن ضمیر فصار
بالجیش إلى مكة فحاصر
ابن الزبیر و نصبوا
المنجیق علی الکعبة فھت
اسرکامھا شمر احترقت و فی
اشاء ذلک ورد الخبر بیعت
یزید شمر مات ابنہ
معاویہ بن یزید بعد قليل
وصفا الجوق لابن الزبیر
فندعنا إلى نفسه فبايعه
أهل الأفاق و اکثر أهل
الشام شمر خرج علیہ
مروان بن الحکم فکان ما
کان۔ قال أبو یعلی فی
”مسندہ“ حد ثنا حکم

اکابر تابعین میں سربراہ و درہ حضرات اور فضلاء
کی ایک کثیر خلقت قتل کر دی گئی، مسلم بن عقبہ
نے تین یتیموں تک مدینہ شریف کو لوٹ مارا اور قتل
و غارت کے لیے حلال کر دیا۔ پھر جو زندہ بچ
گئے ان سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے
غلام ہیں اور جس نے بھی بیعت سے انکار کیا
اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ اس کے بعد مسلم نے مکہ
محفظہ کا رخ کیا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے جنگ کی جائے مگر اسے راہ میں ہی موت
آلیا، مسلم نے حصین بن نمیر کو سالار لشکر کیا تھا
چنانچہ یہ لشکر لے کر مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا اس لشکر
نے مکہ کے مقابل منجیق نصب کر کے اس پر گولہ
باری شروع کر دی جس سے مکہ کی بنیادیں کمزور
ہو گئیں اور پھر اس میں آگ لگ گئی۔ اسی اشار
میں یزید کے مرنے کی خبر آئی اور پھر تھوڑی ہی مدت
میں اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بھی مر گیا۔ اب حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فضا مان
ہو چکی تھی چنانچہ آپ نے اپنے بیعت کی دعوت دی
اور تمام آفاق اور اہل شام کی اکثریت آپ سے
خلافت پر بیعت کر لی پھر مروان نے آپ کے خلاف
خروج کیا اور جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ امام ابو یعلیٰ
اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن

بن موسیٰ قال حدثنا
الولید عن الأوزاعي عن
مكة حول عن أبي عبيدة بن
الجراح رضي الله تعالى عنه قال:
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم: «لا يزال امرأتي
قائمة بالسوى حتى يكون
أول من يشكك رجل
من بني أمية يقال له
يزيد» وقال أبو زرعة
الدمشقي حدثنا أبو نعيم
حدثنا شيبان عن
ابن المنكدر قال لما
حيات بيعة يزيد قال
ابن عمر رضي الله عنهما
إن كان خيراً رضيانا و
إن كان بلائاً صبرنا وقال
ابن شوذب سمعت إبراهيم بن
أبي عبد يقول سمعت عمر بن
عبد العزيز يتم علي يزيد بن
معاوية. وقال يحيى بن
عبد الملك بن أبي عتبة

موسیٰ نے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں
کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث
نقل کی، اوزاعی، مکحول سے راوی ہیں اور
مکحول حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا، میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا
رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک
شخص جس کا نام یزید ہے سب سے پہلے
اس میں رخنہ ڈالے گا۔ ابو زرعة دمشقی
کہتے ہیں کہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا
کہ ہم سے شیبان نے ابن المنکدر سے
روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
یزید کی بیعت کی اطلاع آئی تو آپ نے
فرمایا اگر یزید بھلا ہوا تو ہم اسے
پسند کریں گے اور بلا ہوا تو صبر
کریں گے۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں
نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا وہ کہتے
تھے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو یزید پر رحم کھاتے ہوئے سنا
اور یحییٰ بن عبد الملك بن ابی عتبہ
کا بیان ہے کہ ہم سے نوفل بن ابی مقرر

حدثنا نوفل بن ابی مقرر
قال كنت عند عمر بن عبد العزيز
فذكر رجل يزيدي
معاوية فقال امير المؤمنين
يزيد. فقال له عمر
تقول امير المؤمنين؟
وامر به فضربه عشرين
سوطاً.
قال ابو بكر بن عياش: بايع
الناس له في رجب سنة
ستين ومات في ربيع الأول
سنة ثلاث وستين كذا
قال، والصواب في نصف
ربيع الأول سنة اربع و
كان سنه يوم مات ثمانياً
وثلاثين سنة بـ

نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی
خدمت میں حاضر تھا کہ کسی شخص کی زبان سے
یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے امیر المؤمنین
یزید کے الفاظ نکل گئے تو اس پر حضرت عمر
بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس کو
امیر المؤمنین کہتا ہے! اور پھر آپ نے
حکم دیا کہ اس کو بیس کھوڑے لگائے جائیں
چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔
ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ یزید سے
لوگوں نے رجب سنہ ستیہ ہجری میں بیعت
کی اور ربيع الاول سنہ ستیہ ہجری میں وہ
مرگیا، ان کا یہ بیان ہے۔ لیکن
صحیح یہ ہے کہ یزید ۱۵ ربيع الاول سنہ
ہجری کو مرا ہے جس دن اسے موت
آئی اس دن اس کی عمر اڑتیس سال
کی تھی

امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے | ظاہر ہے کہ اگر یزید کا ذکر امام احمد کی
”کتاب الزہد“ میں ہوتا تو حافظ ابن حجر عسقلانی جنہوں نے ”کتاب الزہد“ کے
تمام رجال پر کام کیا ہے یزید کے ترجمے میں اس کا ضرور ذکر کرتے یزید سے روایت

سہ اس نے یزید کو احتراماً ایسا کہا ہوگا اس لیے اس کو یہ سزا دی گئی کیونکہ ناسق کی
تفہیم اور اس کا احترام ملحوظ ہے۔

لسان المیزان ص ۲۹۳، ۲۹۴-۶ ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی
طبع حیدرآباد دکن (۱۱ ثنیاء) مکتبہ ہجری

سہ یعنی اس نے محمد بن ابی بکر پر اس پر ترس آتا تھا کہ خدا ہمارے اپنے اہل اہل بد کی پادشہ میں اس کا کیا

کے بارے میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے جو رائے ظاہر کی وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے اب وہ مستحق لعنت تھا یا نہیں اس کے بارے میں بھی امام ممدوح کی یہ نصیحت پڑھ لیجئے۔ حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :

قال صالح بن احمد بن حنبل صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے قلت لأبي إن قومًا يقولون: والد ماجد سے عرض کیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو انہم يحبون يزيد قال: یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت رکھتے ہیں، یا بنی: وهل يحب يزيد أحد یسں کر آپ نے فرمایا: بیٹے کوئی شخص بھی جو یؤمن بالله واليوم الآخر؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ میں نے پھر عرض کیا ابا جان! قلته: يا أبت فلماذا لا تلعه؟ قال يا بنی! ومتى بھر آپس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے، آپ نے رأيت أباك يلعن أحدًا یہ جواب دیا بیٹا! تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے ہوئے کب دیکھا ہے

اس روایت میں امام ممدوح نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے عمل کو بتلادیا کہ میں کسی پر لعنت نہیں کیا کرتا۔ مگر دوسری روایت میں جس کو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں نقل فرمایا ہے اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے۔ یہ روایت حسب ذیل ہے:

قال ابن الجوزي انه روى ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی القاضی أبو يعلى في كتابه "المعتمد في الاموال" میں بسند صالح "المعتمد في الاموال" بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں بسندہ عن صالح بن احمد نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ بن حنبل انه قال: قلت ابا جان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں لأبي يا أبت يزعم بعض الناس کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں

انا نحب يزيد بن معاوية آپ نے فرمایا: بیٹا! بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ فقال احمد: یا بنی هل یسوغ لمن یؤمن بالله أن یحب یزید و لعلہ لا یلعن رجل لعنه الله في كتابه؟ رحیل لعنہ اللہ فی کتابہ؟ قلت یا ابت! این لعن الله یزید فی کتابہ؟ قال: حیث قال: فهل عینکم ان تولىکم ان تلیدوا فی الارض ولتقطعوا أرحامکم أولئک الذین لعنهم الله فأصغتهم وأعصی أبصاؤهم

آپ نے فرمایا: بیٹا! بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یہ روا ہے کہ اس کے لیے کہ وہ یزید سے محبت رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا جہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے: "بھرتم سے یہ بھی تو قطع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں، ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے، پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔"

واضح رہے کہ علماء حنابلہ میں بہت سے اکابر ائمہ کا عمل بھی اسی قول پر ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر نے "السبایہ والنہایہ" (ص ۲۲۳ ج ۸) میں جہاں واقعہ حروہ کے سلسلہ میں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن میں یہ مضمون آتا ہے کہ "ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلم و خوف میں مبتلا کریں۔" وہاں ان کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

وقد استدل بهذا الحديث وقد استدل بهذا الحديث اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری وامثاله من ذهب إلى حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال الترخیص فی لعنة یزید بن کیلے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ معاویہ وھو رواۃ عن پر لعنت کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام احمد بن حنبل، اختیار ہوا احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت میں

الحلال وابوبکر عبد العزیز یہی واراد ہے اور اسی کو خلال، ابوبکر عبد العزیز
والقاسمی ابو یعلیٰ وابنہ قاضی ابو یعلیٰ اور ان کے صاحبزادے قاضی ابو یعلیٰ نے
القاسمی ابو الحسین وانتصر اقتدار فرمایا اور حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے
لذلك ابو الفرج ابن الجوزی ایک مستقل تصنیف اس بار میں لکھ کر اسی روایت کی
فی مصنف مفرد وجوز لعنتہ تائید کی ہے اور نیز پر لعنت کرنے کو ہائز فرمایا ہے۔

اب سوچیے امام احمد بن حنبل کی "کتاب الزہد" میں اگر اس خلیفہ فاسق
یزید بن معاویہ کا ذکر زیادہ عباد میں ہوتا تو اس سے ائمہ خایہ امام خلل
ابوبکر عبد العزیز، قاضی ابو یعلیٰ، ان کے فرزند قاضی ابوالحسن، حافظ ابو الجوزی
اور علامہ ابن تیمیہ جیسے اکابر ائمہ خایہ واقف ہوتے یا قاضی ابوبکر بن العربی ناصبی؟
قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو | قاضی ابن العربی کی اس حرکت پر ہمیں بے اختیار
وہ اشارہ یاد آگئے جو ان کی زبان میں غلط بن حراویب نے کچھ ہی فرطتے ہیں

یا اهل حصص ومن بها اوصیکم

بالبز والتقویٰ ومیة مشفق

اے حص کے رہنے والو اور جو بھی وہاں ہوں تم کو ایک مشفق کی طرح نیکی اور
تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

فخذوا عن العربی اسماء الذہبی

وخذوا الروایة عن امام مستقی

اس ابوبکر ابن العربی سے انسا نہائے شب تو سن لو! مگر حدیث کی روایت کسی
مستقی امام سے ہی کرو۔

ان الفنی حلوا الکلام مہذب

ان لہ یجد خیرا صحیحا یخلق

یہ نوجوان بڑا شیریں کلام اور بہذب ہے، اے اگر صحیح حدیث نہ ملے تو اپنی طرف
سے گڑبہ لیتا ہے۔

خلعت کو ان اشعار کے کہنے کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ اشبیلیہ (واقع اندلس)
میں نقباء کی ایک مجلس جی ہوئی تھی۔ ابوبکر بن العربی اور دوسرے حضرات بھی وہاں موجود
تھے ابن العربی بھی شرکت مجلس تھے مجلس میں ملی مذاکرہ جاری تھا۔ "حدیث مغفرہ"
کا ذکر حضرت ابوالحسن المرزئی نے کیا کہ یہ حدیث صرف بروایت "مالک عن الزہری" منقول
ہے اس پر ہمارے قاضی بنی ابوالعربی فرماتے تھے

قد رویتہ من ثلاثة عشر طریقاً میں نے امام مالک کے علاوہ تیرہ سندوں سے
غیر طریق مالک۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

یہ دعویٰ سُنیں کہ حاضرین دمک رہ گئے اور انہوں نے ان کی خدمت میں
درخواست کی کہ براہ کرم ہم کو اس سلسلے میں استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جائے۔
چنانچہ ابن العربی نے حاضرین سے روایت کو بیان کرنے کا وعدہ تو کر لیا مگر بعد کو کچھ
ذہبا سکے۔ ادیب مذکور نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر ان کی ہجو میں یہ اشعار نظم کر دیے۔
حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں اس سلسلے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قلت هذه حکایة ساذجة لا تدل میں کہتا ہوں یہ ایک سادہ سا واقعہ ہے جو
علی جرح صحیح، ولعل القاسمی صحیح جرح پر دلالت نہیں کرتا اور شاید قاضی
وہم وسری فکرہ الی حدیث جی کو وہم ہوا اور ان کا خیال کسی اور حدیث
فظتہ هذا والشعراء کی طرف چلا گیا جس کو وہ یہی حدیث گمان
یخلقون الافک بنہ کر بیٹھے اور شعراء تو غلط بیانی کرتے ہی رہتے ہیں

ہیں بھی حافظ ذہبی سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں جس طرح اس
واقعہ میں ان کا خیال اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اسی
حدیث کو تیسرے سندوں سے روایت کرنے کے مدعی بن بیٹھے۔ ایسے ہی نامصیت کی
نہایت نے حضرت یزید بن معاویہ غنی کوئی بچے نام کو دیکھ کر ان کے دماغ کو اپنے
مدوح یزید کی طرف جو ایک سفاک ظالم بادشاہ تھا پھیر دیا اور یہ لے اپنے خیال
میں عابد و زاہد سمجھ بیٹھے۔

چھٹا شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں "یزید نے نہ تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضا مند تھا اور یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید پر صرف قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا الزام نہیں بلکہ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔ وہ نے نوشتی بھی تھا اور تارکِ صلوة بھی۔ اُس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو قتل نہیں کیا بلکہ مدینہ نبوی ملی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام کر دیا، حرم نبوی کی، بچہ متقی کی، بیت اللہ کی حرمت کو پا مال کیا۔ متغنیق سے معین حرم کعبہ میں گولہ باری کی، جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔

امام غزالی کے فتویٰ کی تنقیح | امام غزالی نے اپنے فتویٰ میں ای جرائم کے ارتکاب سے یزید کی برأت نہیں کی ہے، نہ اس کی اس سلسلہ میں کوئی صفائی پیش کی ہے۔ بالفرض مان لیا جائے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا مگر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حضرت حسینؑ کی شہادت اس کے ہاتھوں نہیں تو اس کے ہاتھوں بد اعمال کے ہاتھوں قیسمنا عمل میں آئی ہے۔ پھر جب اُس نے نان کے قتل کا حکم دیا تھا نہ وہ اس پر راضی تھا تو آخر اپنے عمال سے اس سلسلہ میں اُس نے کیا باز پرس کی؟ اس کے بارے میں بھی امام غزالی خاموش ہیں اور سب بڑھ کر ایمر غلط ہے کہ تاریخ ان ظلمان اٹھا کر ان کے اس فتویٰ کو اول سے آخر تک پڑھ لیجئے اس میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ یزید متقی اور بہزگار آدمی تھا۔ اور نہ یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں حق بجانب تھا۔ اس فتویٰ میں تو صرف دو مسئلوں پر کلام ہے ایک تو یہ کہ اس پر لعنت کرنا مناسب نہیں کیونکہ امام غزالی کسی متغنیق پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے

کے رداوار نہیں خواہ وہ کافر ہو یا فاسق۔ کچھ یزید تک اس مسئلہ میں تخصیص نہیں۔
دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا معلوم کرنا کہ فی الواقع یزید قتل حسینؑ سے راضی تھا، سخت دشوار ہے۔ امام غزالی کے اس شبہ کا جواب حافظ محمد بن ابراہیم وزیر عیانی نے "المروء الباکم فی الذب عن شہتہ ابی القاسم" میں اجمالی طور پر حسب ذیل الفاظ میں دیا ہے: "فرماتے ہیں: ولما حکى ابن خلکان کلام الحافظ عماد الدین ہذا اورد بعدہ کلاما رواہ عن الغزالی و کلامہ ذلک شاهد ببراءۃ الغزالی من القول بقصوب یزید فقتل اللصین و اغناکم سے بری ہیں۔ انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر فی مشلتین غیر ذلک احدهما تحریر اللعن ولعین یزید میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر کے بارے میں ان کی یہی رائے ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ نے بھی اپنی کتاب الاذکارہ میں ان کا یہی مذہب نقل کیا ہے اور امام نووی کا بیان ہے کہ ظاہر احادیث اس مذہب کے خلاف ہیں اور میں نے ایک مستقل جرم اس مسئلہ پر تحریر کیا ہے۔
اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس بات کا یقینی علم کہ واقعی یزید قتل حسینؑ سے راضی تھا، محال ہے اور ہمیں بھی اس میں نزاع نہیں۔ بالفرض اگر یزید صاف اور صریح الفاظ میں بھی قتل حسینؑ کا مقرر ہوتا اور خود بھی اس کی زبانی اس کے اس اقرار کو ہم سن لیتے تب بھی اس کا یقین نہیں ہو سکتا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بواطن المنافقین و وکل علم
ذلک الی اللہ تعالیٰ و لکن
الحکم للظاہر و قد روی
البخاری فی صحیحہ عن عمر
بن الخطابؓ انہ قال ان
اتنا سنا کاننا یؤخذون بالوہی
علی محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و ان الوہی
قد انقطع فمن اظہر لنا
خیرا اقتناہ و قتر بناہ و لیس
لنا من سریرتہ شیء و من
اظہر لنا سوءا لمدنا منہ
ولم نصدقہ و ان قال
ان سریرتہ حسنہ

امام غزالیؒ بزرگ آدمی ہیں وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں کہتے۔ اور
نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔ پھر زید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے؟
ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الہی میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ بہار نزدیک
بھی زید پر لعنت کرنا کوئی کار ثواب نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ آدمی کس کا نام لے کر اپنی
زبان کو گتہ نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اس پر لعنت کی بجائے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح
و تحمید میں مشغول ہو تو اس میں بالاتفاق ثواب زیادہ ہوگا۔ مگر زید پر لعنت نہ کرنے
سے اس کا اتنی ہونا اور صالح ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ ۹

میدان کر بلا میں حضرت حسینؑ کا آخری خطبہ | خود امام غزالیؒ نے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خطبہ جو میدان کر بلا میں آپؑ نے دیا تھا
نقل کیا ہے۔ اس سے صریح واقعہ کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں:
لما نزل القوم بالحسین حب یزیدی فوج حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و یقین کے مقابل آ کر اتری اور آپؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ
انہم قاتلوہ قام فی آپؑ کو ضرور قتل کر کے رہے گی تو آپؑ نے
امحابہ خطیباً فحمد اللہ اپنے اصحاب کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔
و اثنی علیہ شعر قال نزل جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر
من الامراء ترون و انت دنیا قد تغیرت و تنکرت
الدنیا قد تغیرت و تنکرت و ادبر معروفہا و انشمرت
و ادبر معروفہا و انشمرت حق لم یبق منها الا
کصابة الاناء الاخس کصباۃ الاناء الاخس
من عیش کالمرعی الوبیل الا ترون ان
الحق لا یعمل بہ و الباطل لا یتناہی
عنہ لیرغب المؤمن فی لقاء اللہ تعالیٰ ولانی لا
أری الموت الا سعاده و الحیاة مع الظالمین الا جرمنا

یہ سبہ یزید کے دور حکومت کا نقشہ جس کی تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اب یہ چھٹی غزالی یا ان کے پرستار خود حل کریں کہ جس قوم نے حضرت حسین کا محاصرہ کیا تھا وہ یزیدی فوج نہیں بلکہ جنات و شیاطین تھے۔ اور ابن خلدون قات سے نہیں بلکہ کاف سے "ابن خلدون مہر"

امام کیا ہر اسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے | اسی تاریخ ابن خلدون میں امام غزالی کے فتوے کے ساتھ ان کے استاد بھائی شمس الاسلام امام ابو الحسن علی بن محمد طبری الملقب عماد الدین المعروف بالکلیا ہر اسی (جن کے بارے میں خود مورخ ابن خلدون نے حافظ عبد الغافر فارسی سے نقل کیا ہے کہ وہ کان ثانی الغزالی (یہ غزالی ثانی تھے) کا یہ فتویٰ بھی نقل ہے کہ :

وسئل الکلیا ایضا عن یزید الکلیا سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ بن معاویہ فقال امہ پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں لہٰذا لیکن من الصحابة لانه تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے پیامِ خلافت ولد فی آیام عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا تھا۔ رہا سلف کا قول اس پر لعنت رضی اللہ عنہ واما قول السلف کے بارے میں تو امام احمد کے اس بارے میں دو فی لعنتہ فقیہ لا یحد قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف قولان تلویح و تصریح و اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور لما لث قولان تلویح و تصریح امام مالکؒ بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا ولا فی حنیفة قولان اشارہ دو حصے میں تصریح ہے اولاً ابو حنیفہ کے ملے ہمارے پاس مستطاب اس میں قات ہی مرقوم ہے۔

سہ تاریخ ابن خلدون اب تک چار بار طبع ہو چکی ہے ایک فہرستان میں اور تین دفعہ مصر میں اس کے تمام مطبوعہ نسخوں میں "عمر بن الخطاب" ہی مذکور ہے لیکن مکتبہ کمال الدین میری نے "حیوة النبیون" میں زیر عنوان "نہد" اور مؤرخ ابو العباس کرمانی نے "آخبار الدول" (ص ۱۲۰) میں اس فتویٰ کے جو الفاظ ذکر کیے ہیں ان میں "عمر بن الخطاب" کی بجائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مذکور ہے اور یہی صحیح ہے

تلویح و تصریح و بھی اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک میں اس پر لنا قول ولحد التصريح لعنت کائنات ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے۔ دون التلویح و کیف اور سہارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی لا یكون كذلك وهو تصریح ہے، اشارہ کنیہ کی بات نہیں اور وہ الملاعب بالزود والمتصيد کیوں ملعون نہ ہو گا حالانکہ وہ زود گھسیتا تھا۔ بالفہود و مدمن الخمر چیتوں سے شکار کرتا تھا۔ شراب کا رسیا تھا، شراب وشعور فی الخمر معلوم، کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔ ومنہ قوله : منہ ان کے یہ اشعار بھی ہیں :

أقول لصحب فقت الکاس شملهم وداعی صبا بات الهوی بترتہم میں اپنے ان ساتھیوں کو کہتا ہوں کہ جن کو بکا شرب کیجا کر دیا ہے اور شوقِ محبت کا داعی ترنم دینے ہے خذوا بنصيب من نصیم ولذة فکل وان طال المدى يتصمر ثم نعمت ولذت بیننا پناحتے لو کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی دراز کیوں ہو آخر ختم ہوتا، ولا تموت کو ایوم السرور إلى غدا فرب غد یاتی بما لیس یعلم اور آج کے یومِ مسرت کو کل پر نہ مٹا لو کیونکہ بہت سے آنے والے کل ایسی کیفیت لے کر آجائے ہیں جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

وکتب فصلاً طویلاً ثم قلب اس کے بعد الکلیا نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر الورقة وکتب لومددت لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق الٹ کر اس پر یہ لکھ دیا اگر بیباخت لمددت العنان مزید اوراق مجھے دیئے جاتے تو میں اس شخص کی فی محازی هذا الرجل تھے رسوائیوں کے بیان میں عنانِ قلم کو مزید تیز کر دیتا۔ غزالی اور کیا ہر اسی دونوں مشافہی مذہب کے فقیہ ہیں، ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں۔ غزالی مؤرخ و محدث نہیں، کیا ہر اسی محدث بھی ہیں اور تاریخ سے واقف بھی، پھر ان کا فتویٰ کیوں قابل قبول نہیں؟

سہ وہی بات ہوئی عہد ہمیشہ کوشش کہ عالم دوبارہ نیست سہ تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۳۲۴ طبع لولاق مصر

حافظ ابن الوزیری نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیل رد لکھا ہے

حافظ محمد بن ابراہیم ابن الوزیری نے جن کو قاضی شوکانی "البدیع الطالع" میں حافظ ابن تیمیہ کا مہسر و ہم پلہ بتاتے ہیں اپنی مشہور مؤلفہ "تفتیح العوامم و القوامم فی الذب عن سنتہ الی القام" میں جو "مشیعہ زیدیہ" کے رد میں ان کی یہ نظیر کتاب ہے امام غزالی کے اس فتویٰ کی خوب پوشست کنندہ ترویج کی ہے اور ان کے استدلال کے ایک ایک جز کا تار پود کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

یزید پر لعنت کے بارے میں | اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "تکمیل الایمان" شیخ عبدالحق کی رائے میں فرماتے ہیں :

و در اصل عادت و شیعہ اہل سنت ترک
سب و لعن ہست کہ المؤمنین میں لہجائی
لعنت پر مخصوص شخصے اگرچہ کافر بود
جہاں زندہ اند چہ دانی کو عاقبت کار او
بہ ایمان و سعادت بود مگر آنکہ یہ یقین
معلوم شد کہ موت و سے بر کفر
و شقاوت است ، تا آنکہ بعض در یزید
مشقی نیستہ توقف کنند و بعض براہ غلو
و افراط در شان و سے و موالات
و سے روند و گویند کہ سے بعد از آن
کہ بر اتفاق مسلمانان امیر شد اہل بیت
و سے بر امام حسین واجب شد نفوذ
بائندہ من ہذا القول و من غلظ الاعتقاد
کہ و سے باوجود امام حسین (ع) امیر
شود و اتفاق مسلمانان بر و سے کے

و در اصل اہل سنت کا وطیرہ اور عادت یہ
ہے کہ وہ لعنت اور سب و شتم سے بچتے ہیں
کیونکہ مؤمن کا کام لعنت کرنا نہیں ، وہ
کسی بھی مخصوص شخص پر اگرچہ وہ کافر ہی کیوں
نہ ہو لعنت کو روا نہیں رکھتے ، کیا پتہ کہ
اس کا انجام ایمان و سعادت پر ہوا لایہ کہ
یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ کس کی موت کفر
و شقاوت ہی پر ہوئی ہے ، حتیٰ کہ بعض حضرات
یزید شقی کے بارے میں بھی توقف کرتے ہیں
اور بعضے اس کی شان میں غلو اور اڑا کرتے
ہیں اور اس کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ وہ چونکہ مسلمانوں کے اتفاق کے امیر
ہوا تھا لہذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ عنہ
پر واجب تھی ، ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد
سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسین

شد جسے از صلیبہ کہ در زمان اولیوند
و اولاد اسباب ہم منکر و خارج
از اطاعت او بودند نعم جماعہ از
مدینہ مطہرہ بشام نزد و سے کر ہا
و جبرار فرستند و او جاذبہ ہست
سنی و مانند ہست سنی نزد ایشان
نہادہ ، بعد از ان کہ حال قیامت
مائی اورادیدند بعدینہ باز آمدند
و خلج بیعت او کر دند و گفتند
کہ و سے عدو شر و شائب خمر و
تارک مسلولہ و زانی و فاسق و مستحق
محارم است ، و بعضے دیگر گویند کہ
و سے امر بقتل آنحضرت نکر دہ و بدان
راضی نہ بود و بعد از قتل و سے اہل بیت
و سے سرور و مستبشر شدہ و اینچنین
نیز مردود و باطل است چہ عدوت
آں ہے سعادت با اہل بیت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم و استبشار و سے
بقتل ایشان و اذلال و اہانت او
مراشان را بدرجہ توہم معنوی رسیدہ
است و انکار آن تکلف و مکارہ است
و بعضے دیگر گویند کہ تمیل امام حسین کبیرہ
است چہ قتل نفس مؤمن بنا حق کبیرہ است

کہے ہوتے ہوئے وہ امام اور امیر ہو اس کے امیر
ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا ؟ صحابہ کی ایک
جماعت جو اس کے زمانہ میں تھی اور صحابہ زادے بھی
اس کی اطاعت کے خارج اور اس کی خلافت سے منکر
تھے ، ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک طاقت جبراً کر ہا اس
کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے بڑے
انعام اور لذت و دعوتوں سے نوازا بھی ، لیکن یہ حضرات
جب اس کا حال قیامت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ
واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف
بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو ہے نوش ، تارک مسلولہ ،
زانی ، فاسق اور بھڑا تھا الہی کا حلال کرنے والا
اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُس نے آنحضرت کے قتل
کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی
تھا اور نہ آپ کی اولاد اہل بیت کی شہادت پر
خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار
کیا اور یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیونکہ
اہل بیت نبوی سے اس بد بخت کی عدوت اور
ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور
خاص طور سے ان حضرات کی تذلیل اہانت کرنا
تو اتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور ان امور
کا انکار محض بناوٹ اور زیر دستی ہے اور
بعض یہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل جناہ کبیرہ
ہے کیونکہ کسی مؤمن کا ناحق قتل کرنا جناہ کبیرہ ہی ہے

و کفر و لعنت مخصوص بکافران است و لعنت شجرہ کی ارباب این تاویل با احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بعض وعداوت و ایذا و ابا نیت با اولاد او موجب لعنتش و ایذا و ابا نیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است چہ بے گویند و آن سبب کفر و موجب لعن مخلوق و ناطق ہست بلا شک بموجب آیت **إِنَّ الْكَافِرِينَ لَيُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الذُّنُوبِ وَالْآخِرَةِ وَ** **أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا** لہ بعض دیگر گویند کہ خاتمہ و معلوم نیست شاید کہ او بعد از ارتکاب آن کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و در نفس اخیر توبہ رفتہ باشد و میل امام محمد غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است و بعض از علماء سلف و اعلام امت مثل امام احمد بن حنبل و امثال او بر دے لعنت کردہ اند و ابن جوزی کہ کمال شدت و عصبیت در حفظ سنت و شریعت ارد

در کتاب خود لعنت دے را از سلف نقل کردہ است و بعضی سنہ کردہ اند و بعضی متوقف ماندہ اند لعن یزید میں اختلاف علماء کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے و در لعن یزید توقف ازانی بہت است کہ روایات متعارضہ و متخالفہ از ان پلید در مقدمہ شہادت امام حسینؑ وارد شدہ اند بعض روایات رضا و استبشار و امانت اہل بیت و غاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میگرد و کسانیکہ این روایات در نظر آنہا مرجع واقع شدہ حکم لعن او نمودند چنانکہ احمد بن حنبل و کیا ہر سی از فقہائے شافعیہ و دیگر علمائے کثیر و از بعضی روایات کراہت ابن امر و عتاب ابن زیاد و اعوان او و ندامت برین کار کردہ است و ابابو قحطہ آمد معلوم می شود کسانیکہ این روایات نزد ایشان مرجع شد از لعن او

اسی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے نقل کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض سنہ کردہ اند و بعض متوقف ماندہ اند اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔

یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کے بارے میں علماء میں جو اختلاف ہے اُس کی وجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے۔

یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں اس پلید کے متعلق متضاد و مخالفت روایتیں ملی ہیں بعض روایات تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یزیدؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے اہل بیت کی امانت پر شادان و فرحان تھا جن حضرات کی نظر میں یہ روایات الجمع قرار پائیں انہوں نے اس پر لعنت کا حکم دیا چنانچہ امام احمد بن حنبل اور فقہائے شافعیہ میں سے کیا ہر اسی اور دوسرے بہت سے علماء کی یہی رائے ہے اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر عتاب اور اس کام پر ندامت کہ جو اس کے نائبوں کے ہاتھوں وقوع میں آیا معلوم ہوتا ہے۔ سو جن لوگوں کے نزدیک یہ روایتیں قابل ترجیح ہوتیں انہوں نے اس پر لعنت کرنے سے منع کیا۔

منع نمودند چنانچہ امام مجتہد الاسلام
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے
شافعیہ و اکثر علمائے حنفیہ و جافعتے
از علماء کہ نزد آنھا ہر دور وایت
مستارض مشرند و ترجیح یک طرف بر
دیگر حاصل نشد بنا بر امتیاز توقف
نمودند ہمین است واجب بر علماء
عند التعارض و هو قول ابی حنیفہ
آرے در لعن شمر و ابن زیاد کہ
رضا و استبشار آنہا بای فعل ظنیع
قطعی است من غیر التعارض و یکس
داوان توقف نیست بل

یزید پر جب لوگوں نے پھٹکار کی تو
قتل حسین پر اظہار مذمت کیا۔

مذکور ہیں سر سے کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہلے
یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت خوش تھا۔ بعد کو جب علمائے ہر طرف
سے اس پر لعنت اور پھٹکار شروع کی اور اہل اسلام کی نظر میں وہ حقیر ہونے لگا
تو پھر اس نے اظہار مذمت شروع کر دیا۔ چنانچہ حافظ سیوطی تاریخ الخلفاء میں
لکھتے ہیں :

ولما قتل الحسين وبنو ابيه جب حضرت حسین اور ان کے بھائی شہید
بعث ابن زیاد بروسمہ کر دیئے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے
لے غلط کہی نہ ہو امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ
ان سے جو کہ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے۔ یزید کے بارے میں خواہ کی
تصریح آگے آ رہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔ ۱۰۰ طبع مکتبہ دہلی

الاب یزید فقتلہم سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر
اولاً شہر مذموم لما مقته بہت ہی خوش ہوا پھر جب علمائے اس جیسے اس
المسلمون علی ذلک پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے
و ابغضہ الناس و حق اظہار مذمت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت
لہم ان یبغضوہ کرنا ہی چاہیے تھی۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں بھی یزید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا قاتل ہے۔ چنانچہ "تحفہ اشاعرہ" میں فرماتے ہیں :

و بعث قتل انبسیار و یغیر زادہ او بعض انبیاد اور پیغمبر زادوں تک کو قتل
میں نیند مشعل یزید و اخوان اولہ کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی
بھائی ہوتے ہیں۔

یزید پر لعنت کے بارے میں اور یزید پر لعنت کے بارے میں بھی خود حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ شاہ صاحب ممدوح کی جو رائے ہے وہ ان کے
مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل
کر دی ہے فرماتے ہیں :

درین شک نیست کہ یزید پلید درین کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا
بود و ہمین است مذہب مختار اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت
جمہور اہل سنت و جماعت۔ چنانچہ و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتزلیہ
در کتب معتزہ مثل مفتاح النجا "مرزا کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بدیشی کی "مفتاح النجا"
محمد بدیشی و "مناقب السادات" اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی
ملک العلماء قاضی شہاب الدین کی "مناقب السادات" اور ملا سعد الدین تفتازانی
دولت آبادی و "شرح عقائد سننی کی "شرح عقائد نسفیہ" اور شیخ عبدالحق محدث

ملا سعد الدین تمنا زانی و تکمیل الایمان» دہلوی کی «تکلیل الایمان» اور ان کے شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیر ان از اسفار مستبرہ باشوا بد و دلائل مذکور و مسطور است و لہذا علی بن ملعون بہ حج قاصد و براہین ساطعہ ثابت کردہ اند۔ و مختار بر اتم الحروف و اساتذہ صوری و حنفی ماسبین است کہ یزید امر و راضی و مستبشر بقتل حسین بودہ و مستحق لعنت ابدی و وبال و نکال سردی است و اگر تا نسل بکار رود قصہ مجرد لعنت در حق آن ملعون تصور نیست کہ مقصود بر آن نباید بود چنانچہ استاد البرہ صاحب «تحفہ اشاعشریہ» علیہ الرحمۃ و رسالہ «حسن العقیدہ» در حاشیہ کہ بر کلمہ «علیہ مایستحقہ» تعلیق فرمودہ اند افادہ مینمایند کہ «علیہ مایستحقہ» کنایہ است از لعنت۔ «والکنایہ المبلغ من التصریح» از قواعد مشہورہ عربیت است مع ہذا و لہذا مایستحقہ لغویہ و تشبیہ است کہ در تصریح بلفظ لعنت فوت میگردد چنانچہ در تفسیر کفیشیہ مذکور می شود النبی و ما غشیہ مذکور می شود

در حق اینست کہ الکتاب بر بعض لعنت در حق یزید تصور راست زیرا کہ این دست در اجزای مطلق قتل و کشتن مقرر کردہ اند قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعًا مِّنْهُ لَا يَجْزِ آئُهُ جَنْتًا ثُمَّ خَالِدًا فِيهَا وَلَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَتْهُ أُمَّةٌ مِّنْ أُمَّةٍ مَّا عَصَاكُمْ وَيَزِيدُ رَادِرِین عمل زیادتیست کہ غیر او را دست ندادہ و آن زیادتیست را جز بر استحقاق او حوالہ نتوان کرد کہ علم بشر از معرفت خصوصیت آن عاجز است۔ واللہ اعلم و علما حکم انتہی کلام الشریف علیہ (یہاں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد و ختم ہوا) معلوم ہوا کہ بلا میں جو مظالم کیے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک «یزید» حق تعالیٰ کے اس قدر قہر و غضب کا سزاوار ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہذا بہتر ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیے «علیہ مایستحقہ» کہ کوئی خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے بعض لعنت کرنے سے اس لیے کہتے ہیں اور بعض حضرات یزید پر اس لیے کہ کہیں اس کے گنہ کم نہ ہوں۔ لعنت کرنا مناسب خیال نہیں کرتے کہ اس طرح اس کے گناہ اور کم ہوں گے۔ چنانچہ مولانا غلام ربانی از ازالۃ الخطار

فی رد کشف الغطاء " میں لکھتے ہیں :

و ظاہر است کہ گفتن لعن و لعن موجب
سفوف و از سطوف سیکرد و لہذا
زبان بر لعن آلودہ نمی کنند و روای
یزید پسید را بتخفیف و زرشادمان
نمی سازند بلکہ می خواهند بچندان
حاصل و زرشاد بود مقصود لعن
باشد لیکن

بعض کے پیش نظر مصلحت ہے
کہ کہیں سلسلہ آج تک بڑھ جائے
لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں ان کے
پر لعنت کرتے کہتے بزرگوں تک نہ پہنچ جائے
چنانچہ فرماتے ہیں :

فان قيل فمن علماء المذهب
من لم يجوز لعن علی یزید
مع علمهم بانہ يستحق ما
یربو علی ذلک و یزید
قلنا تحامیاً عن ان یرتقی الی
الاعلیٰ فالاعلیٰ کما هو شعار
الرافضیہ

پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء مذہب شافعی
میں ایسے بھی ہیں کہ جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت
نہیں دیتے حالانکہ ان کو یہ علم ہے کہ وہ لعنت
سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو
ہم کہیں گے کہ یہ منع کو نا اس احتیاط کی بنا پر
ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک
نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔

تقریباً کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے یزید کی فرد جرم میں صرف قتل حسین ہی
کا اندراج نہیں بلکہ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے آخر اس کے گناہوں میں
کا انکار کیا جائے گا۔ پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسے ایک بار پھر
پڑھ لیجیے جہلوم ہو جائے گا کہ اس امت کے بلا کو توں میں اس کا نام سرفہرست ہے۔

قریب ہے بار و روز محشر تجھے گنا گشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبان بخیر و لہو بکاسے گا آستین کا

یہ تو بات ہوئی اس کے جرائم اور قبائح کی، و لہذا اس پر لعن کا مسئلہ تو
اس تفصیل بحث سے آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہو گا کہ جن علماء نے بھی یزید پر
لعن سے روکا ہے وہ اس لیے نہیں کہ یزید کوئی بھلا آدمی تھا بلکہ دوسرے مصلح کے
پیش نظر اس کو مناسب نہیں سمجھا۔

یزید پر لعن کے بارے میں ائمہ اہل سنت میں امام احمد بن حنبل کا جو مقام
امام احمد کی تصریح ہے سب وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہمسایہ دنیا میں
جن چار اماموں کی فقہ کو قبولیت عام اور شہرت دوام نصیب ہوئی اور جن کے مذہب پر
آج تک مسلمہ رائج چلا آتا ہے، ان میں ایک یہ بھی ہیں۔ یزید کے بارے میں ان کی تصریح
آپ یا پانچویں شبہ کے جواب میں پڑھ چکے ہیں۔

(۱) لاینبغی ان یروی عنہ اس سے کوئی روایت نہیں کرنا چاہیے۔
(۲) وھل یحب یزید احد کوئی بھی شخص جس کا ایمان اشرار اور روز آخرت پر بھلا
یؤمن باللہ والیومہ الآخر وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے ؟
(۳) لہو لایلعن رجل لعنہ آخر اس شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے کہ جس پر حق تعالیٰ
اللہ فی کتابہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے ؟

پھر یزید کے ملعون ہونے کی دو وجہیں بیان کریں (۱) ایک فساد فی الارض ہے۔
(۲) دوسرے قطع رحمی، پھر فساد فی الارض کی تفصیل میں فرمایا :
اولیس هو الذی فعل باھل کیا یہ وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ
المدینۃ ما فسل۔ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے۔

اور قطع رحمی کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ میدانِ کربلا میں اہل بیت معنوی اللہ علیہم اجمعین پر کیا جتی ذرا بھی قرابت کا پاس و لحاظ نہیں کیا گیا۔

یزید پر لعن کے بارے میں امام اعظم یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مطالبہ الثمن ہے اور دوسرا فقرہ حنفیہ کی تصریحات

میں منقول ہے علیہ اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمہ اللہ التوفیق ۲۳۷ نے "احکام القرآن" میں یزید کو لعین ہی لکھا ہے چنانچہ اُن کی تصریح پہلے شبہ کے جواب میں گزر چکی ہے۔

امام جصاص | امام جصاص کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے۔ صاحبِ ہدایہ ابن کی تحریکات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار تعلیل المختار نے "کتاب الشہادت" میں امام مدووع کے متعلق لکھا ہے :

ولقد تصفحت کثیرا من کتب میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے ابی بکر الرازی فمادایتہ ورجح علی مع سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کبھی قول ابی حنیفہ قول غیرہ إلا نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر فیہذا المسئلۃ دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو تھی

ائمہ بخاری کا فتویٰ | بعد کے اکابر علماء حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری المتوفی ۸۵۴ھ خلاصۃ الفتاویٰ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید بن معاویۃ لا یزید بن معاویہ اور اسی طرح حجاج پر لعن نہ کرنا چاہئے ینی ان یفعل وکذا علی (مسنف کتاب) امام طاہر بخاری رحمہ اللہ نقلے المحتاج حنان رحمہ اللہ سمعت فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین

سے ملاحظہ ہو جز الشبان والشیب من ارتکاب النمیمۃ - مولانا عبدالحی فرنگی علی ص ۲۰ طبع ۱۳۸۴ھ شائع کردہ مکتبہ دارین کراچی۔ ۱۳۲ھ اوقیتار ۲۶ ص ۱۴۲

سے یعنی یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ شہود کا ذکر کیا تمام حقوق میں ہونا چاہئے صاحبِ امام صاحب کے مذہب میں مرنے و مدوود قصاص میں ترکیب ضروری ہے۔

عن الشیخ الامام الزاهد صفاری سے سلسلہ وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل قوام الدین الصفاری اندکان کرتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے یحکم من ابیہ آنہ یجوز ذلک و تھے : یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یعقول۔۔ لا یأس باللعن علی یزید

امام قوام الدین صفاری کا تعارف علامہ کفوی نے ان لغظوں میں کیا ہے : شیخ الاسلام و امام المالک أوحده عصره فالعلوم الدینیۃ أصولا وفروعا مجتہد زمانہ : شیخ الاسلام، امام الائمہ اپنے زمانہ میں علوم دینیہ میں فواء ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے شیخ اور ان کے والد ماجد رکن الاسلام ابراہیم بن اسماعیل زاہد صفاری غزالی کے معاصر ہیں۔ ان کے بارے میں حافظ سمعی نے "کتاب الانساب" میں لکھا ہے کہ "کان اماما ورعا واهذا" (یہ امام تھے اور زید و دواع سے موصوف) فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے۔ قاضی خان کے استاذ ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل کی، ان کی وفات ۳۳۵ھ میں ہوئی۔ نسلا صفاری و انکی ہیں، ان کا پورا خاندان اہل علم و فضل کا خاندان ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی نے "الجوہر المصنوع" میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے : اھل بیت علماء و فضلاء

چونکہ صاحب خلاصہ نے ان کے فتویٰ کو آخر میں نقل کیا ہے اور اس سے اپنے اختلاف کا اظہار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان تینوں ائمہ بخاری (۱) امام طاہر بن احمد بن محمد بن بخاری (۲) امام قوام الدین بن احمد بن ابراہیم صفاری بخاری المتوفی ۵۷۵ھ (۳) امام رکن الدین ابراہیم صفاری بخاری المتوفی ۵۷۴ھ

جلد ۳ ص ۲۹۰ طبع نول کشور۔

سے ملاحظہ ہو "الفتاویٰ البیہ فی طبقات الحنفیہ" از مولانا عبدالحی کھنوی فرنگی علی

سے کتاب الانساب و نسبت صفاری

کے نزدیک یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بالکل جائز ہے لیکن چاہئے نہیں کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں محض مباح ہے۔

امام کردری کا فتویٰ اور امام مافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البراز کردری حنفی المتوفی ۸۲۴ھ فتاویٰ بزازیہ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید یجوز ولکن ینبغی ان لا یفعل وکذا علی الحاج ویحکی عن الامام قوام الدین الصفاری انه قال لا بأس باللعن علی یزید ... والحق ان یلعن یزید بناء علی اشتہار کفره وتواتر فظاۃ شتره علی ما عرفت فقامیلہ

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا نہ چاہئے۔ اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار فقہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں ہے معتبر کتابوں میں شمار ہے۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ فرمائش کی گئی کہ ہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے ؟ تو جواب دیا کہ

أنا أستحي من صاحب البرازیة مجھے فتاویٰ بزازیہ کے مصنف شرم آتی ہے کہ مع وجود کتابہ لانہ مجموعۃ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرات کر دے کہ شریعت جامعۃ للاممات کما یہ فتاویٰ کا اثر قابل قدر مجموعہ ہے جس میں ہمارے ینبغی۔ مسائل کو جیسا کہ چاہئے تھا جمع کر دیا ہے۔

لعن کے باب میں کتاب العالم متاخرین علمائے حنفیہ میں سے جن حضرات نے بھی لعن والستغفری عبارت یزید سے روکا ہے وہ امام غزالی کی رائے سے متاثر ہیں

ورنہ اصل مذہب میں مرتکب کبیرہ کے حق میں اگرچہ استغفار افضل ہے مگر اس پر بدعا اور لعنت کی جا سکتی ہے چنانچہ امام عظیم کتاب العالم المتعلم میں فرماتے ہیں متعلم سیال کرتا ہے :

أخبرنی عن الاستغفار فیہ تو فرمائیے کہ جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہو اس لعنہ الکبیرۃ افضل او کے لیے دعائے مغفرت کرنا افضل ہے یا اس الدعاء علیہ أو انت بالخیار حق میں بددعا کرنا یا اختیار ہے خواہ اس کے فیما بین الدعاء علیہ باللعنة والاعذار فیتین لخصا کذا۔ حق میں استغفار کرے خواہ لعنت۔ یہ سب مجھے صاف بتائیے۔

امام صاحب جواب دیتے ہیں :

الذنب علی منزلتین غیر الذنب علی منزلتین غیر الا شرک بالله تعالیٰ بناتی الذنبتین رکب هذا العبد فان الدعاء له بالاستغفار افضل وإن دعوت علیہ باللعنة لمرتأ شمر وذلك بانه إذا رکب ذنباً منك وعفوت عنه ولم تدع علیہ کان افضل وإن رکب ذنباً فیما بینہ وبين خالفه بعد أن کان لسم یشرک بالله فرحمته ودعوت له

شرک کے علاوہ گناہ کے دو درجے ہیں جس درجہ کے گناہ کا بھی یہ بندہ مرتکب ہوگا اس کے حق میں استغفار کرنا افضل ہے اور اگر اس پر لعنت کی بددعا کر دے جب بھی تمہیں گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر اس نے تمہارے ساتھ گناہ کا معاملہ کیا اور تم نے اس کو معاف کر دیا اور اس پر بددعا نہ کی تو یہ افضل ہے اور اگر اس نے اللہ میاں کا گناہ کیا مگر شرک کا مرتکب نہیں ہوا اور پھر تم نے اس کے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کی تو یہ بھی افضل اور اگر اس کے لیے بربادی و ہلاکت کی دعا کی تب بھی گنہگار نہ ہوگے

الافاء في بيده قال له : لا
تشرّب من شرابنا فخر قال
له : انما جئت مع هذيت
لثامن بها فارتعدت يد علي
بن الحسين وجعل لا يضع الاناء
من يده ولا يشربه ثم قال
له : لو ان أمير المؤمنين أو صافي
بك لضربت عنقك ثم قال
له : ان شئت أن تشرّب فاشرب
وان شئت دعونا لك بنيرها
فقال : هذا الذي في كفي
أريد فشرّب ثم قال له مسلم
بن عتبة : قم إلى ههنا فاجلس
فاجلس معه على السرير وقال
له : ان أمير المؤمنين أو صافي
بك وان هؤلاء يشفلونني
عنك ثم قال لعلي بن
الحسين لعلّ أهلك فزعوا
فقال إي والله فأمر بدابته
فأسرجت ثم حمل عليها حتى
رواه إلى منزله مكرماً

ٹھری کہ حضرت زین العابدین نے برتن اپنے ہاتھ
میں اٹھایا تو کہنے لگا ہمارا پانی نہ پینا اور پھر کہا
تو ان دونوں کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ ان کے
ذریعہ امان حاصل کر سکے یہ سکر آپ کا ہاتھ کانپنے
لگا اور نہ برتن ہی ہاتھ سے رکھا جاسکتا تھا اور
نہی اسے پی سکتے تھے۔ تب شیعی نے آپ کو بتلایا
کہ اگر امیر المؤمنین تمہارا خیال رکھنے کی بجائے تاکید
نہ کرتے تو میں تمہاری گردن مار دیتا اس کے
بعد کہنے لگا : اچھا اب تم پینا چاہتے ہو تو پی لو اور
چاہو تو مجھ تمہارے لیے اور سگادیں، حضرت
نے فرمایا : برج میرے ہاتھ میں ہے وہی پینا چاہتا
ہوں چنانچہ آپ نے وہ پی لیا۔ پھر مسلم بن عتبہ ان سے
کہنے لگا اور جھگڑ کر بیٹھ باؤ اور آپ کو اپنے پاس
تخت پر بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے تو مجھے
تمہارے بارے میں تاکید کر دی تھی مگر ان لوگوں نے
مجھے اتنا شغول رکھا کہ تمہاری طرف توجہ ہی نہ سکی
پھر حضرت سے کہنے لگا شاید تمہارا گھڑا تمہاری طرف
سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا : بخدا ایسا
ہی ہے۔ چنانچہ مسلم نے اپنی سواری پر زین کسے کا
حکم دیا اور پھر اس پر سوار کر کے باعزت طور پر ان
کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا اور طعنات ابن سعد میں ہے :
أخبرنا الفضل بن دكين قال : حضرت علي بن حسين نكروا ما رآه من
أخبرنا الحسن بن سعيد عن أبيه أن علي بن حسين كان مشى إلى الجمار كان
له منزل بمنى وكان أهل الشام يؤذونه فتخول إلى قرين الثعالبي
قريب من قرين الثعالبي وكان يركب فإذا أتى منزله مشى إلى الجمار
أخبرنا علي بن حسين نكروا ما رآه من
أخبرنا الحسن بن سعيد عن أبيه أن علي بن حسين كان مشى إلى الجمار كان
له منزل بمنى وكان أهل الشام يؤذونه فتخول إلى قرين الثعالبي
قريب من قرين الثعالبي وكان يركب فإذا أتى منزله مشى إلى الجمار

اہل بیت کی حق تلفی اور اسی میں ہے :

أخبرنا مالك بن اسحق قال : سہل بن شبيب نہی جو بنی نہم میں امامت کرنے
حد ثنا سہل بن شبيب النهمی کان ناز لا فيهم ريق منهم عن أبيه عن
المنهال، يعني ابن عمرو قال دخلت علي بن حسين فقلت كيف
أصبحت املكك الله؟ فقال ما كنت أرى شيئا من أهل مصر مثلك
لا يدري كيف أصبحنا فأما إذا لم تدروا قتلهم فأتوا خبرك أصبحنا
في قومنا بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون إذ كانوا
يذبحون أبناءهم ويستخفون نسائهم وأصبح شيخنا وسيدنا
يتقرب إلى عدونا ببشمة (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے

اوستہ علی المنابر وأصبحت
قریش قد أن لها الفضل علی
العرب لأن محمدًا أصل الله
عليه وسلم منها لا یعد لها
فضل إلا به وأصبحت العرب
مقترة لهم بذلك وأصبحت
العرب قد أن لها الفضل علی العجم
لأن محمدًا أصل الله عليه وسلم
منها لا یعد لها فضل إلا
به وأصبحت العجم مقترة
لهم بذلك فلتن کانت
العرب صدقت أن لها الفضل
علی العجم وصدقت قریش
أن لها الفضل علی العرب
لأن محمدًا أصل الله عليه وسلم
منها أن لنا أهل البيت الفضل
علی قریش لأن محمدًا أصل الله
منها فلیصحبوا یاخذون
بحقنا ولا یعرفون لنا حقًا
فیکذا أصبحنا اذ لم تعلم
کیف أصبحنا قال فظننت انه
اراد ان یسمع من فی البيت

کہ بر سر منبر کن پرست و شتم کر کے چار س و شتم
کا تقریب اسل کیا جاتا ہے اور قریش نے اس
حال میں صبح کی کہ وہ پہنچتے ہیں کران کو عرب پر
اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قریشی ہیں اور ان کے بغیر ان کی فضیلت ثابت نہیں
ہوتی اور اہل عرب نے اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی قریش
کی اس فضیلت کے معترف ہیں نیز اہل عرب نے اس حال
میں صبح کی کہ وہ بھی اہل عجم پر اپنی فضیلت کو اسی لیے
شمار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے اور
آپ کے بغیر عرب کی فضیلت شمار نہیں ہو سکتی۔ اور اہل
عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ انہیں بھی عرب کی اس فضیلت
کا اعتراف ہے پس اگر عرب اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ ان
کو عجم پر فضیلت ہے اور قریش بھی سچے ہیں کہ ان کو عرب
پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عرب بھی تھے اور قریش بھی تو ہم اہل بیت کو بھی
قریش پر اسی لیے فضیلت ہے کہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تھے۔ اب قریش (وقت
کے حکمران بنی امیہ مراد ہیں) نے اس حال میں صبح کی ہے
کہ خود تو یہ ارا حق نے چکے ہیں مگر اپنے اوپر ہمارا کوئی
حق نہیں سمجھتے۔ اب مزہ جب ہمیں میل ہے ہی نہیں کہ ہم
صبح کو اس حال میں صبح کریں تو اس حال میں کہ ہے یہ نہال کا بیان ہے
کہ مجھے خیال یہ پڑتا ہے کہ حضرت ان لوگوں کو ستار
تھے جو اس وقت گھر میں آئے ہوئے تھے۔

دسواں شب

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ظہری سادات کی رشتہ داریاں اسی سادات سے
ہوتی رہی ہیں۔

اس شب کا جواب

واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور زید
کی اولاد میں کوئی رشتہ نہیں ہوا
یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور زید
کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم
نہیں ہوا، کتب تواریخ و انساب کا پڑھنا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قرابت کا
ذکر بھی کتب تاریخ و انساب سے ثابت نہیں۔ محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب خلافت
مداویہ وزید "بنی ہاشم اور بنی امیہ کی بہت سی قرابتوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس
سلسلہ میں ایک نظیر بھی پیش کر سکے اور امویوں کو سادات میں شامل کرنا نامصبت
ہے، امویہ کا شمار اہل بیت میں نہیں ہے۔

عبدالملک کا زوال زید سے عبرت پکڑنا
یہ بھی واضح رہے کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم
کے بہت سے خاندان تھے۔ عبدالملک مروانی جب تخت حکومت پر براہاں ہوا تو
اس نے زید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کر دی تھی کہ بنو ہاشم
سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیونکہ آل ابی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر
زوال آگیا چنانچہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فان المحتاج مع حکونہ مبیرا بلاشبہ حجاج نے باوجودیکہ وہ بڑا ہلاک اور
سفاک لاء حاء قتل خلقا کثیرا سخت خونریز تھا اور اس نے ایک لاکھ کثیر کو قتل
لہم یقتل من اشراف بنی ہاشم کردیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل
أحدًا قط بل سلطانه عبدالملک نہ کیا بلکہ اس کے سلطان عبدالملک بنی ہاشم سے
بن مروان نہاد عن التعرض جو اشراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے
لہن ہاشم و ہم الاشراف سے منع کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ بنو ہاشم جب

و ذکر انه اُتٰ اِلٰی بنی
الحرب لما قهر منوا للهو یعنی یہ ہے کہ حضرت حسینؑ کو قہر کیا تو ان پر
لما قتل الحسینؑ ادبار آگیا۔

اس لیے بنو ہاشم اور بنو مویان میں اگر تعلقات قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دوسرے سے رشتہ
مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یزید کے مظالم کے مرالی بھی اقرار ہی تھے
گیا رہنماؤں شبہ

یہ ہے کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد کوفہ کے شریر النفس لوگوں نے سیدنا
حسینؑ کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ یزید کی ہجرت
پر تمام امت مستحق ہے تو آپ اپنے ارادہ سے دستبردار ہو گئے۔

اس کا جواب

یہ ہے کہ یہ محض ہرزہ سرائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تاریخ طبری،
الہدایہ والنہایہ، ابن الاثیر، الامصاب لابن حجر اور تاریخ الخلفاء یہ سب کتابیں
ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں کہیں یہ مذکور نہیں جو مستحق نے سوال میں ذکر کیا ہے۔
کیا العیاذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض نے نادان عقل سے
کورے، احکام شرع سے بالکل ناواقف اور دینی تقاضوں سے سرے سے نا آشنا
تھے کہ ساری کو تو اس حقیقت کا پتہ چل گیا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ان شریر النفس
لوگوں کے بہکانے میں آکر جن کے

”نامبارک عزائم و مقاصد کہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے اور کبھی جنگ
جمل و صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے حتیٰ کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور حسنؑ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں
کے نامہ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں“

آپ نے یہ یاد کر لیا کہ امیر بنیاد امت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں اور پھر ان کے خلاف خروج پر

آبادہ ہو گئے۔ سبحان اللہ! اس سے زیادہ اور کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر
و تجہیل میں کہا جاسکتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ صرف حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بلکہ ان کے بعد ساری امت اسلامیہ پر آئی تک یہ حقیقت منکشف ہی نہ ہو سکی جو مستحق پر واضح
ہوتی ہے نمودار اللہ من لہ الخرافات، جھوٹ بولنے کی حد ہو گئی۔

ناروق اعظم کی شہادت میں کسی کوئی کا ماتم نہ تھا | حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت
میں کسی کوئی کا ماتم نہ تھا یہ معنی جھوٹ ہے، نہ ان کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں
آئی ان کی شہادت کے بارے میں سائنس کا افسانہ موجودہ دور کے ملحد نااصبوں کے
ذہن کا ساختہ و پرواختہ ہے۔

بقیہ غلط باتوں پر تنبیہ | حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں بھی کسی کوئی کا نام
نہیں لیا جاتا۔ محاصرین میں بھی اکثریت اہل مصر کی تھی، جنگ جمل و صفین میں کیا طرفین سے
سارے صحابہ کرام (نمودار اللہ) دیوانے ہو گئے تھے کہ وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرح ان شریر النفس لوگوں کی شرارت کو بالکل نہ سمجھ سکے اور قتل و قاتل کا ہنگامہ کارزار
جاری رکھا۔ ایک ملحد تو ایسی بات سمجھا سکتا ہے لیکن کبھی مسلمان کا ذہن اس خرافات کو
باد نہیں کر سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم مرادی پکا خارجی تھا، خارجیوں
کا گڑھ کوفہ نہیں نہر دان تھا۔ ابن ملجم قاتل علی کوئی نہیں مصری تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی توہین و تحقیر می غوار ج اور فساد صفت پیش رہے ہیں۔

یزید کے خلاف حضرت حسینؑ کا اقدام اللہ تعالیٰ عنہ تھا | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام
یزید کے خلاف اس کی اپنی بنا پر دوسروں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بعصیت کے مطابق
محض بطنی اللہ فیہ من اعلا کلمۃ اللہ تھا۔ چنانچہ ما فظ ابن جریر و ابن ابی یوسف نے لکھے ہیں:

قسم خرجوا غضبا للدين من
اجل جور الولاة وترك عملهم
بالسنة النبوية فلهذا اهل
الحق ومنهم الحسين بن علي و
ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم اور
سنت نبوی پر ان کے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی غیرت
و حمیت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور حضرت حسین بن
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل مدینہ جنہوں نے شہادت دی

أهل المدينة في الحرية والعتق
الذين خرجوا على المحتاج^{عليه}
جن حضرات سے یزید و حجاج کے خلاف
اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا
قلعہ جائز نہیں تھا چنانچہ حافظ ابن حجر مستح الباری میں رقمطراز ہیں :

من خرج عن طاعة امام جائز
أراد الغلبة على ماله أو نفسه
أو أهله فهو معذور ولا يحل
قتاله وله أن يدفع عن
نفسه وماله وأهله
بقدر طاقته -

جو کسی ایسے حکمران کی اطاعت سے نکلے کہ جو ظالم ہو
اور اس شخص کے جان یا مال یا اہل و عیال پر غلبہ
کرنا چاہتا ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اس سے
قتال حلال نہیں اور اس شخص کو اپنی طاقت کے مطابق
اپنی جان مال اور اپنی اہل و عیال کی طرف سے دفاع
کا حق حاصل ہے -

وقد أخرج الطبري بسند
صحيح عن عبد الله بن الحارث
عن رجل من بني مضر عن
علي، وقد ذكر الخوانسار
إني خالفوا إماما عدلاً فقاتلوه
وإني خالفوا إماماً جائراً
فقاتلوه فقاتلهم
مقاتلاً -

چنانچہ امام طبری نے بسند صحیح عبد اللہ بن حارث
سے روایت کیا ہے اور وہ بنی مضر کے ایک شخص کے
ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ
آپ نے ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو خلیفہ کے خلاف
خروج کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ امام عادل کے خلاف
خروج کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر ظالم حکمران کی نفی
کریں تو ان سے قتل و قتال نہ کرو کیونکہ ان کو کچھ کا حق
محاصل ہے (اس لیے معذور ہیں)

اس روایت کو متفق کرنے کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وعلى ذلك يحل ما وقع للحسين
بن علي ضد أهل المدينة
والجاء ثم لعبد الله بن الزبير

اور اسی صورت پر محمول ہوگا جو حضرت حسین بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا اور پھر معاویہ
میں اہل مدینہ کے ساتھ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

ثم للقراء الذين خرجوا
على الجعالة في قصة عبد الرحمن
بن محمد بن الأشعث
والله أعلم له

عندہا کے ساتھ اور ان علماء کے ساتھ کہ جنہوں نے
عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کے واقعہ میں حجاج
کے خلاف خروج کیا تھا کما ان سب حضرات سے قتال
ناجائز تھا - واللہ اعلم

حرمین میں یزید اور اس کے عمال نے | چونکہ مشبہ کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
حضرت حسینؑ کو مدینہ سے نہ بیٹھنے دیا - | قتال نہ کیا کا وہ خط جو یزید کے نام لکھا گیا تھا درج
کیا جا چکا ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو یزید کے عمال نے حرمین میں ہی سے بیٹھنے ہی نہ دیا۔ مدینہ میں تھے تو بہت یزید پر اصرار
تھا، مگر معتزل آگئے تو وہاں بھی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط
لکھ کر اپنے قلعہ اشعار میں حضرت حسینؑ کو قتل کی دھمکی دی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے حرم مکہ میں خونریزی ہو اور حرم کی عزت خاک میں ملے بلکہ
اس لیے آپ نے کوفہ کا رخ کیا کہ وہاں آپ کے اعموان و انصار تھے -

جن حضرات نے کوفہ جانے سے حضرت حسینؑ | اور جن حضرات نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا
کو روکا، برہنہ شفتت روکا۔ | وہ بھی برہنہ شفتت تھا نہ اس بنا پر کہ آپ
کا یہ اقدام خود اللہ خلاف شرع تھا۔ ورنہ روکنے والے آپ سے صاف صاف کہہ دیتے کہ آپ
مرتب معصیت ہو رہے ہیں یزید جیسے خلیفہ برحق کے خلاف خروج کرنے سے آپ شرعاً کے رد
سے باقی مباح الدم اور واجب التسلل ہو گئے۔ اس لیے خلیفہ برحق سے بغاوت کرنا آپ کے
شایانِ غائب نہیں۔ نور فرمائیے یہ حضرات کونیوں کی یوفائی کا اندیشہ تو ظاہر کرتے ہیں مگر
آپ کے اس اقدام کو گناہ قرار نہیں دیتے۔

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے | کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے، ان میں غاصبین کی

کثیر جماعت تھی حضرت حسین کو مرتبہ شہادت پر نائز ہونا تھا اس لیے لاکھ جن کی جلتے ہونا یہی تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں ازل سے شہادت مقدر تھی بہت سے صحابہ کرام نے آپ کی نصرت میں اپنی خدات پیش کر دیں اور محاصرین سے جنگ کی اجازت مانگی بظاہر خیال ہوتا ہے کہ اگر محاصرین سے جنگ کی جاتی تو ان کا فرار پر قرار ضروری تھا لیکن آپ نے اسے پسند ہی نہ فرمایا۔ اور آخر جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انجام سے ناواقف نہ تھے راہ حق میں شہادت مطلوب عزم ہے اس لیے آپ نے جو قربان مصیبت سچا اسی پر عمل کیا۔

کوڈ کی گورنری پر ان زیادہ کا مقرر
اور حضرت حسینؑ کی شہادت

کو جیسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عازم کوڈ ہونے کی اطلاع ملی اُس نے فوراً حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ چار سو آدمی ساتھ لے کر کوفہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس سے آتے ہی جو ظلم و ستم ڈھایا اس سے تاریخ کے اوراق پر ہیں۔ بڑے بڑے سرکردہ لوگوں کو داد و دہش سے سر کیا۔ اور عوام کو جبر و قہر سے کوڈ کی چاروں طرف سے ناکر بندی کر دی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ ہو، اور کوئی کہیں نہ جلسے کے جوڑتال میں اس چانگ تبدیل سے ملے۔

کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر نہ ملنے کے سبب مدد کا موقع نہ مل سکا۔ حضرت حسینؑ ابھی کوڈ نہ چھین سبیل دور ہی تھے کہ ابن زیاد کے حکم سے راہ ہی میں حرت بن زید بمبئی کے دستہ فوج نے جو ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھا آپ کا محاصرہ کر دیا۔ پھر حرت بن سعد کی سرکردگی میں مزید چار ہزار سپاہ روانہ کر کے پہلے حضرت حسینؑ ہی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروان کا پانی بند کیا پھر ان سب حضرات پر حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔

چنانچہ امام بخاریؒ "تاریخ مختصر میں لکھتے ہیں :

حدیثنا موسیٰ ثنا سلیمان بن
مسلم ابو المعلی العجلی قال

سمعت أبا أن الحسین لما نزل
 حکم بلا خاؤل من طعن ف
 سرادقه عمر بن سعد فرأیت
 عمر بن سعد وابنه قد ضربت
 أعناقهم وعلقتوا علی الخشب
 ثم أُلحبت فیهم النار۔
 سب شہداء کربلا کے سر کاٹ کر ان کو کوثر روانہ کر دیا گیا۔

سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت حسینؑ مجیب کربلا میں
 فروکش ہوتے تو سب پہلے جس شخص نے ان کے
 سر پر وہ میں نیزہ مارا وہ عمر بن سعد تھا پھر میں
 نے (کچھ عرصہ بعد میں نظر بھی) دیکھا کہ عمر بن سعد
 اور اس کے دونوں بیٹوں کی گردنیں ماری گئیں اور
 انہیں شہر پر لٹکا کر نذر آتش کر دیا گیا۔ اور ان

حضرت حسینؑ کے سرمبارک کے ساتھ جو گستاخی کی اس کی تفصیل ”صحیح بخاری“ میں ان الفاظ میں مذکور ہے :

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
ابِرَاهِيمَ شَنَا حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ
شَاهِرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ النَّسَبِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ أَقْبَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ
بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَبْعَتِ
فَجَعَلَ يَنْتُكَ وَقَالَ فِي حَنَةِ شَيْئًا
فَقَالَ أَنَسُ كَانَ أَشْبَهُهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مَحْضُوًّا بِالْمَوْنَةِ عَلَيْهِ
اور جامع ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے ۔

محدثنا خلد بن اسلم البغدادی حنفیہ نبی سیر کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت انس

نا المنصور بن شمیل ناھشام بن
حسن عن حفصة بنت سيرين
قالت ثقی النس بن مالک قال
صكت عند ابن زیاد فجعل
برأس الحسين فجعل يقول بقتيب
فأفقه و يقول ما رأيت مثل
هذا احسن لم يذكر قال قلت
اما أنه كان اشبههم برسول الله
صلی الله علیه وسلم - هذا حديث
حسن صحيح غریب -

عمر بن سعد کا حشر | عمر بن سعد کا جو حشر ہوا وہ ابھی تاریخ بخاری کے حوالہ سے
آپ پڑھ چکے کہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد ہی قتل کر دیا گیا اور پھر اس کے لاشے کو آگ میں
جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ سن کر کا ہے۔

ابن زیاد کے سر کے ساتھ | اور شہر میں بروز ما شوارہ ہی ابن زیاد بد شہاد بھی
کیا غیر تناک معاملہ ہوا | ابراہیم بن الاشرک کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی تصریح
جہاں ملتا ہے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا
اس کا سرنا مبارک بھی رکھا گیا پھر اس کے سر پر جو جتنی وہ سینے کے لائق ہے۔ امام ترمذی
اپنی جامع میں فرماتے ہیں :

عن عمار بن عمیر قال لما جئ برأس
عبيد الله بن زياد واصحابه فضعوه
في المسجد في الرحبة فانتهت إليهم
وهم يقولون قد جاءت قد جاءت
عمارہ بن عمیر بیان ہے کہ جب عبيد اللہ بن زیاد
اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر چوک کی مسجد
میں بالترتیب رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچا
اس وقت لوگوں کی زبان پر تھا وہ آیا وہ آیا

فاذا احببته قد جاءت تخلل
الرفس حتى دخلت في مخزى
عبيد الله بن زياد فمضت
هينة ثم خرجت فذهبت
حتى تعقبت شعثا لواقدا
جاءت قد جاءت ففعلت ذلك
مرتين أو ثلاثا. هذا حديث حسن صحيح

یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا | اور یزید کا جو حشر ہوا وہ جانکا ابن کثیر کے
الفاظ میں یہ ہے :

وقد أخطأ يزيد خطأ فاحشا
في قوله لمسلم بن عتبة أن
تبيع المدينة ثلاثة أيتام
وهذا خطأ كبير فاحش مع
ما انضم إلى ذلك من قتل
خلق من الصحابة و أبناءهم
وقد تقدم أنه قتل
الحسين و أصحابه على يدي
عبيد الله بن زياد و قد وقع
في هذه الثلاثة أيتام من
المفاسد العظيمة في المدينة
النبوية ما لا يحصى ولا يوصف
ما لا يعقل إلا الله عز وجل
یزید نے مسلم بن عتبہ کہہ کر کہ وہ تین یتیم تک
مدینہ نبوی میں قتل و غارت گری جاری رکھے
بڑی خطا فاحش کی۔ یہ بڑی سخت اور فحش غلطی
ہے اور اس کے ساتھ صحابہ اور صحابہ زادوں
کی ایک خلقت کا قتل عام اور شامل ہو گیا۔ اور
سابق میں گزر چکا کہ حضرت حسین اور ان کے
اصحاب عبيد اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کر ڈالے
گئے مدینہ منورہ میں ان تین دنوں میں ، وہ
مفاسد عظیمہ واقع ہوئے کہ جو حد و حساب سے باہر
ہیں اور بیان کیے ہی نہیں جاسکتے۔ بس اللہ
عزوجل ہی کو ان کا علم ہے۔ یزید نے تو مسلم بن
عتبہ کو جیسے کہ یہ چاہا تھا کہ اس کی سلطنت و
اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے

وقد اراد بار سالی مسلمین ایام حکمرانی کو بلا تزلزل و دام حاصل ہو
عقبہ تو طید سلطانہ و مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف مراد اس
ملک و دوا امر ایتامہ من کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے
غیر منافع فعاقبہ اللہ در میان آڑے آگیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے
بنفیض قصده و حال بلیغہ جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی بھی کمر
وبین مایشتمیہ فتصمہ اللہ توڑ کر دی اور اسے اسی طرح دھچک دیا جس طرح
قاصم الجبارۃ و اخذہ اخذ کہ غالب اور باقتدار پکڑا کر تاج اور اسی
عزیز مقتدر و کذلک اخذ طرح ہے تیرے رب کی پکڑ جبکہ وہ پکڑ ملے بہتوں
رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْفَرْقَىٰ وَ هِيَ ظَالِمَةٌ کو اور وہ ظلم کرتے ہوئے ہیں بے شک اس کی پکڑ
إِنِّي أَخَذْتُ آلَ فِرْعَوْنَ شَدِيدَةً دروناک ہے شدت کی

ان کی نسل کا منقطع ہو جانا اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نسل النکاح میں فرماتے ہیں :

روز طفت باقی ماند از اولاد وے مگر کر لاکے دن حضرت حسینؑ کی اولاد جز نہیں
زین العابدینؑ جس جی تعالیٰ از صلب بجز حضرت زین العابدینؑ کے کوئی مرد باقی نہ بچا
وے آفتد رک خواست از اہل بیت نبوت پھر حق تعالیٰ نے آپؑ کی پشت سے خاندان نبوت
بیسرون آورد و در شرق و غرب منتشر کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور
گردانیہ چنانچہ پنج ناجیہ و پنج شہرہ اندران کو شرق و غرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح
از وجودشان غالی نیست و نباشد اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود
و از یزید و اخلافس یک ہی نگذاشت خالی ہوا و نہ کبھی غالی ہوگا اور یزید اور اس کی
کہ خانہ آبادان کنند و آتش اندوزند نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو مگر
و اللہ تعالیٰ راست ترین گویند کا و آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے نہ کوئی نام لیا
بہ حبیب خود و کفر مرد است و نہ پانی دیا اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس

مَشَانِكَ هُوَ الْآبُتْرَه ۞ اپنے حبیب حضرت محمدؐ کی آمد علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ
بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رو گیا و دم کٹا۔

یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسینؑ اور ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ
یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت
میں عمر بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھیج دیا جائے
تاکہ میں اپنے ابن عم (پچا زاد بھائی) امیر یزیدؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاملہ اس طرح طے کر لوں
جس طرح میرے بھائی حسنؑ نے میرے والدؐ کے ساتھ کیا تھا۔ سائل نے فاضل یدی فی یدہ
کے الفاظ تو نفل کے بقیہ الفاظ تاریخ کی کس کتاب میں منقول ہیں۔

اس پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے
کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت
منفرد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی؟

سب سے پہلے یزید کی ولید بن عقیل کی تقریب عمل میں آئی تو کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اس کی ولی جہدی کی بیعت کی اور اس کو درست بتایا؟ پھر جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے
اس مطالبہ کو منظور فرمایا؟ کیا آپ نے مدینہ طیبہ کو صرف اسی بنا پر خیر باد نہیں کہا کہ یزید کے مقبرہ
کو وہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ والا جابر تھا؟ کیا آپ
اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آ گئے تھے؟ حرم مکہ میں ہی آپ نے یزید کی بیعت
پر کبھی ایک لمحے کے لیے بھی انکار و رضامندی کیا تھا؟ پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت منکرات بھی
سمجھتے تھے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری "الفصل فی الملل والادواء والنحل" میں رقمطراز ہیں:
إِذْ رَأَىٰ أَسْهَابَ بَيْعَةِ ضَلَالَةٍ ۖ حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت
بیعت منکرات ہے۔

آپ کا اخیر خطبہ جو آپ نے میدان کربلا میں دیا، آپ کے موقف کو صاف صاف بتا رہا ہے یہ خطبہ احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے سے نقل کیا جا چکا۔ حضرت ابن عباس کا وہ خط بھی پڑھ لیجئے جو آپ نے یزید کے نام لکھا تھا اور جو سابق میں تاریخ الکامل، ابن اثیر کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے راضی ہو گئے تھے حالانکہ یہ دونوں مواقع ایسے تھے کہ جہاں ایسی اہم بات کا ذکر ضروری تھا۔ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء یا حضرات انصار مدینہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی جب سے وہ یزید کے خلاف کھڑے ہوئے کبھی اپنے موقف سے رجوع کیا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے۔ حضرت تو عزم و ہمت اور عزیمت کے اعتبار سے ان سب حضرات سے برتر اور بڑھ کر تھے۔ اولکالات و فضائل کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین میں اس وقت کوئی ان کا ہمسرہ تھا وہ بھلا کس طرح اپنے صحیح موقف سے رجوع فرما سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ و تابعین کے نزدیک یزید کی شخصیت، ناپسندیدہ تھی۔ چنانچہ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَتَكْرَمُونَ أَتَكْرَمُونَ الصَّحَابَةَ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومن التابعین حضرت نے بھی یزید بن معاویہ، ولید اور بیعة یزید بن معاویہ والولید و سلیمان سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ مرنے لافہم کا نواغیر مرضیین^۱ اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ شخصیتیں تھیں۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ نہ یزید نے اپنی حرکات سے توبہ کی، نہ ان حضرات میں سے کسی نے اس سے بیعت کا ارادہ منسوخ کیا، ہر حال اگر اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت معاصرین واقف سے پسند صحیح مذکور ہو تو ضرور پیش کی جائے ہم بعد شکر یہ اس تحقیق کو قبول کریں گے۔

حضرت حسین کا شمار نجباء صحابہ میں ہے | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ”نجباء“ (خاص برگزیدہ اصحاب) اور ”رقبار“ (جو آپ کے احوال کے نگراں ہوں) میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لكل نبي سبعة نجباء ورفقاء وأعطيته أنا أربعة عشر قلنا من هم؟ قال أنا و ابنائى وجعفر وحمزة و أبو بكر وعمر ومصعب بن عمير و بلال و سلمان و عمار و عبد الله بن مسعود و أبو ذر و المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجباء اور رفقاء دیئے گئے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں ہم نے عرض کیا یہ کون کون حضرات ہیں آپ نے فرمایا میں (یعنی حضرت علی) اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابو ذر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

”نجیب“ کے معنی برگزیدہ اور ”وقیب“ کے معنی نگراں احوال کے ہیں، شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی ”اشعۃ اللمعات“ میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ازین معلوم میشود کہ درین چهارده اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ بحسب نجابت و رقابت خصوصیت ہست کے چودہ بزرگوں کو نجابت و رقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل کر در دیگران نیست۔ ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ علیؑ
 حسین اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔
 سے ممتاز ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے تمام حالات کے منجراں ہوں ان کے مزاج مثلاً نبوت ہونے میں کیا شبہ
 ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کا جو اقدام بھی ایسے مواقع پر ہوگا وہ
 جاوہد شریعت سے ذرا بھی ادا ہر ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حضرت علیؑ، حضرت حسینؑ
 اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے وقت میں مخالفین کے ساتھ جنگ
 و مسلح کا جو اقدام بھی کیا وہ امت کے عین مفاد میں تھا اور تمام اہل سنت کا اس پر
 اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اسی تمام جنگوں میں حق پر تھے اور حضرت حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف بالکل صحیح تھا۔ چنانچہ علامہ عبدالحی بن محمد حبیبی رحمہ اللہ
 ”شذرات الذہب“ میں لکھتے ہیں

والعلماء مجمعون علی تصویب
 قتال علی لمخالفیہ لامنہ
 الامام الحق ونقل الاتفاق
 ایضا علی تحسین خروج الحسین
 علی یزید وخروج ابن الزبیر
 وأهل الحرمین علی بنی امیہ
 وخروج ابن الأشعث ومن
 معہ من کبار النبییین وخیار المسلمین
 علی المجتہد الطہور رأوا
 جواز الخروج علی من کان مثل
 یزید وللمحتاج ومنہم من
 جوز الخروج علی من ظالم لہ
 اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے
 کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق
 منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
 خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف
 اور ابن الأشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین
 اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن
 تھا۔ پھر یہ جو علماء کہ رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج
 جیسے (ظالم اور فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ
 کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو
 یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔

حسین اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر حضرت حسین
 تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟
 تھے تو پھر ان کو عمر بن سعد یا عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لینے سے آخر
 کو نسا امر مانع تھا کیا وہ بھی! (نہو ذلہ) حب جاہ میں گرفتار تھے کہ صرف بادشاہ وقت
 ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کے عمال کے ہاتھ پر بیعت کرنا ان کی کسر شان ہے
 اسی طرح اسی صورت میں خود یزید کی عمال کو انہیں دمشق پہنچانے میں آخر کیا مہذر تھا؟
 اور جب یہ اطاعت کے لیے تیار تھے تو پھر انہیں ناحق قتل کرنے سے کیا فائدہ تھا؟
 اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیعت پر آمادہ تھے مگر
 عبید اللہ بن زیاد نے زبردستی آپ کو قتل کر دیا تو سوال یہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد اور
 عمر بن سعد کو آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی کونسی ذاتی عداوت تھی جس نے ان
 لوگوں کو آپ کے قتل پر مجبور کیا تھا؟

اور اگر یہ لوگ اس قدر خود مسرت تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یزید کی بیعت پر آمادہ تھے مگر پھر بھی وہ ان کے قتل سے باز نہ رہے تو یزید کیا برائے نام
 خلیفہ تھا کہ جو عضو معطل بنا بیٹھا تھا اور جو کچھ کرتے تھے اس کے عمال بد اعمال ہی کرتے
 تھے۔ اور اگر واقع میں یزید با اقتدار خلیفہ تھا اور اس کے مشاکے بغیر شہر لے کر بڑا کو قتل
 کیا گیا تو پھر اس نے اس بارے میں اپنے عمال بد سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اتنی بحث و رایت کے اعتبار سے اس روایت کے ناقابل قبول ہونے کے لیے کافی
 ہے جو مستفتی نے منقول کی ہے کہ ”فامض یدی فی یدہ“ اور یہ کسی قابل وثوق
 سند سے ثابت بھی نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اس کے برخلاف عقبہ بن سمان کی صاف تصریح کتب تواریخ میں
 موجود ہے۔ چنانچہ حافظ عزالدین ابن الاثیر جزیری اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں:
 وقد ردی عن عقبہ
 بن سمان انہ قال صحبت
 اور بلاشبہ عقبہ بن سمان سے مروی ہے کہ انہوں نے
 بیان کیا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

الحسين من المدينة إلى مكة ومن مكة إلى العراق ولم أفرقه حتى قتل و سمعت جبيع مخاطباً له الناس إلى يوم مقتله فوالله ما أعطاهم ما يتذكرون به الناس من أنه يضع يده في يد يزيد

مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کبھی جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگوئیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔

یہ عقبہ بن سمان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوہرہ خاتون کے غلام تھے عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔ خضریٰ کی تحقیق [مخاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ] کے مصنف محمد خضریٰ کی تحقیق بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں :

ولیس بصحيح انه عرض عليهم أن يضع يده في يد يزيد فلم يقبلوا منه تلك العود وعرضوا عليه أن ينزل على حكم ابن زياد

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی شکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لیے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیشکش قبول نہ کی اور آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ بنو ہاشم کے فیصلہ پر تسلیم فرم کریں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر وقت میں یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ نہ روایت کے اعتبار سے صحیح ہے نہ روایت کے اعتبار سے۔ اور جو اس

اس کی سمجھت کا مدعی ہوا اس کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ کوئی روایت پیش کرے تاکہ اس کا مدعا ثابت ہو۔

بارہواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خروج بغاوت نہیں بلکہ ایک اجتہادی سیاسی خطا تھی جس کا اصل سبب مرن سبائی کو فیوں کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا

اس شبہ کا جواب

یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلواتیوں کے خلاف کوئی اقدام نہ کر کے سیاسی غلطی کی تھی اور یہ خطا آپ کی اجتہادی تھی۔ بہر حال بغاوت ہو یا اجتہادی سیاسی خطا جب بقول مستغنی حضرت نے اپنے پہلے موقف سے رجوع فرمایا تھا تو اب ان کو شبہید کرنے کا کیا جواز تھا؟ اور خیر حضرت کو تو خاک بد میں گستاخ بقول مستغنی شرک النفس لوگوں نے امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا تھا اور اس کا سبب مرن سبائی کو فیوں کی دھوکہ دہی اور ان کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا مگر ان ناصبی قاتلان حسین کو خاندان نبوت کا چرغ گل کرنے کے لیے کس شیطان نے کہا تھا اور انہوں نے اپنا دین و ایمان کس خمیت کے کہنے میں اگر برباد کیا؟ اس پر مستغنی نے کچھ روشنی نہ ڈالی۔

سبائی کون تھے اور یہ ایچ بی خوب ہے کہ اس کا اصل سبب سبائی کو فیوں کی دھوکہ دہی ہے۔ سبائیوں کو تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلایا تھا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ

ألف علي رضي الله عنه بنزادقة فاحرقه ثم لائے گئے آپ نے ان کو نذر آتش کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ زندادقہ

یہ زنادتہ کون تھے ان کے بارے میں علامہ محمد بن یوسف کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 "الکوکب الدراری شرح بخاری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام
 ابوالمظفر الاسفہانی کی کتاب "التبصرہ" سے ناقل ہیں :
 هم طائفة من الروافض تدعی یہ روافض کا وہ گروہ تھا جس کو سبائی کہا جاتا
 السبائیة اذعوا ان علیاً الہ و ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی خلیفہ میں ان کا
 کان رئیسہم عبد اللہ بن سبا و سربراہ عبد اللہ بن سبا تھا جو اصل میں
 کان اصلہ یہودیاً ۔ یہودی تھا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں :

وأخبار عبد الله بن سبابة في عبد الله بن سبا کے واقعات تواریخ میں مشہور
 المتواتر و ليست له رواية وثقة الحد ہیں بحدیث اس سے کوئی روایت نہیں ہے۔
 وله أتباع يقال لهم السبائیة اس کے متبعین کو "سبائیہ" کہا جاتا ہے۔ یہ
 يعتقدون إلهية علي بن أبي طالب لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 وقد أقرهم علي بالنار في کی الوہیت کے قائل تھے۔ ان کو حضرت علی
 خلافتہ کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلا دیا تھا۔

اب ذرا غور فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سبائیوں کے ساتھ جو
 عبرت انگیز معاملہ کیا وہ سب کچھ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے
 ہوا پھر کیسی لغو بات ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے بعد بھی ان سے دھوکھا
 کے لیے فرخ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو تجویز کیا جائے اس سے زیادہ حضرت حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے۔ ناصبی اور رافضی دونوں
 کا شمار خلق خدا میں بدترین جھوٹ بولنے والوں میں ہے۔

یہ افتراء کہ کوئی سبائیوں نے لڑائی اور یہ قطعاً افتراء ہے کہ یہ "کوئی سبائیوں کی
 میں پہل کر کے ضلع نہ ہونے دی کی محض سوچی سمجھی سبکدوشی کی لڑائی میں پہل کر کے

صلح کو پورا نہ ہونے دیا جائے" جنگ میں پہل کرنے والے ناصبی تھے سبائی نہیں۔
 مستغنی نے ابن زیاد اور ابن سعد کے سبائی ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ ابن
 اس دور کے ناصبی محدثوں نے ایک سوچی سمجھی سبکدوشی کے تحت اب یہ جھوٹا من گھڑت انسان
 تیار کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف یزید کی بیعت پر بالکل تیار ہو گئے
 تھے بلکہ اس سے بیعت کرنے کے لیے دمشق کی طرف بھی چل پڑے تھے اور عمر بن سعد
 حرم یزید اور شمر بن ذی الجوشن اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ قافلہ حسینی کی نگرانی کے لیے ان کے
 ساتھ تھے جو مخدرات حرم کے احترام کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہتے تھے کہ اسی اثناء
 میں ان ساٹھ کو فیل نے جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ سے کرنا تک
 ساتھ رہے تھے ایک روز عصر کی نماز کے بعد موقع پا کر پھٹنے کے وقت حضرت حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے کیمپ پر حملہ کر کے ان کو مح ان کے رفقاء کے اچانک شہید کر ڈالا۔ اور پھر شمر
 اور عمر بن سعد کے دستہ فوج نے ان قاتلوں کو کھڑکیر کر قتل کر دیا۔ یہ وہ فساد ہے جو
 "مجلس عثمانی فنی" کے اراکین نے اپنے دل سے گڑھ کر "دستان کر بلا" اور حادثہ کر بلا
 نامی دو کتابوں میں کچھ کر شائع کیا ہے اور پھر ان کو بار بار طبع کر کے ہزاروں کی تعداد میں
 منتقل کیا ہے حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ذکر صحیح تو درکنار کسی جھوٹی اور موضوع
 روایت میں بھی موجود نہیں، اس سے پہلے محمد احمد عباسی نے اس سلسلہ میں یہ داستان
 لکھی تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن سعد کے درمیان صلح کی گفتگو جاری
 تھی اور معاملہ باہمی طے ہونے کو تھا کہ جب مزید امتیاط کی غرض سے قافلہ حسینی سے تنہیاً
 لینے کا مطالبہ کیا گیا تو ان کی فوجوں نے اور مسلم بن عقیل کی اولاد نے اچانک عمر بن سعد کی فوج
 پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی بنا پر عمر بن سعد کی فوج کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کو قتل کرنا پڑا یہ دونوں
 باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ خدا تعالیٰ ان جھوٹوں کا مزہ کالا کرے۔ اس جھوٹ کی
 تفصیل معلوم کرنا ہو تو ہمارے رسالہ "شہداء کر بلا پر افتراء" کا مطالعہ کرنا چاہیے

ضحاب کی جماعت حضرت حسین کے موقع کی حامی تھی اور یہ کہنا کہ "کسی صحابی نے اس

خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا حالانکہ اس وقت خاصی تعدا و صحابہ کرام کی موجودگی باطل غلط ہے صحابہ کرام کی جو تعداد بہت تعدا و اس وقت باقی رہ گئی تھی وہ آپ کے موقف کی حامی تھی چنانچہ حافظ ذہبی "سیر اعلام النبلاء" میں جہاں یہ لکھتے ہیں کہ "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کے لیے ترغیب دے کر روانہ کیا تھا" وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں :

قلت : هذا يدل على
تصويب عبد الله بن عمرو
الحسين في ميده وهو
راي ابن الزبير وجماعة
من الصحابة شهدوا
الحزبة
میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کوڑے کی ہم پرمانی کے لیے ترغیب دے کر روانہ کیا تھا اور یہی رائے حضرت عبداللہ بن الزبير و جماعۃ من الصحابة شهدوا الحزبة کی تھی جو واقعہ جرحہ میں شریک ہوئے۔

علامہ ابن حزم عاہری اور شیخ عبد بن محمد دہلوی کی تصریحات اس بارے میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں :

بل الناس انما يملكون الحسين
لانه السيد الكبير وابن بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس
عليه الا ان يرضى يومئذ احدنا ميه
ولا يساويه ولكن الدولة التي يرضى
كانت كلها تناوبه
بلکہ سب لوگوں کا سیلان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے نواسے تھے اور ان دونوں کے روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو ان کے مماثل و مساوی ہو لیکن یزیدی حکومت سب کی کانت کلاہا تناوبہ تھی۔

یہاں "الناس" کا لفظ قابل غور ہے کہ جس میں یزیدی ارکان سلطنت کے علاوہ اس محمد کے سارے ہی حضرات آجاتے ہیں اس لیے یہ شبہ باطل ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیش کیا کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ اس وقت صحابہ کرام سے بھرا ہوا تھا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اس وقت ان کا ساتھ نہ دیا۔

آخر نہایت بے کسی کی حالت میں میں حرم نبوی میں گھر کے اندر مجلس کران کو قتل کر ڈالا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے نکلنے کے وقت یہ کسی کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں آپ کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی ردم میں شہید کر ڈالا جائے گا۔

صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا | پھر بھی حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ ہی کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں چنانچہ امام بخاری "التاریخ الکبیر" میں فرماتے ہیں :

انس بن الحارث قتل مع الحسين
بن علي سمع النبي صلى الله
عليه وسلم
انس بن الحارث قتل مع الحسين
بن علي سمع النبي صلى الله
عليه وسلم
انس بن الحارث قتل مع الحسين
بن علي سمع النبي صلى الله
عليه وسلم

احادیث کی رو سے حضرت حسین کے موقع کی صحت | حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ نے جو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے :

ان ابني يعني الحسين - يقتل بارض
يقال لها كربلاء فمن شهد منكم
ذلك فليصرو -
میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا
تم میں سے جو کوئی اس موقع پر موجود ہو اس
کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے۔ اس روایت کو حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں امام بغوی کی "معجم الصحابہ" کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے۔

اس روایت سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع کی صحت روایتوں کی طرح عیاں ہوگئی اور جیسا کہ سابق میں بھی گزرا حضرت علی اور حضرات حسین رضی اللہ عنہما تعالیٰ عنہم اس امت کے نخباء و رقباء ہیں سے تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ امت میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہو یہ اس کا بروقت تدارک کریں خواہ اس

سلسلہ میں جاہ کی قربانی دینی پڑے یا جان کی یا جان و مال دونوں کی۔ اس لیے ان تینوں بزرگوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح امت کے سلسلہ میں جو بھی قدم اٹھایا وہ عین رضا کے الہی اور شریعت کے مطابق تھا اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ ان ہر سہ حضرات کا جنگ و صلح کے بارے میں جو اقدام بھی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاح کے عین مطابق ہوگا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے :

عن زید بن أرقم أن حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ آنحضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قال لعلي وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهما حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا "جو ان سے لڑے میری اُن حار بہم وسلم لمن سے لڑائی ہے اور جو ان سے صلح کرے میری اُن سالمہم بلہ سے صلح ہے"

اور سنن ابن ماجہ میں یہ روایت حضرت زید بن ارقم سے "باب فضائل الحسن والحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم" کے تحت ان الفاظ سے مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ و الحسن و الحسين اُناسلم لمن سے فرمایا جن سے تم صلح کرو میری ان سے سالمتم و حرب لمن صلح ہے اور جن سے تمہاری لڑائی ہو ان سے حاربتہم۔ میری لڑائی ہے۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے علاوہ مسیح ابن حبان میں بھی حضرت زید بن ارقم کی یہ روایت موجود ہے اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں آئی ہے :

عن ابي هريرة قال نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین و فاطمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا

إلى علي والحسن والحسين وفاطمة فقال أنا "جو تم سے جنگ کرے ان سے میری جنگ حارب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم بلہ ہے اور جو تم سے صلح کرے ان سے میری صلح ہے" اس لیے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کو خطا کہنا بہت بڑی خطا ہے۔

اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت مذہب ہے | اہل بیت سے جنگ کرنا ایسی مذہب حرکت ہے کہ جب کی مذمت پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے چنانچہ محدث ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح "مراقاة" میں لکھتے ہیں :

ففضل أهل البيت و ذم من اہل بیت کی فضیلت اور ان سے جنگ کرنے حاربہم أمر مجمع علیہ عند علماء والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اہل کفر و اہل الشیئة و اکابر ائمۃ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے

یزید کے بارے میں اُس کے بیٹے کی شہادت | یزید کے بارے میں سب بڑی شہادت خود اُس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صلح جو۔ اب دیکھئے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ شہادت بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسہا برس اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے :

قلند ابی الامر و کان غیر اھله و میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل نافع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ تھا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ وسلم فقط صف عمرہ و ابنہ و عقبہ تو اسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور و صا در فی قبرہ رہنا بذنوبہ نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں ثم بکی و قال ان من اعظم الامور کی ذمہ داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے

علینا علنا السوء مصرعه وبس
منقلبہ وقد قتل عترت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وأباح الخمر
وخرّب الکعبة ولم أذف
حلاوة الخلافۃ فلا أقلد من رھا
فتناکم وأمرکم واللہ لئن کانت
الدنیا خیرا فقد بلنا منها حظا
ولئن کانت شرّا فکفی ذریۃ
أبی سفیان ما أصابوا منها۔
پھر کہنے لگے جرات ہم پر سے زیادہ گرائی ہے
وہ یہ ہے کہ اس کا زراۃ انجام اور بری عاقبت
ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ اس نے
واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا
شراب کو سباح کیا۔ بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے
خلافہ کی صلاحیت ہی نہیں چکی تو اس کی بیٹیوں کو
کیوں بھیلوں؟ اس نے اب تم جانور اور تمہارا کام
خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل
کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد
نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت | اور یزید کے خاص انخاص شریک کار
اس کے برادر عمراد (بشر طیکہ استلحاقی زیاد صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد کے الفاظ
ملاحظہ ہوں کہ امام اہل السنۃ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ بسند ذیل نقل
فرمایا ہے :

حدثنا ابن حمید قال :
حدثنا جریر عن معینۃ قال :
کتب یزید إلی ابن مرجانۃ
ان اغزو ابن الزبیر فقال لا أجمعها
للغاسق أبداً أقتل ابن بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واغزو البیت، وقال، وکانت
یزید نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد)
کو لکھا کہ "جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں
اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں بڑاٹیاں
اپنے نامہ اعمال میں بھیج نہیں کر سکتا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل
کر چکا اپنا کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں،

امہ مرجانۃ امراء صدق
فقاتل لعبد اللہ حمین
قتل المحبین علیہ السلام
ویلک ماذا صنعت وماذا
رکبت۔
مغیرہ کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھیل
عورت تھی جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ
عنه کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کچھ
پر افسوس تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے | اس لیے علماء اہل سنت والجماعہ میں
جو حضرات اکابر یزید علیہ مایستحقہ پر لعن طعن یا اس کی تکفیر و تفسیق کرتے ہیں
وہ بلاوجہ نہیں کرتے۔ یزید کا فسق تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اس
بارے میں دورائے نہیں ہیں اور کسی ماصبی کی بات اس سلسلہ میں درخور اعتنا
نہیں البتہ اس کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ امام مدد الاسلام
ابوالسرزدوی نے کیا خوب لکھا ہے :

وأما یزید بن معاویۃ کان ظالما
ولکن حل کان کافرا تکلم
الناس فیہ بعضهم کفروہ
لسا حکم عن من اسباب الکفر
وبعضهم لم یکفروہ وقتلوا
لم یصح منه تلك الاسباب
ولاحاجة بأحد إلی معرفۃ
حاله فان اللہ تعالیٰ أعفانا
عن ذلک۔
یزید بن معاویہ، وہ ظالم تھا لیکن آیا
کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء
میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں
کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں
جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر
نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں صحیح نہیں
اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت
بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے
عفو فرمادیا۔

بہر حال اگرچہ امتیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس کی تکفیر سے گریز کیا جائے
مگر بہر صورت اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقة"

میں بصر اُحت کھلے ہے :

و علی القول بانہ مسلم فہو اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) ،
فاسق شریر سکیور جبار شریر کہ وہ فاسق تھا ، شریر تھا ، شرعاً کاتھولاً تھا ، کلام تھا
یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استغاثہ کرنا
ان کی شہادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرانا ایسی جہودہ حرکت ہے کہ
اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے ۔

شہادت حسین پر حضور علیہ السلام کا قلق حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت
کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام اور ملک القدا
(بارش کا فرشتہ) کے ذریعہ اپنی حیات مبارکہ میں پہنچی تھی جس سے آپ کو سخت رنج و
اضطراب ہوا تھا اور بعد اوقات بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر آپ
کے رنج و قلق اور غمت پریشانی و اضطراب کا ذکر احادیث میں وارد ہے چنانچہ :

عن ام الفضل بنت الحارث حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ
عنہا روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں
نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے
فرمایا کیا ؟ عرض کیا بہت ہی سخت ہے (بیان سے
باہر ہے) آپ نے پھر فرمایا کیا دیکھا ہے ؟ عرض
کیا میں نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا
کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے تو بہت اچھا
خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے
لڑکا پیدا ہو گا اور وہ بچہ تمہاری گود میں ہے گا

رأیت خیراً تلد فاطمة ان شاء اللہ

غلاماً یكون فی حجرک غلامی ایسا ہی ہوا) حضرت فاطمہ کے یہاں حضرت
فولدت . فاطمة الحسین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی اور وہ
فکان فی حجری کما قال جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا میری گود میں آئے پھر ایک روز میں ان کو
فدخلت یوما علی رسول اللہ لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں
صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ حاضر ہوئی اور ان کو آپ کی آغوش میں دے دیا
فی حجرہ شعراکت منی اسی اثنائیں میری توجہ ذرا دیر کے لیے دوسری
القناتۃ فاذا عینا رسول اللہ طرف ہوئی تو (کیا دیکھتی ہوں) کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تعریفان صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارکہ سے آنسوؤں
الدموع قالت فقلت سیا تجھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ
نبت اللہ بأبی أنت و أمی آپ پر نثار آپ کو کیا ہو گیا ، فرمایا جبریل علیہ السلام
مالک قال اتانی جبریل میرے پاس آئے تجھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری
علیہ السلام فأنخبرنی ان امتی امت میرے اس بیٹے کو غنیمت قتل کر دے گی
ستقتل ابی هذا فقلت هذا میں نے عرض کیا ، ان کو ، فرمایا ہاں ! اور تجھے ان
قال نعم واتانی بترية مت کے مقتل کی سرخ ریت بھی لا کر دی ہے ۔
تربته حراء

واضح رہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی اہلیہ محترمہ اور بڑی قدیم الاسلام صحابیہ میں صاحبہ کونہ نے "اسماء رجال شکوہ"
میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین قدیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یہ مشرف باسلام ہو گئی تھیں ۔

وعن ابن عباس انہ قال اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ میں نے ایک روز دو پہر کے وقت
وسلم فیمایری النائم خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت
ذات یوم یرتصف النہار میں دیکھا کہ بال کبھرے ہوئے ہیں چہرہ مبارک

أَشْعَثَ أَغْبَرُ مَبِيدُهُ قَارُورَةٌ
فِيهَا دَمٌ مُنْقَلَتٌ بِأَبْ
أَنْتَ وَأَنْتَى مَا هَذَا؟ قَالَ
هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ
وَأَمْرُ أَزَلِ الْخَطَةِ مِنْهُ
الْيَوْمَ فَاحْصِي ذَلِكَ
الْوَقْتُ فَاجِدْ قَتْلَ ذَلِكَ
الْوَقْتُ.
رواهما البيهقي في دلائل
النُّبُوَّةِ وَاحِدُ الْآخِرِينَ

اور امام احمد نے اپنی "مسند" میں اخیر کی روایت
نقل کی ہے۔

وَعَنْ سَلْمَى قَالَتْ دَخَلْتُ
عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي
مَقْلَتٌ مَا يَبْكِيكَ؟ قَالَتْ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَعْنَى فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ
وَالْحَيْنَةُ الْقَرَابُ، فَقُلْتُ
مَالِكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ
شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ أَفْنَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۲۵۵۰۲ م مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰

اب غور منبر میں کہ اہادیث کیا بتاتی ہیں مگر ناہمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت
پر خوش اور مسرور ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہنسنے و طعن اور ان کا
استحقاق ان کا شیوہ ہے۔

شہادت حسینؑ کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان | حافظ ابن تیمیہؒ نے خوب لکھا ہے

وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكْرَمَهُ
اللَّهُ تَعَالَى بِالشَّهَادَةِ فِي هَذَا
الْيَوْمِ وَأَهْلَانِ بِذَلِكَ
مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَعَانَ عَلَى
قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِقَتْلِهِ، وَلَهُ
أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ بِمَنْ سَبَقَهُ
مَنْ الشَّهَادَةِ فَأَتَاهُ وَآخِرُهُ
سَيِّدُ الشَّبَابِ أَهْلُ الْجَنَّةِ
وَكَانَ قَدْ تَرْتَبًا فِي
عِزِّ الْإِسْلَامِ لَمْ يَنَالَا مِنْ
الْهَجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَالصَّبْرِ
عَلَى الْأَذَى فِي اللَّهِ مَا نَالَهُ
أَهْلُ بَيْتِهِ، فَكَأَكْرَمَهَا
اللَّهُ تَعَالَى بِالشَّهَادَةِ تَكْلِيلًا
لِسُكْرَا مَتَمَّهَا وَوَفْعًا لِدَرْجَاتِهَا
وَقَتْلَهُ مَصِيبَةٌ عَظِيمَةٌ

حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت کرنا
اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا احترام کرنا
یہ ناہمی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں ان کی قدر

شہ مجروحہ مفت اوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۵۱۱۔ مطبوعہ ریاض سلیمان

تو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل سے کوئی پوچھے۔ حافظ ابن کثیر

«البدایہ والنہایہ» میں فرماتے ہیں

وقد أدرک الحسین من

حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خمس سنین أو نحوها و

روی عنہ أحادیث

.... و مستذکر ما کانت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یکسر مہمایہ و ما کان

یظہر محبتہما والحنو

علیہما والمقصود أن الحسین

عاصر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم و صحبہ الی

أن توفی و هو عنہ راضی

ولکنہ کان صغیراً

شعر کان الصدیق یکرمہ

و یعظمہ و كذلك عمر

و عثمان و صحبہ أباہ

و روى عنہ و کانت

معہ فی مغازیہ

کلہا فی الجمل و صفین

و کان معظماً موقراً

و لم یزل فی طاعة

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے پانچ سال

یا اس کے گھ بھگ پائے اور آپ حدیثیں

روایت کیں اور ہم عنقریب ذکر

کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں

بھائیوں کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے

تھے اور ان دونوں کے بارے میں کس قدر محبت

و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور مقصود

تو یہ بتانا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک بچپن تھا اور

وفات نبوی تک آپ کی صحبت اٹھائی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس جہان فانی

سے رحلت فرمائی تو اس وقت آپ حضرت حسین

سے خوش ہو کر گئے تھے لیکن ابھی یکم سن تھے

پھر حضرت ابو بکر صدیق اور اسی طرح حضرت عمر

و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کا

اکرام و تعظیم فرماتے رہے حضرت حسین برابر

اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے ان سے

حدیثیں بھی روایت کیں اور تمام غزوات

حیدری میں جن میں مجمل و صفین بھی شامل ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے

آبیہ حتی قتل

یہ ہر زمانے میں معظم و موقر تھے اور برابر اپنے والد ماجد

کی اطاعت میں سرگرم رہے تا آنکہ حضرت علی

کرم اللہ وجہہ نے شہادت پائی۔

اس لیے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں وقعت دینا

حد درجہ گستاخی و خیر چٹھی سبب اور اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت

کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے آمین۔

یاد رہے کہ یزید کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں بعض میں صراحت

کے ساتھ اس کا نام لے کر مذمت آئی ہے اور بعض میں اس کے عہد نحوست جہد کی نشاندہی

کی گئی ہے اور بعض میں اس کی حرکات شنیعہ پر نگہیں پڑیں اور بعض میں اس کے اغیار قبیحہ پر لعنت کی

تصریح ہے۔ ان میں سے بعض حدیثوں کا ذکر سابق میں ہو بھی چکا ہے۔ ان احادیث کی تفصیل

ہم انشاء اللہ تعالیٰ مستقل رسالہ میں قلم بند کریں گے۔ واللہ الموفق۔

مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف | اور یہ جو مستحق نے لکھا ہے کہ اس استفتاء کا جواب مذکورہ

فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے | بالا اسور کی تائید میں ہر محرم شہادہ میں دارالعلوم کراچی سے

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ماتحتی میں دیا جا چکا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

تو الحمد للہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا دارالعلوم بھی موجود ہے اور علم کا دارالافتاء

بھی وہاں سے دریافت کیا جاسکتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ ان بارہ سوالات مذکورہ کی

تائید و تصحیح حضرت مفتی صاحب مرحوم کے قلم سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ

کا رسالہ شہید کو بلا کہیں چھپا نہیں۔ چھپا ہوا موجود ہے پڑھ کر دیکھ لیجئے اس رسالہ

کے مطالعے سے ان سوالات کی تردید ہوتی ہے یا تائید؟

یزید کے بارے میں مفتی صاحب | ہر حال مفتی صاحب کا انتساب علماء دیوبند کی طرف

کے اکابر کی تصریح کا مست | وہ وطناً تلمذاً مشرباً مسلکاً دیوبندی ہی ہیں اکابر

علماء دیوبند جن حضرات علماء کی طرف انتساب میں فخر محسوس کرتے ہیں ان میں شیخ اجل

عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے خلف راشد شاہ و مبدعین صاحب

محدث کی تصریحات یزید کے بارے میں ان اوراق میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

یعنی یزید کے بارے میں | حضرت مجدد الف ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے معاصر اور
مجدد الف ثانی کی تصریحات | شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز کے اکابر ہیں۔ یزید کے
بارے میں ان کے مکتوبات شریفہ میں جو کچھ مرقوم ہے وہ یہ ہے :

یزید بے دولت از زمرہ فسق است ، یزید بد نصیب فاسقوں کے گرد میں شامل ہے
توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اس پر لعنت کرنے میں توقف اہل سنت کے
اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ کسی شخص معین پر اگرچہ
کافر باشد تجویز لعنت بخودہ اندگر وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کی تجویز نہیں کیا
آنکہ یقین معلوم کنند کہ نعم اور کفر کرتے الایہ کہ بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ اس
بودہ کا بیعت النبی وامراتہ نہ آنکہ او شخص کا خاتمہ کفر یہ ہوا ہے جیسا کہ ابولہب نے ہی
شایان لعنت نیست۔ این اور اس کی بیوی تھی یزید پر لعنت کرنے سے توقف
الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں۔ ارشاد
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا باری ہے کہ ”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے
وَالْآخِرَةِ لہ رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں
بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی“

مکتوبات کے ایک دوسرے نسخے میں ”از زمرہ فسق“ کی بجائے ”از زمرہ فسق“
کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہوتے ”یزید سرکش فاسقوں میں سے ہے اور اسی مکتوب میں
سائل کے اس جواب میں کہ : اگر وہ (جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے)
مستحق لعنت ہے۔

اگر اسی سخن در باب یزیدی گفت اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جاتی تو
گنہائش داشت اس کی گنہائش تھی

اور دفتر اول کے مکتوب (۲۶۱) میں فرماتے ہیں :

ابن منکر قرعہ یزید بے دولت یہ فضیلت شیخی کا منکر یزید بد نصیب کا

لہ دفتر اول مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم ص ۶۰ طبع مجددی امرتسر ۱۳۵۷ھ

است کہ بواسطہ احتیاط در لعن ساقمی ہے کہ احتیاط کے خیال سے اس پر لعنت
او توقف کردہ اند ایذا میکہ بھضرت کرنے سے رکھتے ہیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیغمبر از راہ ایذا را ملخصانے راشدین جو ایذا آپ کے خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کے
او میرسد در رنگ ایذا ہے است سبب ہوتی ہے وہ اسی رنگ کی ایذا ہے کہ جو حضرت
کو از راہ ایذا ہے اما میرسد اما میں جن کی ایذا رسانی کی بنا پر آپ کو ہوتی ہے
علیہ وسلم الصلوٰۃ والتسلیمات علیہ وسلم الصلوٰۃ والتسلیمات

بحر العلوم کی تصریح اور علامہ بحر العلوم بکھنوی علیہ الرحمہ فواتح الرحموت
یزید کے بارے میں شرح مسلم الشہوت میں ارقام فرماتے ہیں :

و یزید ابشہ مع انہ کان و یزید ابشہ اگرچہ فاسقوں
من اخبث الفساق و کان میں بڑا اخبث تھا اور منصب خلافت
بعیداً بہر اصل من الامامۃ سے بہر اصل (کوسوں) دور تھا بلکہ
بذل الشک فی ایمانہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے
خذلہ اللہ تعالیٰ والصنیعات اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو
التي صنعها معروفۃ من طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے
انواع الخباثت لہ کی ہیں سب جانی پہانی ہیں۔

اور حضرت سید احمد صاحب شہید بریلوی آپ نے مکتوبات ”میں فرماتے ہیں
رفیق من از جنود حسین بن علی است میرا رفیق حضرت حسین بن علی رضی
ورفتہ مخالف من از زمرہ یزیدی ہے سپاہ میں داخل ہے اور میرے
خالف کار رفیق یزیدی شقی کے زمرہ میں ہے۔

لہ حصہ چہارم ص ۱۳۰ - لہ ۲۵۰ ص ۲۲۳ طبع معر ۱۳۲۲ھ

لہ ملاحقہ ہو مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۵۹ شائع کردہ مکتب خانہ رشیدیہ لاہور۔

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :

بلاشبہ مشارک مایا غازی است
یا شبہید و مقابل مایا ابن ابوجہل است
بلاشبہ ہمارا مشرک یا غازی ہے
یا شبہید اور ہمارا مقابل ابوجہل ہے یا یزید۔

ہندوستان کے اکابر علماء جب یزید کا نام لیتے ہیں تو اس کے نام کے ساتھ پلید کا لفظ بڑھادیتے ہیں۔ یا یوں لکھتے ہیں : یزید علیہ ماہواہلہ یا یزید علیہ ما یتحقہ اور یزید بن معاویہ علیہ من اللہ ما یتحقہ یعنی یزید کے لیے رحمت اللہ علیہ کے بجائے یوں لکھا کرتے ہیں کہ یزید جس معاملہ کا مستحق ہے اس کے ساتھ وہی معاملہ ہو۔

اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے مرشد و شیخ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتاویٰ یزید کے بارے میں امداد الفتاویٰ میں طبع شدہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے وہ یزید کو فاسق ہی بتاتے ہیں۔

غیر مقلد مفسیوں کے فتویٰ کی نتیجہ مطبوعہ استفتاء جو "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے فتویٰ کے بعد غیر مقلدین کے دو مفتیوں کا فتویٰ بھی یزید کے بارے میں ان الفاظ میں درج ہے۔

۱۔ وہی مقلد۔ ان دونوں حوالوں کے بارے میں ہم مولانا سید اعلیٰ شاہ بخاری علم فیہم کے ممنوی ہیں۔ ۲۔ تیسیر الفقاری ۶ ص ۲۹۹ ۳۔ تیسیر الفقاری ۲۵ ص ۱۵۱۔ ۴۔ تاج العروس، مادہ حر۔ ۵۔ ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۵

الجواب۔ امیر یزید علیہ الرحمۃ کے متعلق علاوہ تاریخی حوالہات کے صحیح بخاری کی حدیث مذکور ورسوال میں طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے۔ بس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب علیہ قرار دیں۔ بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس میں کفر کی وجہ نہ ہو۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی میں اس کو مغفور فرمائیں یہ کافر فاسق و فاجر کہنے والا خود اس کا مستحق بن رہا ہے۔ ایسے خیالات و نظریات بابت یزید علیہ الرحمۃ رکھنے والے کے پیچھے نماز کی مانگت کہاں؟ واللہ اعلم بالصواب

مفتیان بالا کی رائے صحیح ہے
ابراہیم الفضل عبدالحنان

۶۳۱

مولانا

محمد یوسف ظاں

مفتی پاکستان کراچی
کلکتہ والے

نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں صحیح بخاری کی حدیث پر تو تفصیلی بحث گذر چکی اور ان دونوں مفتیوں کا غیر مقلدین میں جو مقام ہے وہ جائیں، ہندوستان میں نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم سے بڑھ کر اہل حدیث میں کوئی کثیر النصایف نہیں گزرا۔ ان کا جو فیصلہ یزید کے بارے میں ہے وہ ہم ان کی کتاب "بغیۃ المرائد فی شرح العقائد" سے جو عقائد نسفیہ کی شرح ہے، پیش کئے دیتے ہیں۔ اور چونکہ اس کتاب کا تعلق علم عقائد سے ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں جو عقیدہ رکھنا چاہیے

نواب صاحب اس کی کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

و بعضی براہ غلو و افراط در شان
و بعضی لوگ بڑے بید کے بارے میں غلو و افراط
وے روند گویند امامت اور با اتفاق
کار امتہ امتیاز کے کہتے ہیں کہ اگر کسی کو مسلمانوں
مسلمانان شدد و طاعت وے بر
نے بالاتفاق امیر بنا یا تھا لہذا اس کی اطاعت امام
امام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود
حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی اس بات کے
و بخدا پناہ از میں قول و اعتقاد کہ
زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ
وے با وجود امام حسین امام و
کی پناہ کہ وہ امام ہیں گئے ہو تھے امام اور امیر مومنین
امیر شہداء و اتفاق مسلمانان
مسلمانوں کا اتفاق کیسا صحابہ کی ایک جماعت اور
کجا است جسے از صحابہ اولاد
ان کی اولاد کو جو اس پلید کے زمانہ میں تھے ان
سب سے اس کا انکار کیا اور اس کی اطاعت ہے
ایشان کہ در زمان آن پلید
یا ہر ہو گئے۔ اور اہل مدینہ کے بعض حضرات
بودند انکارش کردند و از طاعت
کو جب اس کے حال کا پتہ چلا
او بیرون رفتند۔ و بعضی از
تو انہوں نے اس کی بیعت
اہل مدینہ بعد دریافت حال خلع
توڑ ڈالی۔

و دے تارک صلوٰۃ و شارب
اور وہ تو تارک صلوٰۃ شارب خوار
خمر و زانی و فاسق و ستمگر محارم پڑ
زانی، فاسق اور محرمات کا حلال کر لیا
و بعضی بروے اطلاق لعن کردہ
تھا۔ اور بعض ملہا جیسے کہ امام احمد اہل
مثل امام احمد امثال ایشان
ان جیسے وہ سب لوگ ہیں اس لعنت کو دیا کہ میں
و ابن جوزی لعن وے از سلف
حافظ ابن جوزی نے اس لعنت کے کو نقل
نقل نمودہ زیرا کہ وے وقت
کیا کہ جو کہ جس وقت اس حضرت حسینؑ کے قتل کا حکم دیا
امیر بقتل حسین کافر شد و کے قتل
وہ کافر ہو گیا اور جب بھی حضرت عیسیٰ کو قتل کیا

لے کر دیا امیر بدان نمود بر جواز
یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر
لعن لے اتفاق کردہ اندقتارانی
گفتہ حق آنست کہ متعلق بقتل
حسین و استبشار لے بدان و
خوش ہونا اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ تو اتار
اہانت نمودن اہل بیت متواتر
المنی ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد
سے ہو لہذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان
باشعور نہیں منتوقف فی شامتہ
کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے اللہ
بل فی ایمانہ لحنہ اللہ علیہ
تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس پر میرے حق کے
و علی انصارہ و اعوانہ انتھی
اخوان و انصار ہو گئے۔ (نقل ازانی کا کلام یہاں ختم ہو گیا)
و بالجملہ وے مملو فی ترین مردم
بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں
است نزد اکثر مردم و کار ہائے
کہ ان بے سعادت درین امت
دہ از دست یج کس ہرگز
نیاید۔

بعد قتل امام حسین لشکر
بمخرب مدینہ منورہ فرستاد و
بقیہ صحابہ و تابعین را بر قتل
کرد و با محارم کہ قتل عبد اللہ
بن الزبیر پر پرداخت و ہم دریا
حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ
دیگر احتمال تو بہ و رجوع اور کجا
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے
مدینہ منورہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ باہر تھے
وہاں ہائی لگئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر
حرم مکہ کی عورت کو یا مال کو قتل کرنے اور حضرت عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کرنے کے درپے
ہو گیا۔ اور اس ناپسندیدہ حالت میں دنیا
سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور بدگمانی کا

علامہ مقبلی کی رائے یزید کے بارے میں

اور علامہ صلح بن مہدی مقبلی کو کربا فی نزہل کہ جن کے مجتہد ہونے کی قاضی خود کافی نے "البدر الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "اعظم الشاخ" تفصیل الحق علی الآثار والاشاخ" میں رقمطراز ہیں۔

و اعجب من ذلك من
یحسن لیزید المریث الذی
نعل بجوار الامه ما فعل
دهتک مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وقتل الحسين السبط
اهل بیتہ وھتکھرو فعل
مالواستحکم من مثل فعلہ
عد دھم من النضاری صجا
کان ارفق منه
ومن جملة المحسنين له
حجة الاسلام الغزالي ولكنه
فی تصنیفاتہ کلیھا کما طلب

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید
کے بڑے بھائی بنو ہاشم کر تلے (یزید و ہاشم) کے
جس نے ہرگز کائن امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ
کیا نہ فیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کھانک
میں ملایا سبط پیہر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ان کے ذہل بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عرقی
کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام
نصاری کا بھی ان پر قابو چلے قرشایدان کا برتاؤ بھی
ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم
ہی ہوتا۔

اور یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں مجتہد
الاسلام غزالی بھی ہیں لیکن وہ اپنی تمام کتب و آثار
میں حا طلب اللیل ررات کے اندھیرے میں

لیل یجمع فی خطبہ الحیة
والعقرب ولا
یباری۔

کربا یاں جمع کرنے والے کی طرح ہیں کہ جو اپنی
کھڑکیوں میں سانپ بچھو بھی جمع کر لیتا ہے اور
اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔

و ما یھون صنم یزید
الامشذ دل اور کتہ
الشقاوة فی مشا کتہ
بطواحه المردیات قیالہ
والتفريط والافراط
ولکن الصبر عنہما کالقیق
علی البحر صیماع تراکوا البھل
کرمناھذا نسال اللہ
العافیة والسلامة آمین

اور یزید کی حرکت کو دہی معمولی سمجھے گا جو
توفیق الہی سے محروم ہو اور جس کو شقاوت نے
گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے ہلکے گتوں
میں اس کا شریک بن گیا۔ لہذا انہیں تفريط و افراط
سے بچنا چاہیے لیکن اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا
ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹی میں پکڑ لینا خصوصاً
جبکہ چہالت اسڈی چل آتی ہو جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت سلامتی
کے خواہاں ہیں۔ آمین

ومن غریب الفقہ ما ذکرہ
ابن حجر الحمینی فی صواعقہ
أنہ لا یجوز لعن یزید و ان
کان یجوز بالاجماع لعن من
شراب الخمر ومن قطع الاجام
ومن هتک مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم ومن قتل
المحسین او اخر یقتله اور صنی
بقتله۔ قال و اما یزید

اور فقہ کا نرالا مسئلہ جس کو ابن حجر حمینی نے
اپنی کتاب "صواعق محرقة" میں بیان کیا ہے
یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ
بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو
سجود ہو اور جو قطع رجم کا مرتکب ہو اور جو
مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال
کرے۔ اور جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل
سے راضی ہو فرماتے ہیں۔ لیکن خود یزید پر لعنت نہیں

بعینہ فلاوان کان قد نحل هذا
الاشياء نحو فاسق قطعاً. ونحن
في نفيهم نحو كلامه اعني انك لا
يجوز لعن المعين فحي كليتة فيقال
لهذا قياس الدلالة على نفي الحكم
هذا: ان لا يجوز شارب الخمر
المعين والزاني المعين الخ غير
ذلك في جميع احكام الشريعة لان
الطريقة واحدة فطاح
ايضاً منطلقكم لان هذا الشك
الاول الضروري خالفتموه فاني
برهان يقام بعده دهورته :
هذا ايسر شرب
الخمر وشارب الخمر
ملعون هذا ايزيد
ملعون -
ولو قالوا ينبغي تحاشي ذلك
من باب قوله صلى الله عليه وآله
وسلم ليس المؤمن باللعن لكان
فيه مندوحة للمتقين والله اعلم
رم ۳۶۰ ملعم مصر ۳۶۰

کر سکتے اگرچہ اس نے ان تمام امور کا ذکر کیا تھا
اور وہ قطعاً ناسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے
ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی معین شخص پر
لعنت کرنا روا نہیں بیان کا کلیہ ہے۔ تو ان کی حدت
میں عرض ہے کہ تہاری اس فقہ میں تو قیاس الدلائل
کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ کسی معین غیر الخمر
پر مسدق باقی اور نہ کسی معین زانی پر اور اسی
طرح اور سارے احکام شرعیہ میں بھی یہی ہونا چاہیے۔
تھا۔ کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے۔
اور اس صورت میں تہاری منطق بھی ہوا میں اگر گئی،
کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بدیہی الاستیجاب
ہے مخالفہ کہتے ہو۔ لہذا ابلاحی بعد اور کوئی دلیل
تمہارے سامنے پیش کر سکتی ہے کیونکہ قیاس کی شکل اول
کی صورت یہ ہے (۱) یہ جو بریزید جس کے شراب پی کر
اور (۲) شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ (۳) لہذا یہ
بریزید ملعون ہے۔
ہاں اگر یہ حضرات یوں کہتے کہ لعنت کہنے سے اس لئے
بچنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
گراں ہے "مومن لعنت کاٹ حیر نہیں لگا یا کرتا"
تو بیشک اس صورت میں ابن تقویٰ کہنے لگے اس سے
بچنے کی گنجائش ہوتی، واللہ اعلم

اب فواب صدیق حسن خاں اور علامہ مقبل کے مقابلہ میں ان دونوں نام نہاد غیر
معروف مفتیوں کے فتویٰ کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔
یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث اور صحیح بخاری کی اس حدیث کے بارے
میں جو استفتاء میں مذکور ہے ان غیر مقلہ مفتیوں کا یہ کہنا کہ
حدیث مذکور در سوال بین طور بریزید کی طہارت اور مغفرت پر
دال ہے، پس مسلمانوں کو کوب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقبور و مغضوب علیہ قرار دیں؟
اور پھر مکر اس بات پر زور دینا اور یہ کہے جا تا کہ
"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پیش گوئی میں اس کو مغفور
فرمائیں۔"
اور اسی طرح مولوی محمد صابر نامب مفتی کا یہ لکھنا کہ
"امیر یزید... از روئے حدیث بخاری شریف مغفور لہم میں
داخل ہیں۔"
محض غلط ہے۔ اگر یہ لوگ خود تحقیق کرتے یا محققین اہل علم سے دریافت کرتے تو ہرگز ایسی
شدید غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق ایک غلط
بات کو منسوب کرنے کا گستاخ اپنے سر نہ لیتے۔
غور فرمائیے صحیح بخاری کی جو حدیث استفتاء میں درج ہے اس کے الفاظ ہیں۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصرہ جنگ
جیش من حق یضرب من ینتہ قیصرہ کرے گا اس کی بخشش کر دی گئی ہے۔
منفرد لہو۔
اس کے بارے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے یہ بحث گزر چکی ہے کہ

بزیادہ کی نیت جہاد کی تھی ہی نہیں وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیانہ
 روم میں شامل ہو گیا تھا ورنہ اسے جہاد کفار سے کیا سروکار آپ اب بھی بڑھ چکے
 ہیں کہ بزیادہ نے جیسے ہی تختِ حکومت پر قدم رکھا اپنی پہلی ہی تقریر میں بحری اور
 سرزمینی جہاد کی مطلق کا اعلان کیا۔

یہ نیکو کار جزیرہ رودس اور جزیرہ ارداد سے مجاہدین کو واپس بلا لینا
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجہ حرمت
میں شام میں جزیرہ رودس فتح ہوا اور
وہاں مسلمانوں کی فوجی چھاونی قائم کر دی گئی۔ اس چھاونی کی وجہ سے بحر روم میں
میسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑ گئی تھی، اب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد ہر کہر سب سے رہتے تھے
مگر ان کے نالائق بیٹے نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے
منتقل کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بھجوا رہے پیچھے سے دس دواڑ لکک کے منتقل ہو جانے
کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق "رودس" کو فانی کر کے اپنی زمین جائیداد کھیت
اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادل ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے
بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مغرورہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔

اسی طرح سترہ ہجری میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ "ارداد" فتح کیا تھا۔ وہاں بھی مسلمان سات سال تک قابض رہے مگر بعد ازاں وہاں بھی مسلمانوں کا قبضہ ایک آنکھ نہ بھایا اور اپنے دورِ حکومت کے پہلے ہی سال میں مسلمانوں کو وہاں سے دایسی کا حکم دے کر ہٹوا دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ جب یہ لڑ پدے نے بحری جنگ بند کر دی تھی تو وہ ان دوائوں جزیرہ پر

له ملاحظہ ہو البتہ ایہ والنہایہ از این کثیر بہ لیسہ واقعات و حوادث مشہور ہجری .

۱۷۰ تاریخ طبری بضم و اقعات سہ ماہی -

اپنا قبضہ کیسے برقرار رکھ سکتا تھا۔

اس امر پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ اس حدیث میں مغفرت سے "مغفرت عام" مراد نہیں ہے۔ کہ سارے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا ہو، بلکہ تمام اعمال صالحہ میں جہاں مغفرت کا ذکر آتا ہے وہاں بالائے نقی سابقہ گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی ہے اور وہ بھی عام طور پر صغائر کی مغفرت، اکبائر کے لئے تو یہ کہ غرض ہے۔ بغیر توبہ کے معافی لازمی نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر معاملہ موقوف رہتا ہے کہ وہ وہب کریم چاہے تو اپنے فضل سے معاف کر دے اور چاہے تو ازراہ عدل اس گناہ کی پاداش میں عذاب فرمائے۔

”مدینہ قیصر“ سے کیا مراد ہے | اس حدیث میں ”مدینہ قیصر“ کے جو الفاظ ہیں وہ بھی غلط ہیں۔ ”مدینہ قیصر“ یعنی شہر قیصر کی تعیین کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ اس شہر کے کوٹنا شہر مراد ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں تین شہروں کا نام لیا جا سکتا ہے۔

۱۱) ”مدینہ قیصر“ سے مراد وہ شہر ہے جہاں قیصر اس وقت مقیم تھا۔ جبکہ زبان رسالت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ یعنی ”حصص“ جو کہ شام کا مشہور شہر ہے۔ اور جو مزدک پیدائش سے بہت پہلے سلسلہ ہجری میں مہدت اردوئی ہی میں فتح ہو چکا تھا۔ چنانچہ سابق میں گزر چکا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث میں ”مدینہ قیصر“ سے ”حصص“ ہی کو مراد لیا ہے۔

(۱۶) شہر "روم" جو قدیم زمانہ سے قیصرہ روم کا دار السلطنت چلا آ رہا تھا۔ "روم" پر بھی اگرچہ مسلمان حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن یہ حملہ یزید کی حیات میں نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بہت بعد کا واقعہ ہے۔

(۱۳) شہر "قسطنطنیہ" جو قسطنطنین اعظم کا پایہ تخت تھا۔

حدیث "مدینہ قیصرہ" کا مصداق سلطان محمد فاتح | اب اگر مدینہ قیصرہ کو

قسطنطنیہ ہی قرار دینے پر اصرار ہے تو انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ علیہ الرحمۃ اوان کی کوخ ظفر صوح ہے۔ یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شکاف لے عیسائیت کے اس مرکز کو فتح کر کے اس کو ظفر و اسلامی میں داخل کیا۔ اور پھر وہ "بخدا" کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ مصطفیٰ کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا اور اب شاید امام مہدی کے آنے پر ہی خلافت کا دوبارہ قیام عمل میں آئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں عام طور پر فتح و کامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق اگر "مدینہ فیہ" سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیا جائے تو فاتحین "قسطنطنیہ" ہی ہو سکتے ہیں۔ بھلا یزید اس بشارت کا مصداق کس طور پر ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو قریش کے ان شریر النفس لوٹدوں میں پھر فرست ہے جن کے متعلق زبان رسالت سے پیش گوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان کے ہاتھوں ہونی ہے۔

یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا

پہلا لشکر کے الفاظ آئے ہیں اور یزید کے زیرِ کمان جو لشکر "قسطنطنیہ" کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطنیہ" پر جا کر چباؤ کر چکے تھے۔ یزید کس سن میں "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہوا اس کے بارے میں اگرچہ مورخین کے بیانات مختلف ہیں لیکن شکہ جبری سے پہلے کوئی تو رخ اس واقعہ کو بیان نہیں کرتا۔ ناصیروں کے

شیخ التاریخ محمود احمد عباسی کا بھی "خلافت معاویہ و یزید" میں یہی بیان ہے وہ لکھتے ہیں۔

"شکہ" میں حضرت معاویہ نے جہاد قسطنطنیہ کے لئے بڑی اور بحری حملوں کا انتظام کیا۔ بڑی فوج میں شامی عرب تھے، خصوصاً بنو کلب جو امیر یزید کا ناہنیا فی قبیلہ تھا۔ ان کے علاوہ حجازی و قریشی غازیوں کا بھی دستہ تھا۔ جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت منفرت دی تھی" (ص ۳۷، طبع چارم)

اگرچہ خود بدلتے لے بھی اسی کتاب میں (ص ۹۹) امیر شریک ارسلان کی کتاب "حاضر العالم الاسلامی" کی تعلیقات سے بحوالہ "طبقات ابن سعد" اس غزوہ کی تاریخ شکہ جبری ہی نقل کی ہے۔ بہر حال شکہ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں ہے۔

اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شکہ جبری سے بہت پہلے فزایان اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ چنانچہ سنن ابوداؤد میں مذکور ہے۔

حدثنا احمد بن عمرو بن السرح نا سلم ابی عمران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ نبوی سے جہانک ابن وہب عن عروہ بن زید و ابن جریج نا امیر جیش حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید جفی عمران قال غزوہنا من المدینہ یزید اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ رومی فوج شہر چاہ سے

القدس طینیة و علی الجعاعة
عبد الرحمن بن خالد بن الولید
والروم ملقبون بظہر و حجر و عجل
المدینة فحمل رجل علی العود
نقال الناس مد مد لا اله الا
الله ینقی بیدیه الی التهلكة
نقال ابو ایوب انما انزلت
هذه الآیة فیما معاشر
الانصار لما نصر الله نبیه
صلی الله علیه وسلم و اظهر
الاسلام قلنا هل تقیم فی
اموالنا و نصلحها فانزل الله
عز وجل و انفقوا فی سبیل
الله و لا یلقوا یا یدیکم الی
التهلكة فالتقاء باید یسنا
الی التهلكة ان تقیم فی
اموالنا و نصلحها و ینفع الجهاد
قال ابو عمران قلہ یزل
ابو ایوب یجاهد فی سبیل الله
عز وجل حتی یفوز بالقسطنطینیة
باب فی تولد عن رجل و لا یلقوا یا یدیکم الی التهلكة

پشت حملتے مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی لشکر میں
مسلمانوں کی صف میں سے نکل کر ایک شخص نے دشمن
کی فوج پر حملہ کر دیا۔ لوگ کہتے رہے "دیکھو کو لا الہ الا اللہ" پھر
یہ شخص تو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال
رہا ہے۔" یہ سن کر حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے
میں اتری ہے۔ (واقعہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام
ظہر نصیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو یدینہ میں رکھ
اپنے اموال کی خبر گیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ
دینا چاہیے۔ اس پر اللہ عز وجل نے یہ آیت شریفہ نازل
فرمائی و انفقوا فی سبیل اللہ لا یلقوا یا یدیکم الی
راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو
لہذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو جوہر کر
ہمارا اپنے اموال کی خبر گیری اور اس کی اصلاح
کے خیال سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا
تھا۔

اور اسی غزوہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام ابو داؤد ہی نے "کتاب السنن"
کے "باب فی قتل الاسیر بالنبل" میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

حدثنا سعید بن منصور ثنا
عبد الله بن وهب قال أخبرني
عمرو بن الحارث عن بکیر بن
الأنجیر عن ابن فعلی قال غزونا
مع عبد الرحمن بن خالد بن
الولید فأتی باریجة أعلاہ
من العد و قامو بہم فقتلوا
صبراً۔ قال ابو داؤد قال لسا
غیر سعید عن ابی وجیب فہذا
الحدیث قال۔ بالنبل صبراً
فیبلغ ذلک اثبا أبو ایوب الانصاری
نقال سمعت رسول الله صلی
الله علیہ وسلم یخبر عن قتل العبر
تو الذی نفس بیدہ لوکانت
دجا جتہ ما صبر علیہا
فیبلغ ذلک عبد الرحمن بن
خالد بن الولید فأتی
أربعہ سرفتاب

ابن فعلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد الرحمن بن خالد
بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد میں
شریک تھے (اسی ہم میں) ان کے سامنے دشمن
کے چار بیٹے کئے شخص پیش کئے گئے۔ جن کے قتل
کرنے کا انہوں نے حکم دیا۔ اور فعلی حکم میں ان کو
باندھ کر قتل کروا ڈالا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم
سے پہلے اس از سعید بن منصور کے علاوہ ایک کاتب
صاحب تھے ابن وہب سے اس حدیث میں یوں
نقل کیا ہے کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہتھ
بنایا گیا تھا جب اس امر کی خبر حضرت ابو ایوب
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
کہ آپ اس طرح باندھ کر قتل کر لے سب سے فرماتے
تھے پس تمہارے اس ذات عالی کی کہ جس کے قبضہ
تدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مرغی بھی ہو تو
میں اس کا اس طرح باندھ کر نشاء نہ لوں۔ پھر آپ
اس فرمانے کی اطلاع جب حضرت عبد الرحمن بن خالد
بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے
اس کے قتلہ میں چار غلام آزاد کئے۔

حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعض محدثین نے صفار صحابی میں ذکر کیا ہے یہ بھی اپنے والد بزرگوار حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شجاع و دلیر تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی فیئہ الصحابہ" میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ

انحدر ابن عساکر من طرق کثیرۃ حافظہ عنہما کرتے بہت سی سلاسل سے نقل کیا کہ حضرت معاویہؓ اس کا بڑا متوسل علی بن غن و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں ان کو روہبہ کی جنگ میں الروم ایام معاویہ لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں مسکنہ اور مسکنہ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں مسکنہ اور مسکنہ ہجری کے واقعات کے ذیل میں بلادرہم میں ان کی زبردستی ویران مسلمانوں کے سرانی جہاد کا ذکر کیا ہے انہوں نے ہے کہ مسکنہ ہجری ہی میں ان کو جس میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا تھا یہ اپنے غزوات و جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و بااثر تھے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید کو مسکنہ ہجری یا اس کے بھی کئی سال بعد مسکنہ یا مسکنہ میں قسطنطینیہ کی ہم پر روانہ ہوا تھا۔ اور یہ اس سے برسوں پہلے قسطنطینیہ کی شہر پناہ پر جنگ کو چلے ہیں۔ سردست ہم "غزوہ قسطنطینیہ" کے سلسلہ میں اسی قدر بحث پر اکتفاء کرتے ہیں۔ زندگی بخیر رہی اور حق تعالیٰ نے توفیق دی تو تفصیل بحث اس حدیث پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمارے کتاب "یزید کی شکل و صورت و خدویشوں کے آئینے میں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ بھی یاد ہے کہ شامی بخاری مہلب المتوفی مسکنہ ہجری کے پہلے یروشہ جہاد ہے کہ حدیث بخاری سے بڑی کی منقبت نکلتی ہے۔ اندلس میں مالک کے قاضی تھے اماندیس میں اس زمانہ میں خلفاء بنی امیہ کا آخری تاجدار ہشام بن محمد العبد علی اللہ عز و جل تھا۔ اس کی موت کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے جس کی یہی آیت کی حجت میں تھی۔

یزید کا عقیدہ عمل و دونوں شراب تھے | خلاصہ بحث یہ ہے کہ یزید قلاً اہل سنت و جماعت کی تہمت کے مطابق عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے نہایت خراب آدمی تھا اس کے عقیدہ میں دو غریبی تھیں۔ (۱) ناصبیت یعنی حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عداوت۔ چنانچہ حضرت نافو توفی رحمت اللہ تعالیٰ کی یزید کے بارے میں تصریح ہے کہ "اذا رؤسائے نواصب است"۔

اور مؤید اسلام حافظ شمس الدین زہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں:

یزید بن معاویہ کان ناصباً فظلاً یرید بن معاویہ ناصبی تھا، سنگدل، بزدبان، غلیظ، جفاکار غلیظاً جلفاً یتناول المسکر ویفعل المنکر، انتہی دولتہ بقتل الشہید الحسین رضی اللہ عنہ واختتمها (کے قتل عام) پر اسی لیے لوگوں اس پر پھٹکا بھی اور بوقعۃ الحرۃ فسقتہ الناس ولم یبارک فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد حضرت اس کے خلاف بعض شہداء نے اللہ عز و جل سے کہ بعد الحسین رضی اللہ عنہ کا اھل المدینۃ اللہ حضرت اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

(۲) "ارجار" یعنی ناصبی "ہونے کے ساتھ ساتھ" مرجی "بھی تھا۔ چنانچہ سوال اول کے جواب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اس کے بار میں گزر چکی ہے اور "ارجار" کی تفصیل بھی دینا مذکور ہے۔ اور یہی اس کی بدیعی سواس کے اعمال قبیحہ اور عرکات شنیعہ کی تفصیل اس مقالہ کے اور اوراق ہیں۔ اب خود ہی سوچ لیجیے کہ ایسے نابکار اور نالائق شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے گناہ کا کیا کسی سلطان کو زیبہ تیار ہے؟

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں | حافظ ابن تیمیہ نے ٹھیکہ ہی لکھا ہے کہ:

واما قولہ محبتہ فلا ینالہ المحبتۃ یرید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو الخاصۃ انما تكون للصلیین انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین تکھی جاتی ہے اور یزید کا وال الشہداء و الصالحین و لیس احداً منہم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "الانسان کاشتر فی لوگوں کے ساتھ ہو گا جو حق سے محبت المر مع من احبہ ومن امن باللہ والیوم الآخر یرایا" ہوگی؟ اور جو شخص میں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان

الافخر لا يختار ان يكون مع يزيد ولا ركنه اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ
مع أمثاله من الملوك الذين اس کا حشر نہ دیا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو
لیسا و اعداد لیثہ جو عادل نہیں تھے۔

رواض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں | اخیر میں ہم اتنا اور عرض کریں گے
کہ احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو "نجوم ہدایت" بتایا گیا ہے
ارشاد ہے :

أصحابي كالنجوم بأيهم مشيت الدارون کی مانند ہیں ان میں سے
اقتدیتم اہتدیتہم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس روایت
رواہ وزین ^۱ کہ کورزی نے نقل کیا ہے۔

اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کو "کشتی نوح" سے تشبیہ کی گئی ہے کہ جو اس میں
سوار ہوگا بجز منکلات میں غرق ہونے سے بچے گا۔ ارشاد ہے۔

ألا إن مثل اہل بیتی فیکم یاد رکھو یہ اہل بیت کی مثال تمہارے لیے ایسی
مثل سفینة نوح من رکبها ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اس
نجار و من تخلف عنہا میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں سوار
ہلاک۔ رواہ احمد۔ ^۲ ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اس حدیث کو امام
احمد نے روایت کیا ہے۔

مطلب صاف ہے جو لوگ "سفینہ اہل بیت" سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب
کہ "اہل بیت" کے دشمن ہیں، ان کو کافر کہتے اور ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں وہ اولیٰ ثلہ
ہیں میں غرق دریاے منکلات ہوئے اور جو کشتی میں تو سوار ہوئے مگر صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کی منیا پاشی سے کہ "نجوم ہدایت" ہیں انہوں نے رہنمائی حاصل نہ کی۔ جیسے
رواض ہیں تو اندھیرے اور تاریکی کی وجہ سے عین بخار میں جا کر ان کی کشتی بجز منکلات میں
غرق ہوئی اور اہل سنت جماعت امام فخر الدین رازی کے الفاظ میں :

۱۔ مجموعہ فتاویٰ ابی تیمیہ ج ۳ - ص ۳۸۴ - ۲۔ مشکوٰۃ: باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث
۳۔ باب مناقب اہل بیت النبیل اللہ علیہ وسلم الفصل الثالث (مشکوٰۃ)

نحن معاشر اهل السنة بمحمد الله ہم گروہ اہل سنت "بمحمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
و کینا سفینة محبة اهل البيت سفینہ میں سوار ہیں اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
واہتدینا بنجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لیے امیدوار
صلی اللہ علیہ وسلم منزجوا النجاة من ہیں کہ قیامت کی ہون کیوں اور جہنم کے طبعات سے
اھل الیقین و درکات البحیم ہمیں نجات ملے گی اور وہ ہدایت ہیں عطا ہوگی جو
والحدایہ الی ما یوجب رجعت جنت کے درخت اور دائمی نعمت کو واجب کر دیتی ہے۔
الجنان و النجیم المقیم۔

محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں حدیث سفینہ نوح
کی تشریح میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے ان کی یہ عبارت نقل کی ہے "یزید علیہ السلام نے
نہ اہل بیت نبوی کی لاج رکھی نہ صحابہ کرام کی، اس لیے اب جو اہل سنت کے زمرہ میں خارج
ہو کر نواصب کے گروہ شقاوت پر وہ میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ شوق سے یزید پر اپنی
جان نچھادر کرے اپنا مال نثار کرے اور اس کی مدد کی کو اپنا شعار بنائے۔

ان ساری تفصیلات سے اب یہ بات روز بروز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ سائل نے
استفسار میں جو بارہ سوالات قائم کیے ہیں وہ سب وہی تباہی شہت پر مبنی ہیں۔ واقعہ
میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تمسخر
اور تحقیق و تجرید میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس لیے ایسے امور کو محتاج باور کرنے والا پکا
ناموسی، فاسق اور بدعتی ہے اور اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے
ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے۔ اس کے پیچھے نماز و گھر و تحریک ہے
واجب الامارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والحمد لله اولاً و آخراً

کتاب الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عبد الرشید النعمانی مغفر اللہ ذنوبہ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

فہرست مراجع

۱	احکام القرآن - از جصاص ص ۴۶ - ۱۳۰
۲	إحياء علوم الدين - از غزالی ص ۱۲۰ - ۱۶۲
۳	أخبار الدول - از ابوالعلا مسکریانی ص ۱۶۸
۴	الإختیار للتعلیل المختار - ص ۱۳۰
۵	إرشاد الساری - از علامہ محمد تقی سلطانی ص ۹۳ - ۱۹۸
۶	إزالة الغموض فی رد کشف الغطار از مولانا غلام ربانی - ص ۱۳۸
۷	أسماؤ الخلفاء والولاء و ذکر ممد و هم از ابن حزم - ص ۴۲
۸	إسماء رجال مشکوۃ - از خطیب تبریزی ص ۱۷۷
۹	أشعة المنع - از شیخ عبدالحق دہلوی ص ۱۶۳
۱۰	الإصباح فی تمییز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی ص ۶۱ - ۱۵۲ - ۱۹۸
۱۱	أصول الدین - از ابوالیسر بزدوی ص ۱۷۵
۱۲	الأغانی - از ابی الفرج اصبہانی ص ۱۰۳
۱۳	إعادة الأخیار ببرادة الأبرار - از محمد علی تباتنی - ص ۹۹
۱۴	الکافی البصیفہ کی سیاسی زندگی - از منظر حسن گیلانی - ص ۶۱
۱۵	الإمامۃ والسیاسة - ص ۱۰۳ - ۱۰۸
۱۶	إمداد الفتاوی - ص ۱۸۳
۱۷	انساب الأشراف - از بلاذری ص ۱۰۳ - ۱۰۸
۱۸	ب
۱۹	ألبداية والنهاية - از ابن کثیر ص ۳۲ - ۳۶ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ -
۲۰	۶۹ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۹ - ۱۲۱ -
۲۱	۱۳۸ - ۱۵۲ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۸۰ -
۲۲	۱۹۲ - ۱۹۸
۲۳	البدیع الطالع - از قاضی شوکانی ص ۱۳۰ - ۱۸۸
۲۴	بذل المجهود فی حق ابی داؤد - ص ۸۰

۱	بشارت مغفرت کے امین یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اسم استفتاء - ص ۱۸۴
۲	بغیۃ الرائد فی شرح العقائد - از صدیق حسن خاں صاحب - ص ۱۸۵
۳	ت
۴	تاج العروس - از زبیدی - ص ۱۸۴
۵	تاریخ ابن خلدون - ص ۳۲
۶	تاریخ ابن خلدون -
۷	ص ۱۲۴ - ۱۲۸ - ۱۲۹
۸	تاریخ ابن عساکر - ص ۱۱۵
۹	تاریخ ابن کثیر - ص ۱۰۱ - ۱۵۵
۱۰	تاریخ الخلفاء از سیوطی - ص ۸۰ - ۸۶ - ۸۸ - ۸۹ - ۱۳۳
۱۱	۱۳۵ - ۱۵۲
۱۲	تاریخ صغیر - از امام بخاری - ص ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸
۱۳	تاریخ طبری
۱۴	ص ۱۵۲ - ۱۷۵ - ۱۹۲ - ۱۹۸
۱۵	التاریخ الکبیر - از امام بخاری ص ۱۷۱
۱۶	التبصرہ - از ابوالمنظر الاسفرائینی ص ۱۶۸
۱۷	تحریر الشہادتین - از سلامت اللہ کشفی ص ۱۳۵ - ۱۳۷
۱۸	تخفہ اثنا عشریہ - از شاہ عبدالغنی - ص ۱۳۵ - ۱۳۶
۱۹	تذکرۃ الحفاظ - از ذہبی - ص ۱۲۳
۲۰	تجلیل المنقذہ - از ابن حجر ص ۱۱۳ - ۱۱۴
۲۱	تفسیر ابن ابی حاتم - ص ۵۷
۲۲	تفسیر کبیر - از امام رازی - ص ۲۰۹
۲۳	تفسیر مظہری - از قاضی شامی پانی پتی - ص ۱۲۰ - ۱۲۱
۲۴	الشفیات اللغیۃ - از شاہ ولی اللہ ص ۲۷ - ۲۸
۲۵	تقریب التہذیب - از ابن حجر ص ۱۰۱
۲۶	تکلیل الایمان - از شاہ عبدالحق دہلوی ص ۱۳۰ - ۱۳۳ - ۱۳۶
۲۷	تہذیب التہذیب - ابن حجر - ص ۱۱۱ - ۱۱۳
۲۸	تہذیب الجمال - از مزنی - ص ۱۱۱
۲۹	تیسیر القاری - از شیخ نورالحق دہلوی ص ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۷۱ - ۷۳ -
۳۰	۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹

ج

- جامع الترمذی - من - ۹۲ - ۱۵۷
 ۱۵۸ - ۱۶۳ - ۱۷۲ - ۱۷۸
 جبهه انساب العرب - من - ۴۲
 جوامع السيرة - از - ابن حزم
 من - ۴۵
 الجواهر المصنعة - از - عبدالغفار قرشي
 من - ۱۴۱
 ح
 حاضر العالم الاسلامی - از - امیر
 شکیب ارسلان - من - ۱۹۵
 حجة الله البالغة - از - شاه ولی الله
 من - ۲۹
 حسن العقيدة - از - شاه عبدالعزیز
 من - ۱۳۶
 حیوة الخیران - از - علامه کمال الدین
 دیمیری - من - ۱۲۸
 حیات سیدنا یزید - من - ۳۶
 ح
 خلاصة الفتاوی - از - امام قلاوی
 احمد بخاری - من - ۱۳۰ - ۱۳۲
 خلافت معاویة یزید - محمود احمد عباسی
 من - ۱۲ - ۱۸ - ۱۵۱ - ۱۹۵

د

- دلائل النبوة - از - بیہقی
 من - ۱۷۸
 دول الاسلام - از - ذهبی - من - ۸۸
 د
 الروض الباسم فی الذب عن سنته
 ابی القاسم - از - حافظ محمد بن
 ابراهیم وزیر یمنی -
 من - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۹۹

ذ

- ذکر الشبان والشیبة عن ارتکاب
 الغیبة - از - مولانا عبدالحی فرنگی علی
 من - ۱۴۰

س

- سنن ابن ماجه - من - ۱۷۲
 سنن ابی داود -
 من - ۷۹ - ۹۳ - ۱۹۵
 سنن داری - من - ۸۳
 سنن نسائی - من - ۵۱ - ۹۲
 سیر اعلام النبلاء - از - ذهبی
 من - ۱۷۹ - ۱۷۰
 شذرات الذب - از - عبدالحی ابن
 عماد حنبلی - من - ۱۶۳

- ۶۶ - شرح تراجم ابواب البخاری -
 از شاه ولی الله دهلوی
 من - ۳۸ - ۳۹
 ۶۷ - مفتح سیر کبیر - از - شمس المله سرشی
 من - ۹۱
 ۶۸ - شرح صحیح مسلم - از - نووی
 من - ۷۸ - ۸۷ - ۱۲۳
 ۶۹ - شرح عقائد نسفیه - از - ملا سعد الدین
 تفتازانی - من - ۸۸ - ۱۳۵
 ۷۰ - شرح فاری صحیح بخاری - از - شیخ الاسلام
 دهلوی - من - ۴۷ - ۶۳
 ۷۱ - شرح مقاصد - از - تفتازانی -
 من - ۱۳۸
 ۷۲ - شہید کر بلا - از - مفتی محمد شفیع صاحب
 من - ۱۸۱
 ۷۳ - شہداء کر بلا پر افتراء - از - مصنف
 من - ۹۶ - ۱۶۹
 ص
 ۱ - صحاح ستہ - من - ۱۱۳
 ۲ - صحیح ابن حبان - من - ۸۷ - ۱۷۲
 ۳ - صحیح بخاری - من - ۳۰ - ۷۷ -
 ۴۸ - ۴۹ - ۵۵ - ۵۶ - ۶۱ - ۶۲
 ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ -
 ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۱۱۱ - ۱۱۳ -
 ۱۸۵ - ۱۹۱
 ۴ - صحیح مسلم - من - ۶۷ - ۷۷
 ۵ - الصواعق المحرقة - از ابن حجر مکی
 من - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹
 ط
 طبقات ابن سعد - من - ۱۲۶
 ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۹۵
 ع
 ۱ - العقائد الطحاوی - من - ۲۶
 ۲ - عقائد نسفیه - من - ۱۸۵
 ۳ - العلم الشامخ فی تفصیل الحق علی
 الایام - والسنخ - از - صالح بن مهدی
 مقبلی - من - ۱۸۸
 ۴ - عمدة القاری شرح صحیح البخاری
 من - ۶۳ - ۷۲ - ۸۱
 ۵ - العواصم من القواصم - از ابن العربی
 من - ۱۰۸ - ۱۱۳
 ۶ - العواصم والقواصم فی الذب عن
 سنتہ ابی القاسم - از - وزیر یمنی
 من - ۱۳۰
 ف
 ۱ - فتاوی برازیہ - از ابن البرزاز
 من - ۱۳۲
 ۲ - فتاوی عزیز - از - شاه عبدالعزیز
 من - ۱۱۰ - ۱۳۳

کتاب الإختصاص بحسب الماشرف -

از عبد الله بن محمد شبرای -

ص - ۴۳

کتاب الأذکار - از فردی -

ص - ۱۲۵

کتاب الأنساب - از سمعیانی

ص - ۱۳۱

کتاب الثقات - از ابن حبان

ص - ۱۱۲

کتاب الزهد - احمد بن منیل

ص - ۱۰۸ - ۱۱۱ - ۱۱۳ - ۱۱۴

۱۱۹ - ۱۲۲

کتاب العالم والمتعلم - از امام

ابو یوسف - ص - ۱۳۳

الکواکب الدراری شرح صحیح بخاری

از علامه محمد یوسف کرمانی ص - ۱۶۸

ل

۹۳ - لسان المیزان - از ابن حجر

ص - ۱۱۵ - ۱۱۹ - ۱۶۸

م

مجموع الزوائد - ص - ۱۰۶ - ۱۲۴

مجموع فتاوی ابن تیمیة -

ص - ۱۱۳ - ۱۲۰

فتح الباری - از ابن حجر

ص - ۲۶ - ۳۹ - ۵۱ - ۵۲

۵۳ - ۵۴ - ۵۸ - ۶۸ - ۷۱

۷۳ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۸ - ۸۰

۸۳ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۹

۱۵۳ - ۱۵۴

الفتح الکبیر فی فہم الزیادة الی الجامع الصغیر

ص - ۴۰

الفرع الثانی من الاصل السانی -

از نواب صدیق حسن خان - ص - ۱۶۱

فصلی الخطاب - از خواجہ محمد یار سب

تشیبندی - ص - ۱۶۰

الفصل فی الملل والأہواء والنحل

از ابن حزم - ص - ۱۶۱ - ۱۶۲

الفوائد البہیة فی طبقات الخفایة -

از مولانا علی محمد فرنگی علی - ص - ۱۳۱

فواتح الرحمت شرح مسلم الشبوت -

از علامہ بحر العلوم رحمہ اللہ -

ص - ۱۸۳

ک

کامل ابن اثیر -

ص - ۳۳ - ۳۵ - ۱۰۵ - ۱۰۶

۱۰۸ - ۱۶۲ - ۱۶۵ - ۱۶۶

عیاضات تاریخ الامم الاسلامیہ

از محمد قسری - ص - ۱۶۶

المحلی از ابن حزم - ص - ۶۳

مدارج النبوة - از شیخ عبد الحق

محمد ث دہلوی - ص - ۸۲

مزیل الی داود - ص - ۱۱۳ - ۱۱۵

المرقاۃ شرح مشکوٰۃ - از عبد الحق

محمد ث دہلوی - ص - ۱۴۳ - ۲۰۱

مستخرج اسماعیلی - ص - ۵۶ - ۶۸

مسند ابی یعلی - ص - ۵۷ - ۵۸ - ۱۱۴

مسند احمد - ص - ۳۲ - ۵۱

۶۳ - ۶۹ - ۷۹ - ۱۱۳ - ۱۱۴

۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۸

مسند بزار - ص - ۷۲

مشکوٰۃ شریف از خطیب تبریزی

ص - ۲۶ - ۳۰ - ۹۳ - ۹۴

۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۸ - ۲۰۰

مطالب المؤمنین - ص - ۱۳۰

المستدرک فی الاصول - از ابی یعلی

ص - ۱۲۰

معجم البلدان - از یاقوت حموی

ص - ۸۵

معجم الصحابة - از امام بخاری

ص - ۱۴۱

معجم طبرانی - ص - ۷۳ - ۷۷ - ۸۴

مفتاح النجا - از مرزا محمد بخش

ص - ۱۳۵

مقدمہ ابن خلدون - ص - ۱۱۰

مکتوبات سید احمد - از سید احمد شہید

ص - ۱۸۳

مکتوبات شریفہ - از مجدد العالی

ص - ۱۸۲

مکتوبات قاسمی - درباره شہادت

حسین - ص - ۱۹۹

مناقب السادات - از قاضی

شہاب الدین دولت آبادی

ص - ۱۳۵

المنقذی - للذہبی - ص - ۹۸ - ۹۹

منہاج السنۃ - از ابن تیمیہ

ص - ۳۵ - ۳۸ - ۵۹ - ۱۱۰

موارد النکاح الی زوائد ابن حبان

ص - ۱۴۲

میزان الاعتدال - للذہبی

ص - ۵۱ - ۱۱۳

ن

نکت علی الأطراف -

از ابن حجر ص - ۱۱۵

الإسلام والمسيحية
تنقوۃ غفنیۃ
۱۲۰۲ھ ۱۹۸۲ء الموافق ۲۱-۲۳ ربيع الثانی ۱۴۰۳ھ
دار المصنفین (الادبیۃ شبلہ) اعظم کربہ (لندن)

الاشارة
التاریخ ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

محبت گرامی منزلت، دو فاضل گرامی مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب زیدت آثارہ،
السلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا ورچب کامودت نامہ جو غالباً کسی ذریعہ
بھیجا گیا تھا، اور ایک نسخہ "المیزب الاعظم" جس پر آپ کی تحریر ہے، اور ایک نسخہ
"شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک مہینہ سے زائد تاخیر کے ساتھ مولانا منظور صاحب کے
یہاں سے ملا، "شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک نسخہ اس سے پہلے مل چکا تھا، اور میں
اس کی رسید دینے نہیں پایا تھا کہ دوسرا نسخہ مل گیا، میری طرف سے ان دونوں کو انقدر
ہدیہ پر دی شکر قبول کیجئے۔ خاص طور پر "شہداء کربلا پر افتراء" آپ کی ایک بڑی خدمت
ہے، اللہ تعالیٰ اہل بیت مظلومین کی طرف سے اور عترۂ نبویہ کی طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا
فرمائے، میں عرض سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا، اللہ کا شکریہ کہ ایک محقق فاضل کا
قلم جس کو اللہ تعالیٰ نے حمیت دینی کے ساتھ توازن و اعتدال کی دولت بھی نصیب
فرمائی ہے اس موضوع پر اٹھا، اللہ تعالیٰ آپ کی سبھی مشکور فرمائے۔

عزیزی محمد ثانی مرحوم جو میری قوت بازو، اور فخر خاندان تھے، کے انتقال کے
سلسلہ میں آپ کی مخلصانہ نصرت کا شکر گزار ہوں، و دو فاضل اللہ کل مکروہ
برادر محترم پروفیسر محمد عبد الغنی صاحب کی علالت کا حال سن کر تردد ہوا،
اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے، میرا سلام پہنچا دیں۔

آپ کا ہم استاذ اور محب
ابو الحسن علی

۵ ارجون ۱۴۰۳ھ

دار المصنفین
شکر گرامی صاحب
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مستطاب
نسخہ شہداء کربلا پر افتراء
تاریخ وفات: ۱۳۵۹ھ
۲۰ جولائی ۱۳۵۹ھ
۱۸۔ جاری الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۳۔ جنوری ۱۹۴۰ء
بقلم کراچی
پاکستان
منظر لطیف

اکابر صحابہ

شہادتِ اعلیٰ کے لیے ان کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے

اور

شہداء کربلا پر افتراء

[شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے]

اور

شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے شہادتِ اعلیٰ کے لیے

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور

مؤسس و مدیر

الرحمة لکچر ہاؤس

۷/۷، مغل پورہ، لاہور، پاکستان

کراچی ۷۵۹۰۰

ناصبیت

تحقیق کے بغیر میں

محمد احمد عباسی کے تازہ اٹھائے ہوئے نقض کا علی اور تحقیق جبار

اور

تحقیق العصر لانا محمد عبدالرشید نعمانی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور

مؤسس و مدیر

الرحمة لکچر ہاؤس

۷/۷، مغل پورہ، لاہور، پاکستان

کراچی ۷۵۹۰۰

الامیر ابن جابر

و کتابہ النسخ

مکاتیب

المکتبۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ

النسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ

النسخۃ النسخۃ النسخۃ

ولد حیدر ۱۲۳۳ھ و توفی بکراچی سنہ ۱۲۴۰ھ

ولہ ۱۰۰۰۰ نسخۃ من طبع علم حدیث علی الطریقۃ

و کتابہ ۱۰۰۰۰ نسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ

للمعانی النسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ

مکاتیب

مکتبۃ النسخۃ النسخۃ

مکتبۃ النسخۃ النسخۃ

مکتبۃ النسخۃ النسخۃ النسخۃ

مکاتیب

مکتبۃ النسخۃ النسخۃ

مکتبۃ النسخۃ النسخۃ

الرحمة لکچر ہاؤس

۷/۷، مغل پورہ، لاہور، پاکستان

کراچی ۷۵۹۰۰

المدخل فی اصول الحدیث

تألیف الأمام الحاکم ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المظاہر

الشیخ النیسابوری المتوفی سنہ ۴۰۵ھ

رحمہ اللہ تعالیٰ

تیسرے بار

المدخل فی اصول الحدیث الحاکم النیسابوری

جو کہ اصول حدیث کی بہت کم کتابوں میں سے ایک ہے

اور

تحقیق العصر لانا محمد عبدالرشید نعمانی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور

مؤسس و مدیر

الرحمة لکچر ہاؤس

۷/۷، مغل پورہ، لاہور، پاکستان

کراچی ۷۵۹۰۰